مختلف مصیبتوں میں نبی کریم ﷺ کو پکارنے اور آپ ﷺ سے مدد مانگنے
والوں کی مشکل کشائی پر مشتمل احادیث وواقعات سے مزین بے مثال کتاب

دستگیرِ غلام

اردو ترجمہ

مصباح الظلام

مصنف

امام کبیر الشیخ (متوفی ۲۸۳ھ)

ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ مزالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مفتی سجاد علی فیضی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں!

نام کتاب ...... دستگیر غلام اردو ترجمہ مصباح الظلام

ترجمہ از قلم ...... فاضل نوجوان حضرتِ علامہ ابوالسعید سجاد علی فیضی صاحب

پسند فرمودہ ...... مجاہد دین وملت صاحبزادہ پیر سید رضا حسن شاہ قندھاری سجادہ نشین درگاہ پیر قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

بظل عاطفت ...... شاہین ختم نبوت، استاذ العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید محمد

نظر ثانی واجد گیلانی شاہ صاحب مدظلہ العالی

حسب ارشاد فخر السادات حضرت العلام پروفیسر صاحبزادہ سید غلام دستگیر شاہ صاحب گیلانی دام ظلہ (انگلینڈ)

نظر ثانی علامہ محمد عمران فیضی (مدرس جامعہ فیضیہ)

تاریخ اشاعت ۲۰۲۱ء

اوّل

صفحات ......

تعداد ۱۱۰۰

ناشر ...... مکتبہ نعیمیہ گڑی شاہو لاہور

کمپوزنگ و ڈیزائننگ سبحان کمپوزنگ اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ فیصل آباد 0301-7008928

ملنے کے پتے

- ...... مکتبہ نعیمیہ دارالعلوم نعیمیہ گڑی شاہو لاہور:
- ...... دارالعلوم جامعہ فیضیہ تاندلیانوالا فیصل آباد فون نمبر:0332-3409714
- ...... مکتبہ شہید ختم نبوت، جامعہ اکبریہ فیض العلوم اکبر آباد کوٹلی میانی شریف (گوجرانوالہ) فون نمبر:0333-3333044
- ...... المدینہ لائبریری P-90 بازار نمبر 2 مرضی پورہ نڑ والا روڈ فیصل آباد فون نمبر:0321-7031640

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم

انک حمید مجید

اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد

کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم

انک حمید مجید

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی مادر علمی ''جامعہ اکبریہ فیض العلوم'' اکبر آباد کوٹلی میانی شریف (گوجرنوالہ) کو منسوب کرتا ہوں۔

جس کی عظیم اور فیض رساں گود نے مجھ جیسے ان گنت بے بال و پَر افراد کی جسمانی و روحانی پرورش کی اور کر رہی ہے۔

بلا مبالغہ جس کا آنگن علوم عصریہ و اسلامیہ کا حسین امتزاج اور شریعت و طریقت کا مرج البحرین ہے۔

جس کے دستر خوان کی برکات سے سینکڑوں بے نام ذرے آسمان علم کے نیر تاباں بن گئے، بے شمار علماء و فضلاء، وکلاء و ادباء، مدرسین و محققین اور قائدین و مصنّفین اسی کے گلستان کے خوشہ چین نظر آتے ہیں۔

رب تعالیٰ صبح قیامت تک اس کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی و خوشحالی عطا فرمائے۔ اور اس کے بانیان، منتظمین، اساتذہ وطلباء اور جملہ معاونین و متعلقین کو دارین کی فوز و فلاح عطا کرے۔

آمین

فیضیؔ

الاهداء

ہدیہ عقیدت برائے

قطب الاقطاب، آفتاب نقشبندیت، غوث زماں، حضور قبلۂ عالم (راقم کے دادا مرشد)

حضرت پیر سید فیض محمد شاہ صاحب

المعروف پیر قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴ گ ب فیض آباد شریف تاندلیانوالہ فیصل آباد

و

حاجی الحرمین، غریب نواز، نقش قندہاری

حضرت پیر سید حسین علی شاہ صاحب قندہاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴ گ ب فیض آباد شریف تاندلیانوالہ فیصل آباد

و

سیدی و مرشدی، امین و قاسم فیض قندہاری شیخ کامل

حضرت پیر سید اکبر علی شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی

(کوٹلی میانی شریف، گوجرانوالہ)

و

قاطع مرزائیت، معمار مجاہدین ختم نبوت،

اجمل العلماء سند الفضلاء، شہیدِ ختمِ نبوت سیدی ومولائی واستاذی

حضرت علامہ صاحبزادہ

پیر سید محمد اجمل گیلانی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ

اکبر آباد کوٹلی میانی شریف (گوجرانوالہ)

سوئے من نظر کن

تقریباً 9-2008 کی بات ہے مترجم ''مرکز العلوم الاسلامیہ'' کراچی میں زیر تعلیم تھا۔ اسی ادارے میں حضرت العلام ذوالاحتشام پروفیسر صاحبزادہ پیر سید غلام دستگیر گیلانی شاہ صاحب مدظلہ العالی (حال مقیم انگلینڈ) بھی حصول علم میں مصروف عمل تھے، ساتھ میں آپ جامع مسجد اسمٰعیل گیگا جمشید روڈ میں بطور امام وخطیب مقرر تھے۔

مسجد میں ان کی لائبریری میں کثیر اور بہت ہی نایاب کتب موجود تھیں۔ راقم جب کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ کی لائبریری سے استفادہ کرتا، ایک دِن میری نظر سے ''مصباح الظلام'' نامی کتاب گزری، میں نے جب اس کا سرورق اور فہرست دیکھی تو دل باغ باغ ہوگیا۔ اس کی ہر سطر اور ہر مضمون اس قدر شیریں، جاذب النظر، مفرح قلب اور روح افزا محسوس ہوا کہ راقم نے ایک ہی مجلس میں ساری کتاب کا مطالعہ کر ڈالا، بعدہ میں نے قبلہ شاہ سے عرض کیا کہ کتاب کی افادیت و جامعیت اور مافیہا کی روحانیت دیکھ کر میرا دل کرتا ہے کہ اس کا اردو میں ترجمہ کروں، اس لئے آپ نوازش فرماتے ہوئے یہ کتاب بھی مجھے عنائیت فرمائیں اور اس کے ترجمہ سے اشاعت تک کے سفر کی تکمیل کیلئے دعاؤں کا تحفہ بھی عطا فرمائیں۔

پھر رب تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے فقیر حقیر نے طالب علمی دور میں ہی اس کا ترجمہ کر دیا لیکن عدم وسائل کی وجہ سے اس کی طباعت تعطل کا شکار رہی۔

پھر 2013 میں اس کی اشاعت کا ارادہ کیا گیا تو میرے ایک کرم فرما دوست نے بتایا کہ اس کا ترجمہ تو مارکیٹ میں موجود ہے۔ بایں وجہ اس کی

ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے اسے شائع کرنے کا ارادہ اصالتاً ہی ترک کر دیا گیا۔

قبلہ شاہ صاحب امسال جب پاکستان تشریف لائے اور اس بارے دریافت کیا تو میں نے یہ معاملہ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں دیگر بھی کئی ایسی کتب ہیں جن کے درجنوں تراجم ہو چکے ہیں، اس لئے اسے ضرور شائع کروانا چاہئے تو یوں ''کل جدید لذیذ'' کے تحت آپ کے حکم کے فوراً بعد مسودے پر نظر ثانی کر کے اس کی طباعت کی تحریک شروع کر دی گئی چونکہ اس کے محرک قبلہ شاہ صاحب ہی ہیں بایں وجہ آپ ہی کے نام کی نسبت سے ترجمے کا نام ''دستگیر غلام'' تجویز کیا گیا۔

رب تعالیٰ ہمیں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض اور کتاب ہذا کی برکات سے مالا مال فرمائے اور قبلہ شاہ صاحب کو سلامت با کرامت رکھے۔

ترجمہ کی خصوصیات:

1- عام فہم اور آسان ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2- مفہومی اور محاوراتی ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ از حد سعی کی گئی ہے کہ اصل عبارت کی سلاست اور فصاحت بحال رکھی جا سکے۔

3- بقدر ضرورت قوسین میں تفہیمی عبارت لا کر مضمون کے سیاق و سباق کو سہل تر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

4- علماء، طلباء اور خطباء کی ضیافت طبع کیلئے خاص خاص مقامات پر اصل عربی عبارت بھی نقل کی گئی ہے۔

5- برمحل حسان الہند امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار لانے کا بھی التزام کیا گیا ہے۔

6 مزید برآں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ عربی اشعار بھی بمع اعراب نقل کر دیئے گئے ہیں تا کہ ترجمہ کے حسن اور قارئین کی روح پروری کا سامان ہو سکے۔

7- چیدہ چیدہ مقامات پر فوائد کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

8- ہر واقعہ اور مضمون کی زبدۃً سرخی قائم کر دی گئی ہے تا کہ بادی النظر میں ہی اس کے مافیہ پر واقفیت ممکن ہو سکے۔

9- اہل تحقیق کی ذوق افزائی کیلئے فاضل محشی کی تخریج وحواشی کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔

10- ترجمہ میں تحریر کا اسلوب جدید اپنانے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ قارئین کیلئے سریع الفہمی ممکن ہو سکے۔

التماس خاص:

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ اگر ترجمہ میں کوئی لفظی یا فنی غلطی زدِنگاہ ہوتو ضرور اصلاح فرمایئے گا تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اِس کا ازالہ ہو سکے۔

اللہ رب العزت اس ادنیٰ سعی کو قبول فرما کر اسے میرے والدین، اساتذہ، مشائخ، جملہ معاونین و قارئین اور میرے لئے دنیا وعقبیٰ میں فوز وفلاح کا ذریعہ بنائے اور اِسے قبولیت عامہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فیضی

نشانِ منزل

	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پیاس کی وجہ سے شاہِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنا اور آپ کی برکت سے دو مشکیزوں کا پانی بہت زیادہ ہو جانا	
	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے غار ثور میں جنتی نہر کا جاری ہونا	
	سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پاک چوسنے کی وجہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو تسکین مل گئی	
	جناب ابو طالب کا شدت پیاس کے وقت بارگاہ نبوت میں فریاد کرنا	
	حضرت امام صوفی یاسین بن ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کا شدت پیاس کی وجہ سے شاہِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا	
	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹنے والے سے تارکول کی بدبو کا آنا	
	حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہما کا بارگاہِ مصطفوی میں استغاثہ کرنا	
	شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت حاضرین کی اولادوں میں سے ڈیڑھ ہزار افراد کا اندھا ہو جانا	
	گستاخ صحابہ کا شاہِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جام کوثر طلب کرنا، اور آپ کا فرمانا کہ تجھے کیونکر پلائیں جبکہ تو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہے	
	حوض کوثر کے چاروں رکن چاروں خلفاء راشدین کے ہاتھوں میں ہوں گے	
	(خلفاء راشدین کی عظمت میں مترجم کا قصیدہ)	
	چاروں خلفائے راشدین یک قلب و یک جاں ہیں	
	باب نمبر ۷: اس انسان کی سزا جو حضرت عمر پاک اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے مرتبے کو کم کرنے کی جسارت کرے، ایسے کو جو بھی سزا دی جائے وہ اس کا حقدار ہے	
	شیخین صحابہ یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والے کا عبرتناک انجام	
	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شیخین صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والے گستاخ کی آنکھیں پھوڑ دیں	
	رافضی امیر مقلد کی گستاخی اور اس کی عبرتناک سزا	

	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم فرمانے کی برکت سے حضرت عبداللہ بن رواحہ کی داڑھ درد کا ختم ہونا اور ہر درد کو رفع کرنے کا عمل	
	محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے گلے کی تکلیف کا رفع ہونا	
	نگاہِ عنائیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت وجیہ بن بونی کی بیماری اور ان کے والد کی دمے کی تکلیف کا دور ہونا	
	کرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی کا دوبارہ اُگ آنا	

باب ۱۴

ان لوگوں کا تذکرہ جن کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور وہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مسیحائی میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا لعاب دہن لگا کر ان کا ہاتھ جوڑ دیا

	سرکار علیہ السلام نے اپنے صحابی کے کٹے ہوئے بازو کو اپنے لعاب سے جوڑ دیا	
	بدر کے دِن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معوذ بن عفراء کے کٹے ہوئے بازو کو جوڑ دیا	
	لعاب دہن مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے زخم کا ٹھیک ہونا	
	لعاب دہن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت ابن حاطب رضی اللہ عنہ کے جلے ہوئے ہاتھ کا ٹھیک ہونا	
	سرکار علیہ السلام کے کرم سے حُمادی کے ہاتھ کے آبلوں کا ٹھیک ہونا	
	محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید قاسم بن زید حسینی رضی اللہ عنہ کے ٹوٹے ہوئے بازو جوڑ دیئے	
	لعاب دہن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت عتبہ بن فرقد سلمی کی بیماری کا رفع ہونا اور ان کا ہمیشہ کیلئے معطر ہونا	

باب ۱۵

پاؤں اور پنڈلیوں کی تکلیف میں مبتلاء لوگوں کا بارگاہ بیکس نواز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکائت کرنا اور آپ کے دست مسیحائی اور لعاب سے ان کا صحت یاب ہونا

	لعاب دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی زخمی پنڈلی کا شفایاب ہونا	

	سرکار علیہ السلام کے لعاب دہن سے حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ کے زخموں کا ٹھیک ہو جانا	
	کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے حضرت علی بن حکم رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی کا ٹھیک ہونا	
	لعاب اقدس کی برکت سے ایک آدمی کے لاعلاج پھوڑے کا ٹھیک ہونا	
	جانِ مسیحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اپاہج علوی بچی کو صحت یاب فرما دیا	
	کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم سے ایک لاعلاج مریض تندرست ہو گیا	

باب ۱۶

پیٹ کے درد میں مبتلا لوگوں کا بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنا

	آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایک بندے کے پیٹ کی بیماری رفع ہو گئی	
	کرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کا درد جاتا رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے ایک غیر مسلم کے بیٹے کی مرضِ پیاس کا دور ہونا	
	نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے ایک شخص کے پیٹ کی جان لیوا بیماری کا ختم ہونا	

باب ۱۷

ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں برص، جنون، گونگے پن، بے خوابی، نسیان اور پاگل پن کی شکایت کی

	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت سے ایک بچے کی دائمی بے ہوشی دور ہو گئی	
	دست ید اللہ کی برکت سے ایک بچے کے پاگل پن کا دور ہونا	
	کرم مصطفوی سے ایک گونگے کو قوت گویائی عطا ہونا	
	قطرہ مانگو تو دریا دیتے ہیں	
	سرکارِ کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کی مرض دیوانگی دور فرما دی	
	کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے پاگل پن جاتا رہا	
	سرکار علیہ السلام کے حکم سے حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے ایک کوڑھے پن والے کو ٹھیک کر دیا	
	محبوب علیہ السلام کے دم کی برکت سے جنون و درد میں مبتلا شخص کا تندرست ہونا	

باب ۱۸

سرکار اقدسﷺ کی بارگاہ میں بخار اور درد کی شکایت کرنے والوں کا تذکرہ

باب ۲۳

ان حضرات کا تذکرہ جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات سے مالا مال ہوئے اور انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا اور اتباع سنت کی وجہ سے سوائے بقدر ضرورت کے مخلوق سے سوال ترک کر دیا

باب ۲۴

نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھنے کی فضیلت

باب ۲۵

ان حضرات کا تذکرہ جن کے آپ ﷺ پر کثرت درود کی وجہ سے گناہ معاف کئے گئے

باب۲۶

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس کے نبی مکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کے آداب

دستگیرِ غلام

اردو ترجمہ

مصباح الظلام

مقدمہ از محشی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَانُ الْاَكْمَلَانُ
عَلٰى سَيِّدِ الْوَجُوْدِ سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَ
وَسِيْلَتِنَا اِلَى اللهِ الْحَبِيْبِ الْمَحْبُوْبِ مَوْلَانَا رَسُوْلِ
اللهِ ﷺ

امابعد

یہ عظیم اور جلیل کتاب ہے جو نبی اکرم ﷺ کے ہر عاشق کیلئے مفید ہے آپ کے چاہنے والوں کے ایمان کو مزید محبت سے مضبوط کرے گی اور دوسرے ان لوگوں کو غیض میں جلائے گی جو اس فضل و کرم کے قائل نہیں جو اللہ خالق و واحد عبودیت و واحدانیت میں یکتا نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو عطا فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ کے دستہائے مبارک سے جس کسی کو جو بھی ملے گا، وہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے اور کرم عظیم ہے۔ اس میں ہماری بصارتوں کیلئے آگہی اور واضح اشارہ ہے ان نوازشوں کی طرف جو رب تعالیٰ نے اس نبی اعظم ﷺ کو عطا فرمائیں اور کسی انسان کے بس کی یہ بات نہیں ہے کہ وہ آپ کا وہ مقام و مرتبہ بیان کر سکے جو رب تعالیٰ کے ہاں ہے۔

اس کتاب میں ایسی باتیں ہیں کہ جن لوگوں کی بصیرتیں اندھی ہو چکی ہیں ان کی عقلیں اُن کی تصدیق کرنے اور قبول کرنے سے انکار کر دیں گی۔ حالانکہ وہ باتیں نہ ہی خرافات سے ہیں اور نہ ہی ناممکنات سے ہیں۔ مگر جو لوگ اپنے پیش نظر فقط طاقت بشریٰ رکھتے ہیں اور اپنی فکر اور عقل کو رب تعالیٰ کی وسیع اور بے کنار قدرت کی طرف نہیں پھیرتے وہ ضرور ان باتوں کو ناممکن تصور

کریں گے۔ بایں وجہ یہ لوگ ان خوش اعتقاد افراد کا انکار اور ان پر ظلم کرتے ہیں جو یہ عقیدت رکھتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی قدرت ناممکن کام کو بھی اس کے ہاتھوں ممکن کر دیتی ہے۔ جس کی عزت، فضیلت اور رفعت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے وہ کام اس کے ہاتھ سے صادر فرمایا۔

بحمدللہ! ہم اس بات پر ایمان، اعتقاد اور یقین رکھتے ہیں کہ اس کتاب میں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ وتوسل کرنے اور آپ کی جانب متوجہ ہونے والوں کے جو حالات و واقعات بیان ہوئے وہ صحیح ہیں ہمیں ان میں ذرہ بھر شک نہیں یونہی اس انسان کو بھی ان کی صداقت اور ممکن الوقوع ہونے میں شک نہیں ہے۔ جس کی نیت خالص ہو اور اس کا یہ حسن اعتقاد ہو کہ رب تعالیٰ نے اپنی مشیت اور قدرت کاملہ سے ان کاموں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے ظاہر فرمایا ہے اور یہ اس فرمان الٰہی کا اظہار ہے:

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

''اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔''

ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم اس فضل کی حد بندی کر سکیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے۔ اس پر ایمان لانے یا انکار کرنے کے حوالے سے منکر کے ساتھ گفتگو طویل ہو جائے گی۔ ایسی گفتگو اور بحث اس شخص کو فائدہ نہیں دیتی جس کی بصیرت کو رب تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہو اور اس نے اپنی ہمت کا دارو مدار فقط انکار، مشرک قرار دینا اور گالیاں دینا ہی بنا رکھا ہو۔ اس کے ساتھ ہم یوں مختصر طور پر یہ بات کرتے ہیں کہ:

''اس کتاب میں وہ احادیث اور آثار درج ہیں جو سنت کی کتب اور دفاتر میں روایت کی گئیں ہیں اور ان ائمہ عظام کے

واقعات پیش کیئے گئے ہیں جن کے اقوال اور کتب کی طرف
رجوع کیا جاتا ہے۔ یونہی ہم ان اخبار و آثار اور واقعات کو
دیگر ائمہ کی کتب میں بھی منقول پاتے ہیں۔ جو ان کی تصنیفات
کے صفحات پہ بکھرے ہوئے ہیں عنقریب ہم ان ائمہ کا ذکر
بطور مثال کے کریں گے نہ کے بطریق حصر کے۔''

اب جو شخص اس کتاب میں سے کچھ رد کرنا چاہتا ہے تو وہ ان ائمہ پر رد کرے اور ان پر طعن کرے، جیسا کہ ان میں سے کثیر لوگوں کا یہ طریقہ بھی ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان منطبق ہوتا ہے:

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا

''اور تو ہی ظالموں کی تباہی میں اضافہ فرما۔''

سو جن ائمہ نے اس کتاب سے نقل کیا ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام حافظ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی نے اپنی کتاب ''القول البدیع'' کے اندر
۲۔ امام حافظ احمد بن محمد قسطلانی نے اپنی کتاب ''المواہب اللدنیہ'' اور مسالک الحنفاء میں۔
۳۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب ''تنویر الحلک'' اور ''الارج بالفرج'' میں
۴۔ امام محمد یوسف صالحی نے اپنی عظیم کتاب ''سبل الہدیٰ والرشاد'' میں
۵۔ علامہ امام نور الدین علی سمھودی نے اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں۔
۶۔ امام فقیہہ ابن حجر ہیثمی نے اپنی کتاب ''تحفۃ الزوار'' میں
۷۔ علامہ شیخ یوسف نبھانی نے اپنی کتاب ''حجۃ اللہ علی العالمین'' اور ''شواہد الحق'' میں جو اسی کتاب کی تلخیص ہے۔
۸۔ علامہ شیخ داؤد بن سلیمان خالدی نے اپنی کتاب ''نحت حدید الباطن'' میں۔
۹۔ امام حافظ برہان الدین ابراہیم بن محمد ناجی نے اپنی کتاب ''عجالۃ الاملاء'' میں

اور اسباب کی طرف اشارہ کیا کہ مصنف امام منذری کے شاگرد ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر افراد نے بھی اس کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر کرنے کیلئے ان کی کتب کی ورق گردانی کرنا پڑے گی۔لیکن حقیقت یہی ہے جو کہا جاتا ہے کہ عقلمند شخص کیلئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔اس جگہ یہ بات بھی بہت قابل ذکر ہے کہ کچھ لوگوں نے غلطی سے اس کتاب کی نسبت مصنف کے غیر کی طرف کر دی ہے۔جیسا کہ حاجی خلیفہ نے ''کشف الظنون'' ۲/۱۷۰۶ میں اس کی نسبت امام ابو الربیع کلاعی کی طرف کی ہے۔شائد کہ ان پہ مغالطہ اس سبب سے لگا ہے کہ امام کلاعی کی کتاب کا نام ہے''مصباح الظُّلم'' ہے اسی طرح صدیق حسن خان نے بھی اپنی کتاب ''ابجدالعلوم ۳/۱۰۵ میں غلطی کرتے ہوئے اس کی نسبت امام ابو عبداللہ بن اسعد یافی کی طرف کر دی ہے۔

یونہی نسخہ ''ب'' کے بارے بھی غلطی سرزد ہوئی ہے کہ اس میں کتاب کی نسبت امام ابو اللیث سمرقندی کی طرف کر دی گئی ہے۔

جن ائمہ کا ہم نے ذکر کیا انہوں نے آپ سے نقل بھی کیا ہے اور اس کی نسبت بھی مصنف ہی کی جانب کی ہے۔

امام ہبۃ اللہ بارزی نے اپنی کتاب ''توثیق عری الایمان'' کے شروع میں اس کتاب کو اجمالاً اور تفصیلاً نقل کیا ہے اور اس کی نسبت مصنف ہی کی طرف کی ہے۔لیکن انہوں نے کچھ الفاظ میں اضافہ کر دیا ہے اور کچھ میں کمی کر دی ہے۔ مجھے جب بعض عبارات اور الفاظ میں اشکال وارد ہوا تو میں نے اسی کی طرف رجوع کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نفع عطا فرمائے جسے ہم جانتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہیں اور حبیب معظم نبی مبجل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور آپ کی ملاقات کے شوق میں اضافہ فرمائے اور آپ سے محبت میں اضافہ فرمائے۔آپ پر آپ کی آل

پاک پر اور آپ کے تمام صحابہ پر افضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رب تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے امید رکھنے والوں نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

مصنف کا تعارف

آپ کا نام ہے: امام کبیر الشان مقتداء شیخ ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان بن ابی عمران بن محمد مزالی ہتانی تلمسانی۔

آپ ۶۰۶ھ یا ۶۰۷ھ میں تلمسان میں پیدا ہوئے، مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پڑھی، پھر عربی پڑھنے میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ''کتاب سیبویہ'' حفظ کر لی تھی۔ پھر نوجوانی میں اسکندریہ آئے اور ابو عبداللہ محمد بن عماد حرانی اور ابوالقاسم عبدالرحمٰن صفراوی اور ابوالفضل جعفر ہمذانی سے حدیث کا سماع کیا۔ پھر مصر میں ابوالحسن بن صابونی اور ابوالقاسم بن طفیل اور ابن مقر اور ابوعمرو عثمان بن دحیہ اور منذری اور رشید عطار اور عز بن عبدالسلام سے حدیث کا سماع کیا۔

اور خرقۂ تصوف امام مقتداء علی بن ابو القاسم بن قفل سے لیا۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ مالکی فقیہہ، زاہد، عابد، عبادت و ریاضت میں راسخ القدم تھے، مدرسے، مسجدیں اور خانقاہیں بنانے میں بہت کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے مصر میں تیس سے زائد مقامات پر عمارتیں بنائیں۔ تصوف میں بہترین کتب تصنیف فرمائیں۔

حدیث بیان کی اور ایک جماعت نے آپ سے حدیث سنی۔ اس کتاب کے علاوہ آپ کی درج ذیل تصنیفات ہیں۔

۱۔ اعلام الاجناد والعباد اہل الاجتہاد بفضل الرباط والجہاد۔
۲۔ النور الواضح الی محجۃ المنکر الصارخ فی وجوہ الصائح
۳۔ وظائف فی المنطق

۴۔ عدۃ المجاہدین عند قتال الکفرۃ الجاہدین

۵۔ آپ کا وصال ۹ رمضان ۶۸۳ھ میں ہوا ہے اور ''قرافتہ الکبریٰ'' میں اپنے شیخ ابو الحسن علی بن قفل کے قریب مدفون ہوئے ایک جم غفیر نے آپ کو رخصت کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کو وسیع جنتوں میں جگہ عطا فرمائے۔

مقدمہ از مصنف کتاب رحمۃ اللہ علیہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

شیخ امام محقق مقتداء، عارف، محدث شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان مزالی نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکت سے نفع دے اور انہیں اپنی رضا و رحمت میں ڈھانپ لے۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، جو اس سے دعا مانگے وہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ جو اس کی امید رکھے اور ارادہ کرے اسے اس کی توفیق عطا فرماتا ہے اور درود و سلام ہوں اس کے نبی محترم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہیں اس نے پاکیزہ اور ستھری نسل سے پیدا فرمایا، میدان محشر میں آپ اپنی امت کے گناہگاروں کے حق میں شفاعت کریں گے جو قبول کی جائے گی اور آپ کی آل اور تمام صحابہ کرام پر بہت زیادہ سلام ہوں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد!

ہم سے پہلے علماء اعلام کی ایک جماعت نے ان لوگوں کے واقعات کو جمع کیا ہے جنہوں نے مشکلوں میں رب تعالیٰ سے استغاثہ کیا اور اپنی ضروریات کے وقت اس کی پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو اور خواہشات کو قبول فرمایا اور انہیں ان کی مصیبت و سختی سے خلاصی عطا فرمائی۔

ایسے واقعات کو امام ابو بکر بن ابو الدنیا نے جمع فرما کر اس کتاب کا نام رکھا ''اَلْفَرْجُ بَعْدَ الشِّدَّۃِ'' اسی سلسلے میں ایک اور کتاب کا نام رکھا ''مُجَابِیْ الدَّعْوَۃِ''

امام تنوخی جن کی کنیت ابو القاسم ہے نے بھی اس بارے ایک بہت بڑی

کتاب لکھی اس کا نام بھی اَلْفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّةِ ہے۔

پھر اس اسلوب پر علماء کی ایک جماعت نے کتب تصنیف کیں۔ جیسے قرطبہ کے محدث اور قاضی امام ابو الولید یونس بن عبداللہ بن مغیث نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ہے۔ ''اَلْمُسْتَصْرِخِيْنَ بِاللّٰهِ عِنْدَ نَزُوْلِ البَلَاءِ''

انہیں کے ہم شہر امام ابو القاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال نے اس عنوان پہ کتاب لکھی جس کا نام ہے ''اَلْمُسْتَغِيْثِيْنَ بِاللّٰه''[1]

یہ باب بہت کشادہ ہے کیونکہ رب تعالیٰ کا دروازہ بندوں کے لئے مسدود نہیں نہ اس کی دائمی عطائیں محدود ہیں نہ منقطع ہیں۔ اسی بارے ایک شاعر نے کہا تھا:

مَنْ قَرَعَ ذٰلِكَ الْبَابَ فَاَوٰى
اِلَيْهِ وَعَنْهُ فَمَا آبَ

''جس نے اس دروازے پہ دستک دی اور اس کی پناہ لی وہ کبھی بھی اس سے مایوس نہیں لوٹا۔''

قُلْ لِلَّذِيْنَ تَحَصَّنُوا عَنْ رَاغِبٍ
بِمَنَازِلَ مِنْ دُوْنِهَا الْحِجَابُ

''ان لوگوں سے کہئے جو سائل سے بچنے کیلئے اپنے قلعوں میں بند ہو کر بیٹھے ہیں اور دروازوں پہ دربان بٹھا رکھے ہیں۔''

اِنْ حَالَ عَنْ لُقْيَاكُمْ بَوَّابُكُمْ

---

[1] مصنف نے جن کتابوں کا ذکر کیا وہ چھپ چکی ہیں اور دستیاب ہیں سوائے ابو الولید کی کتاب ''المستصرخین باللہ'' کے مجھے اس پر واقفیت نہیں ہے۔

فَاللّٰهُ لَيْسَ لِبَابِهِ بَوَّابُ

''اگر تمہارے دربان تم سے ملنے میں رکاوٹ بن گئے ہیں تو رب تعالیٰ کے دروازے پر تو کوئی دربان نہیں ہے۔''

سو میں نے چاہا کہ میں ان لوگوں کے واقعات جمع کروں جنہوں نے مصیبت کے وقت نبی اکرم ﷺ سے مدد مانگی، آپ کی پناہ لی اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا۔ کیونکہ آپ ہی اس کی ساری مخلوق سے افضل ہیں، جہاں تک میری معلومات ہیں میرا نہیں خیال کہ (میرے سوا) کسی اور نے ایسے واقعات جمع کئے ہوں۔

پس میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور ان واقعات کو ذکر کیا جو میرے سامنے آئے۔ اوّلاً میں نے وہ واقعات بیان کئے جن کا میں نے مشاہدہ کیا، یہ واقعات سنی سنائی خبروں پر مشتمل نہیں بلکہ میرے آنکھوں دیکھے ہیں۔

جب ہم ۶۳۹ھ میں حج کر کے واپس ہوئے تو ہم ایک جماعت کے ہمراہ قلعہ ''صدر'' سے گزرے۔ ہمارے ساتھ سواروں کے رہنما کے علاوہ ایک اور بھی راہنما تھا ہم راستے میں ہی تھے کہ وہ رہنما پانی کی تلاش میں ہم سے آگے نکل گیا۔ ہم اس کے پیچھے رہ گئے تھے، میں دِن کے آخری لمحات میں رہنما کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ رات طاری ہو گئی اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ مجھ سے راستے کے نشانات بھی مخفی ہونے لگے،تو میں جلدی جلدی چلنے لگا جس کی وجہ سے مجھے تھکاوٹ ہو گئی اور پیاس بھی لگ گئی۔ مجھے موت دکھائی دینے لگی، مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں نے کس طرف جانا ہے؟

مجھے ایک خیالی سی شکل نظر آئی میں نے سمجھا کہ یہ رہنما کے ساتھیوں میں سے ہے، میں اس کی طرف چل پڑھا حتیٰ کہ میں درختوں میں جا گسا، پھر

مجھے محسوس ہوا کہ میں رستے سے بھٹک چکا ہوں۔ پیاس نے مجھے اس قدر نڈھال کر رکھا تھا کہ مجھے سامنے موت دِکھ رہی تھی اور میں زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔

پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرتے ہوئے عرض کیا:

یَا مُحَمَّدُ

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کرم

میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:

تجھے رہنمائی مل چکی۔

اچانک میں نے دیکھا، اس کا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا، (مگر یہ تھا کہ) سیاہ رات میں اس کے کپڑے سفید تھے۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو فوراً میری تھکاوٹ اور پیاس ختم ہوگئی، میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہی رہا، یہاں تک میں نے رہنما کے ساتھیوں کی آواز سن لی، سارا قافلہ لوگوں کو آوازیں دے رہا تھا۔ اس نے لوگوں کیلئے آگ جلا رکھی تھی تاکہ وہ اس سے رہنمائی لے سکیں۔ اس نے میرا ہاتھ چھوڑا اور چلا گیا۔[1]

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ان شاء اللہ! میں اس کتاب میں تمہارے لئے ان لوگوں کے واقعات ذکر کروں گا جنہوں نے مصائب کے وقت صحراؤں، جنگلوں اور سمندروں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کی اور ان کے واقعات جنہوں نے پیاس، بھوک اور ظالم دشمنوں کی قید میں بارگاہ رسالت میں فریاد کی۔

---

[1] یہ واقعہ ''توثیق عری الایمان'' کے دو نسخوں میں کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ منقول ہے جو اصل کتاب کے قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

(ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ) آپ بیواؤں اور یتیموں کی جائے پناہ ہیں، مطلع کے صاف ہونے کے وقت اور بارش نہ برسنے کے وقت لوگ آپ ہی کے در پاک کے چکر لگاتے ہیں، اونٹ، ہرنیاں اور پرندے آپ ہی کی بارگاہِ بے کس میں فریاد کرتے ہیں۔ استن حنانہ (کھجور کا خشک تنا) آپ ہی کے فراق میں اس سوز سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز کی مانند روتا ہے کہ ساری مسجد گونج اٹھتی ہے۔ جس وقت سراقہ آپ دونوں کی تلاش میں تھا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ہی سے مدد چاہی تھی اور غار ثور میں بھی انہوں نے آپ ہی کی پناہ چاہی تھی۔

مصیبت زدہ لوگوں نے اپنی تکلیفوں اور مصیبتوں میں آپ ہی کی بارگاہ میں شکایت کی۔ میدان محشر میں آپ کی امت آپ کی پناہ میں ہوگی، آپ کے بعض امتی آگ میں پڑے بھی آپ سے مدد مانگ رہے ہوں گے۔

میں نے اس کا نام رکھا ہے:

"مِصْبَاحُ الظَّلَامِ فِي الْمُسْتَغِيْثِيْنَ بِخَيْرِالْاَنَامِ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامِ

یعنی بیداری اور نیند میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنے والوں کے بیان میں اندھیروں کا چراغ۔

اور میں نے اسے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سفارشی بنایا اور قیامت کے دِن رب کے سامنے حاضری کے وقت کے لئے اپنا وسیلہ بنایا۔ جس دِن آپ ہی سب اقوام کی شفاعت کرنے والے ہوں گے، یوم موعود میں آپ ہی کی ذات سے مومنوں کو بشارت دی گئی ہے۔ یوم مشہود میں مقام محمود کے ساتھ آپ ہی کو خاص کیا جائے گا۔ آپ ہی سب کی شفاعت کریں گے فیصلہ کی طرف بلانے سے قبل اور گرفت کے لاگو ہونے کے بعد جس دِن ہر شخص اپنے بارے جھگڑا کرے

گا آپ ہی سب کو نجات دلائیں گے۔ جس دِن ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی تو جن کے صدقے سے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف ہوں گے وہ فرمائیں گے:

اَنَا لَھَا

''شفاعت کبریٰ کے لئے ہم ہیں۔''

تَلُوْذُ بِہٖ الْاَبْصَارُ فِی الْحَشْرِ وَحْدَہٗ
وَیُعْرَفُ قَدْرُ الشَّمْسِ بَیْنَ الْاَھِلَّۃِ

میدانِ محشر میں سب کی آنکھیں فقط آپ ہی کی پناہ لیں گی، اور سورج کی قدر پہلی رات کے چاندوں میں ہی ہوتی ہے۔

جس دِن انسان اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اولاد سے بھاگے گا، اس دِن ہر ایک کی حالت ایسی ہوگی جو دوسروں سے بے خبر کر دے گی۔ اس روز سورج سر کی سلاخ یا میل کی مسافت پر مخلوق کے قریب آ چکا ہو گا۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آ چکا جس میں ذرا بھر شک نہیں، ان میں سے بعض کے ٹخنوں تک پسینہ ہو گا، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی گردن تک ہو گا، کچھ وہ ہوں گے جن کے منہ تک پسینہ ہو گا۔[1]

کَبَائِرُنَا تُمْحٰی بِجَاہِ مُحَمَّدٍ
اِذَا طَاشَتِ الْاَلْبَابُ فِی الْمُوْقَفِ الضَّنْکِ

''جس روز سخت ترین ماحول میں عقلیں لاچار ہو جائیں گی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے ہمارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

---

[1] یہ مضمون حدیث ابی امامہ میں مسند امام احمد میں وارد ہوا ہے۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں)

''لوگوں کو اس حال میں جمع کیا جائے گا کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور مدہوشی میں ہوں گے۔ وہ لمحات اتنے ہولناک ہوں گے کہ کوئی بھی دوسرے کی طرف نہیں دیکھے گا۔ ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی۔ فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو جائے گی۔''

لِذَٰلِكَ لَاذَ الْكَامِلُوْنَ بِجَاهِهٖ
وَقَدْ طَاشَتِ الْاَلْبَابُ وَازْدَحَمَ الْجُفُلُ

''بایں وجہ عمل کرنے والے بھی آپ ہی کی پناہ لیں گے، عقلیں ناکارہ اور خوف زدہ مخلوق کا ہجوم ہوگا۔''

حضرت آدم سمیت سب نبی کہہ رہے ہوں گے نفسی نفسی حالانکہ سب رنج و ملال والی آوازیں انہیں پکار ہی رہیں ہوں گی۔ اور ان گھڑیوں میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ میں لواء الحمد لئے حلۂ ناز زیب تن کئے ہوئے ہوں گے۔

لِوَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْحَشْرِ خَافِقٌ
وَهَلْ تَحْتَهٗ اِلَّا النَّبِيُّوْنَ وَالرُّسُلُ

''بروز قیامت محبوب علیہ السلام کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا، جس کے نیچے سب نبی، رسول (اور ان کے غلام) ہوں گے۔''

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنیٰ ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

رب تعالیٰ ہمیں آپ کی سنت کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا حشر آپ کے غلاموں کے ساتھ فرمائے اور ہمیں آپ کے طریقہ کے مخالف نہ کرے اور ہمیں آپ کی شفاعت پانے والے گروہ اول میں رکھے۔ (آمین ثم امین)

فَهُوَ شَفِيْعٌ غَيْرُهٗ
فِي مَوْقَفٍ يَتَأَخَّرُ الشُّفَعَاءُ

''پس آپ ہی اس میدان میں شفاعت فرمائیں گے جب سب شفاعت کرنے والے پیچھے ہٹ جائیں گے۔''

سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
(اعلیٰ حضرت)

مناظرہ مابین حضرت امیر المومنین ابوجعفر و حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہما:

جب مسجد نبوی میں امیر المومنین ابوجعفر نے امام مالک سے مناظرہ کیا تو امام مالک نے انہیں کہا:

''اے امیر المومنین! اس مسجد اقدس میں اپنی آواز پست رکھیں، کیونکہ رب تعالیٰ نے لوگوں کو ادب رسالت سکھاتے ہوئے فرمایا ہے:''

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔'' (حجرات:۲)

اور (اس پر عمل پیرا) لوگوں کی مدح کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

”بے شک وہ اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔“ (ترجمہ کنزالایمان، حجرات:۳)

اور کچھ لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔“ (کنزالایمان، حجرات:۴)

(ذہن نشین رہے) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام بعد از وصال بھی ویسے ہی ہے جیسے ظاہری زندگی میں۔“

(یہ بات سن کر) ابوجعفر نے حضرت امام کی اس بات کو عجز قلبی کے ساتھ قبول کیا اور کہا:

اے ابوعبداللہ! میں دعا کرتے ہوئے قبلے کی جانب منہ کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب؟

حضرت امام نے فرمایا:

کیا آپ اس ذات مقدسہ سے منہ پھیریں گے جو بروز قیامت اللہ کی بارگاہ میں آپ کے بھی اور آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی وسیلہ ہوں گے؟ بلکہ آپ سرکار ہی کی جانب منہ کریں اور آپ سے شفاعت طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرمائے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا

رَّحِيْمًا﴿۶۴﴾

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں[1] پر ظلم کریں تو اے محبوب
تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور
رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے
والا مہربان پائیں گے۔'' (النساء: ۶۴)

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
(اعلیٰ حضرت)

حافظ ابوسمعانی سے ہمیں جو روایت پہنچی ہے اس میں وہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کے تین دِن بعد ہمارے پاس ایک دیہاتی آیا اس نے خود کو نبی پاک کی قبر انور پر گرا دیا اور قبر انور کی مٹی اپنے سر پر ڈال لی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا وہ

---

[1] اس واقعہ کو قاضی عیاض نے اپنی سند کے ساتھ ''شفا'' ۲/۴۱ میں ذکر کیا، قسطلانی نے ''مواہب اللدنیہ'' مین، ابوالیمن عساکر نے ''اتحاف الزائرص ۱۵۳ پر، عز بن جماعت نے ''ہدایۃ المسالک ۳/۱۳۸ میں ذکر کیا، امام زرقانی نے مواہب کی شرح ۴/۵۸۰ پر اس واقعہ کے منکرین کا رد کرتے ہوئے فرمایا: یہ عجب زور آزمائی ہے کیونکہ اس واقعہ کو ابوالحسن علی بن فہر نے اپنی کتاب ''فضائل مالک'' میں اسناد حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور قاضی عیاض نے ''شفاء'' کے اندر اسے کئی ثقہ مشائخ سے روایت کیا تو یہ جھوٹ کہاں سے ہوا؟ حالانکہ اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے اور نہ ہی کذاب ہے۔ امام عزالدین بن جماعہ نے ''ہدایۃ السالک ۳/۱۳ میں یونہی فرمایا: کہ اسے دو حافظ الحدیث افراد ابن بشکوال اور قاضی عیاض عیاضؒ نے روایت کیا ہے اس شخص کی بات کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی جس نے اسے من گھڑت گمان کیا، اسے تو اس کی نفسانی خواہش نے ہلاک کر دیا ہے۔ امام خفاجی اپنی شرحِ شفاء ۳/۳۹۸ میں فرماتے ہیں کہ اللہ ہی کے کرم سے حضرت قاضی عیاض کیلئے خوبی ہے جس نے اس واقعہ کو صحیح سند سے نقل کیا، اور انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے یہ واقعہ اپنے متعدد شیوخ سے سنا ہے۔

ہم نے سنا، جو آپ نے رب سے محفوظ کیا وہ ہم نے آپ سے محفوظ کر لیا اور جو آپ پہ نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاب ے شک میں بھی اپنی جان پہ ظلم کر بیٹھا ہوں، اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تا کہ آپ میرے لئے استغفار فرما دیں (راوی فرماتے ہیں کہ) روضہ انور سے آواز آئی:

اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ

تجھے بخش دیا گیا ہے۔[1]

ہمیں خبر دی ابو القاسم عبدالرحمٰن بن مکی نے، انہیں خبر دی ابوالقاسم خلف بن عبدالملک نے، انہیں خبر دی ابومحمد نے، انہیں خبر دی حاتم بن محمد، عبداللہ بن محمد بصری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوبکر احمد بن محمد بن فضل اہوازی نے انہیں ابوشبل محمد بن نعمان بن شبل باہی نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

میں مدینہ پاک میں داخل ہو کر قبر نبوی ﷺ پہ حاضر ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اعرابی اونٹ کو تیز تیز دوڑاتا ہوا آیا، اس نے اپنا اونٹ بٹھایا، اس کی ٹانگ کو باندھا، پھر روضہ اقدس پہ حاضر ہوا اور خوبصورت انداز میں سلام عرض کیا اور خوبصورت انداز میں دعا مانگی پھر عرض گزار۔''

---

[1] مصنف کے علاوہ دیگر علماء نے بھی اسے رویت کیا ہے۔ جیسے امام بیہقی نے ''شعب الایمان ۳:۴۹۵ میں ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲:۳۰۶ میں، امام قرطبی نے اپنی تفسیر ۵/۲۶۵ میں امام نسفی نے اپنی تفسیر ۱/۲۳۴ میں، امام ابن قدامہ نے المغنی ۳/۵۵۷ میں، امام عز بن جماعہ نے ''ہدایۃ السالک'' ۳/۱۳۸۳ میں، امام ابن جوزی نے ''مثیر الغرام الساکن ۲/۳۰۱ میں، امام صالحی نے ''سبل الہدیٰ والرشاد ۱۲:۳۸۰ میں، امام سمھودی نے ''وفاء الوفاء'' ۴:۱۳۶۱ میں، امام الیمن ابن عساکر نے ''اتحاف الزائرہ ص ۶۸، ۶۹، میں، امام ابن انجار نے الدرۃ الثمنیہ ص ۲۲۴ میں، امام ابن حجر ہیثمی نے ''تحفۃ الزور'' ص ۵۵ میں روایت کیا۔

یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، بے شک رب تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے ساتھ خاص کیا اور آپ پہ ایسی کتاب نازل کی جس میں آپ کے لئے اولین و آخرین کے علم جمع کر دیئے، رب تعالیٰ اپنی اس کتاب میں فرماتا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴿۶۴﴾

اور اس کا فرمان برحق ہے۔

''میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، آپ کے رب کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں، جس کی قبولیت کا رب تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔''

مجرم بلائے آئے ہیں جاءُوْكَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
(اعلیٰ حضرت)

پھر روضہ اقدس کی جانب متوجہ ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگا:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

اے وہ ذات مقدسہ جو اس میدان میں مدفون ہے سب سے افضل ترین ہے۔ جن کی خوشبو سے سب میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔''

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں

پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
عنبر زمیں عبیر ہوا مشک ترغبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تیری رہ گزر کی ہے
(اعلیٰ حضرت)

اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
''جس وقت پل صراط پہ قدم ڈگمگائیں گے تو صرف آپ ہی وہ نبی محترم ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔''

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے رَبِّ سَلِّمْ صدائے محمد
(اعلیٰ حضرت)

نَفْسِیْ الْفِدَاءُ بِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ
فِیْہِ الْعِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
''میری جان قربان ہو اس روضہ اقدس پر جس میں سراپائے پاکدامنی اور سراپائے جودوکرم تشریف فرما ہیں۔''

بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین ہے
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
(اعلیٰ حضرت)

''پھر وہ اپنی سواری پہ سوار ہو گیا، مجھے اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ مغفرت کا پروانہ لے کر گیا ہو گا۔ اس سے زیادہ بلیغ طلب مغفرت وشفاعت نہیں سنی گئی۔''

محمد بن عبداللہ عتبی نے بھی اس واقعہ کو ذکر فرمایا ہے۔ لیکن ان کی روایت کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

''کہ میری آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا (تو میں سو گیا) میں نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے مجھے فرمایا:

اے عتبی! اس اعرابی کو جا کے ملو اور اسے یہ مژدہ جانفزاء دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی ہے[1]

ہمیں حافظ ابو سعد سمعانی سے روایت پہنچی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ثقہ ترین انسان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ:

''جب امیر المومنین المقتدی باللہ کے وزیر ابوشجاع محمد بن حسین کے وصال کا وقت قریب آیا اور ان کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو انہیں مسجد نبوی میں لے جایا گیا، وہ ریاض الجنۃ کے پاس ٹھہرے اور رو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴿۶۴﴾

---

[1] اس واقعہ کو ابن بشکوال نے ''القریۃ الی رب العالمین بالصلوٰۃ علی محمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱/۱۶ میں روایت کیا اور نووی نے ''ایضاح'' ص ۴۵۴ میں روایت کیا۔

سرکار! میں بھی اپنے گناہوں اور جرموں کا اعتراف کرتے
ہوئے آپ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوں اور آپ کی شفاعت کا
طلبگار ہوں، پھر روتے رہے حتیٰ کہ واپس چلے گئے اور اسی روز
ان کا وصال ہو گیا۔''

سلف صالحین میں سے کچھ بزرگ کہا کرتے تھے کہ مجھے میرے گناہوں نے یہاں تک پہنچا چھوڑا ہے کہ اب مجھے رب تعالیٰ سے جنت اور مغفرت مانگتے ہوئے شرم آتی ہے اور میرے جیسے شخص کو لائق بھی یہی ہے کہ شفاعت کی التماس کرتے ہوئے شرمائے۔ جس نے ایک لمبے عرصے تک آپ کی نافرمانی کی ہو۔ لیکن جسے اس کرم کی رب تعالیٰ سے امید واثق ہے جو اس نے شرمساروں کیلئے قیامت میں تیار کر رکھا ہے۔

ہمیں خبر دی ابوالفضل جعفر بن علی ہمدانی نے، انہیں خبر دی حافظ ابوطاہر سلفی نے انہیں خبر دی دو بزرگوں ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد اور ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن یوسف نے مدینہ اسلام میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابواسحاق ابراہیم بن عمر بن احمد البرمکی نے خبر دی انہیں ابوعبداللہ عبید اللہ بن محمد بن احمدان بن بطہ عکبری نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالقاسم علی بن یعقوب بن ابراہیم بن شاکر بن ابوالعقب نے بیان کیا (درانحالیکہ میں نے یہ روایت دمشق میں ان کے گھر ان کو پڑھ کے سنائی) وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن صفوان نصریٰ دمشقی نے بیان کی، انہیں ابو بکر آجری نے بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابوطیب کو فرماتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر صائغ نے مدینۃ المنصور کی جامع مسجد کے ایک ستون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ:

''امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے پڑوس میں ایک ایسا شخص

رہتا تھا جو بدکاری و زنا کاری کا عادی تھا، وہ ایک دن حضرت امام احمد بن حنبل کی محفل میں آیا اس نے آپ کو سلام کیا تو حضرت امام نے اسے بالکل جواب نہ دیا اور اس سے مکمل اعراض فرمایا وہ عرض گزار ہوا: اے ابوعبداللہ! آپ نے مجھ سے اعراض کیوں کیا حالانکہ میں اپنے دیکھے گئے خواب کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کر چکا ہوں آپ نے پوچھا تو نے کونسا خواب دیکھا؟

وہ کہنے لگا! میں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت کی درانحالیکہ آپ ایک بلند جگہ پر تشریف فرما ہیں اور بہت سے لوگ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا۔

حضور! میرے لئے دعا فرما دیں تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی (یہاں تک کہ آپ سے ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے لئے دعا کروائی) اب میرے سوا کوئی باقی نہ بچا۔

تو میں نے بھی چاہا کہ میں بھی اٹھوں لیکن مجھے میرے گناہوں کی وجہ سے شرم آئی تو مجھ کو آنجناب ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو نے میری بارگاہ میں کھڑے ہو کے اپنے لئے دعا کیوں نہیں کروائی؟

میں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! مجھے میری قبیح حرکتوں کیوجہ سے حیا نے روک دیا، آپ نے فرمایا:

''اگر تجھے شرم و حیا نے روکا تھا تو کھڑا ہو اور مجھ سے درخواست کرتا کہ میں تیرے لئے دعا کروں لیکن تو کبھی بھی میرے کسی

صحابی کو برا نہ کہنا۔“

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کو اس واقعہ کو یاد کرنے اور اسے بیان کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ واقعہ نفع بخش ہے۔[1]

[1] اس واقعہ کو قاضی ابویعلیٰ حنبلی نے اپنی سند کے ساتھ ”طبقات حنابلہ“ ۱/۱۱۸ میں روایت کیا ہے۔

باب نمبر ۱

سیدنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جو چہرے کی رونق اور بشارتوں کے ساتھ خاص ہے

ظاہر میں میرے پھول ہیں حقیقت میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی لئے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت آدم علیہ السلام کا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے دعا کرنا:

ہمیں ابو الحسن علی بن عبداللہ سلامی نے خبر دی انہیں محمد بن ناصر سلامی نے خبر دی، انہوں نے ابو طاہر محمد بن احمد بن قیداس سے انہوں نے ابو الحسین بن بشران سے روایت کی، انہیں ابوجعفر محمد بن عمرو نے بیان کیا انہیں احمد بن اسحاق بن صالح نے بیان کیا، انہیں محمد بن صالح نے بیان کیا، انہیں محمد بن سنان عوقی نے بیان کیا، انہیں ابراہیم بن طہمان نے انہوں نے بدیل بن میسرہ سے انہوں نے عبداللہ بن شقیق سے انہوں نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتّٰی کُنْتَ نَبِیًّا ؟

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کب سے نبی ہیں؟

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب رب تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان کی طرف نظر قدرت فرمائی تو انہیں ٹھیک ٹھیک سات آسمان بنا دیئے اور اپنا عرش پیدا فرمایا اور عرش کے پائے پہ لکھا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَخَلَقَ الْجَنَّۃَ الَّتِی اَسْکَنَہَا اٰدَمَ وَحَوَّاءَ فَکَتَبَ اِسْمِی عَلَی الْاَبْوَابِ وَالْاَوْرَاقِ وَالْقُبَابِ وَ الْخِیَامِ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

محمد اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخری ہیں اور اللہ نے جنت کو پیدا فرمایا جس میں آدم وحواء کو ٹھہرایا تھا تو اس نے میرا نام جنت کے سب دروازوں اس کے پتوں اس کے محلات اور

سب خیموں پر لکھا اور (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب آدم
روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

جب رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا انہوں نے عرش کی طرف نظر ڈالی تو اس پہ میرا نام لکھا ہوا دیکھا تو انہیں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ:

''یہ تیری ساری اولاد کے سردار ہیں پھر جب شیطان نے ان کو
لغزش میں مبتلا کر دیا تو ان دونوں نے بوقت توبہ رب تعالیٰ کی
بارگاہ میں میرے نام کا ہی وسیلہ پیش کیا تھا۔[1]

ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی بن عثمان قرشی نے خبر دی، انہیں مبارک بن علی نے خبر دی، انہیں ابو الحسن بن عبداللہ بن محمد بن احمد بیہقی نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ حافظ نے بطور املا اور قرأت کے بیان کیا، انہیں ابو الحسن محمد بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، انہیں ابو الحارث عبداللہ بن مسلم فہری نے مصر میں بیان کیا، ابو الحسین فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے قبلہ سے ہیں۔ انہیں اسماعیل بن مسلمہ نے خبر دی۔ انہیں ابوعبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے خبر دی، وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب حضرت آدم (علیہ السلام) سے لغزش واقع ہوئی تو انہوں نے
(رب کی بارگاہ میں یوں) عرض کیا تھا:

يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِيْ

''اے میرے رب! میں تجھ کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا واسطہ پیش کرتا

---

[1] اسے ابو الفرج ابن جوزی نے ''الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱/ ۳۳ میں ذکر کیا اور امام مقریزی نے ''اقتاع الاسماع ۳/ ۱۸۷ میں، امام صالحی نے ''سبل الہدیٰ والرشاد ۱/ ۸۶ میں ذکر کیا اور اس جانب اشارہ کیا کہ ابن جوزی نے اس کو ایسی اچھی سند سے روایت کیا ہے جس میں کچھ حرج نہیں۔

ہوں، مجھے معاف فرما۔''

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری جانب وسیلہ کیا ہو
(اعلیٰ حضرت)

اللہ عزوجل نے فرمایا:
''آے آدم! تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے جانا، حالانکہ ابھی میں نے انہیں پیدا بھی نہیں کیا؟''
حضرت آدم علیہ السلام عرض گزار ہوئے اے میرے مولا! جب تو نے اپنے دست قدرت سے مجھے تخلیق فرما کر مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پائیوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا تھا''

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تو میں اسی وقت جان گیا تھا کہ جس ہستی کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں تیری سب مخلوق سے محبوب ترین ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
''اے آدم تو نے سچ کہا! بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے پیارا ہے اور جب تو نے میری بارگاہ میں اس کا وسیلہ پیش کیا تھا تو میں نے تجھے معاف فرما دیا۔''

وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ

اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں آپ کو بھی پیدا نہ کرتا۔''

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لَوْلَاکَ والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
تخم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے
ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام
ام البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے
(اعلیٰ حضرت)

اسی طرح امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو اپنی ''دلائل''[1] میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی حدیث سے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ عبدالرحمٰن اسے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اسے امام طبرانی نے بھی ذکر فرمایا لیکن ان کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ'' یعنی وہ آپ کی اولاد میں سب نبیوں میں سے آخری نبی ہوگا۔[2]

امام سرقندی اور امام مکی وغیرہ نے یوں روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کے وقت (طلب توبہ میں یوں) التجا کی تھی!

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْ خَطِيْئَتِيْ

''اے اللہ! تجھے محمد کا واسطہ میری لغزش معاف فرما۔''

یہ بھی روایت ہے کہ:

آپ نے عرض کی:

''مولا محمد کے صدقے سے میری توبہ قبول فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے پوچھا:

---

[1] دلائل النبوۃ ج۵، ص۴۸۹،

[2] المعجم الاوسط ۷/۲۵۹ (۶۴۹۸)، یونہی ''معجم صغیر ۲/۸۲ میں بھی ہے، اور حاکم نے ''مستدرک'' ۲/۶۸۲ (۴۲۲۸) میں روایت کی، مزید اس کی تخریج اور شواہد محمود سعید ممدوح کی کتاب ''رفع المنارۃ'' ص۱۹۵ ومابعد پہ ملاحظہ ہوں۔

''اے آدم! تو محمد کو کیسے جانا؟''

وہ عرض گزار ہوئے:

رَأَيْتُ فِي كُلِّ مَوْضَعٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

''میں نے جنت کی ہر جگہ لکھا ہوا دیکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔''

جناں میں چمن چمن میں سمن سمن میں پھبن پھبن میں دلہن
سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لئے

(اعلیٰ حضرت)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت آدم نے عرض کیا میں نے یہ بھی لکھا ہوا دیکھا تھا کہ:

''محمد میرا مقرب بندہ اور رسول ہے۔'' تو میں نے جان لیا کہ یقیناً وہ تیری بارگاہ میں تیری ساری مخلوق سے بزرگ تر ہے (تو) رب تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی لغزش سے درگزر فرمایا۔''

حافظ ابوالفضل یحصبی کہتے ہیں کہ:

''جن ائمہ نے فرمان ربی ''فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ'' کی تاویل کی انہوں نے اس کی یہی تاویل کی ہے۔''

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے مابین اختلاف کہ سب سے افضل کون ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں یہ اختلاف ہو گیا کہ افضل کون ہے؟ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہمارے والد

ماجد اللہ کے نزدیک ساری مخلوق سے معزز ہیں۔ کیونکہ انہیں رب تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور فرشتوں سے انہیں سجدہ کروایا کچھ نے کہا کہ اللہ کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔

(اسی اثناء میں) حضرت آدم علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا تم کس بارے اختلاف کر رہے تھے؟ انہوں نے سارا ماجرہ عرض کیا آپ نے فرمایا:

''اے میرے بیٹو! جب اللہ عزوجل نے مجھ میں روح پھونکی تو سب سے پہلے میری آنکھوں نے جو نظارہ کیا وہ یہ تھا کہ میں نے عرش پہ لکھا ہوا دیکھا تھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

جب مجھ سے لغزش واقع ہوئی تھی تو میں نے بارگاہ ربوبیت میں یوں عرض کیا تھا:

''اے میرے رب! میں محمد کے صدقے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری توبہ قبول فرما۔'' تو رب تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی۔''

لہٰذا۔

مُحَمَّدٌ اَکْرَمُ الْخَلْقِ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

''اللہ عزوجل کے نزدیک ساری مخلوق میں افضل و اعلیٰ محمد ہی ہیں۔[1]

---

[1] اسے امام ابوالفرج ابن جوزی نے 'الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱ / ۳۳ میں بحوالہ سعید بن جبیر روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام مقریزی نے ''امتاع الاسماع'' ۳/ ۱۸۹ میں ابن ابی دنیا سے نقل کیا ہے۔

ظاہر میں میرے پھول ہیں حقیقت میں میرے نحل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے
(اعلیٰ حضرت)

حضرت آدم ومن بعدہ سب انبیاء کے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کرنے پر مشتمل امام ابوالحسن علی بن ہارون کا قصیدہ:

حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر سب انبیاء کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنے کے مضمون کو متقدمین ومتاخرین کی ایک جماعت نے نظم میں بیان کیا ہے:

اسی بارے ابوالحسن علی بن ہارون بن علی نے مجھے اپنے قصیدہ کے درج ذیل اشعار سنائے:

مِنْ نُوْرِ رَبِّ الْعَرْشِ كُوِّنَ نُوْرُهُ
وَالنَّاسُ فِي خَلْقِ التُّرَابِ سَوَاءُ

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور رب عرش کے نور سے پیدا کیا گیا اور باقی سب لوگ مٹی سے پیدا ہونے میں برابر ہیں۔''

خَرَّتْ لَهُ شُرُفَاتُ كِسْرَى هَيْبَةً
وَلِيَوْمِ مَوْلِدِهِ اِضْمَحَلَّ بِنَاءُ

''کسریٰ کے محل کے کنگرے آپ کی ہیبت وجلال سے گر گئے اور آپ کی ولادت کے دِن (اس کی) عمارت کمزور پڑ گئی۔''

وَبِهِ تَوَسَّلَ آدَمُ فِي ذَنْبِهِ
وَتَشَفَّعَتْ بِمُقَامِهِ حَوَّاءُ

''حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کی معافی میں آپ ہی کا

وسیلہ پیش کیا تھا اور حضرت حواء نے آپ ہی کے مقام و مرتبے کو شفارشی بنایا تھا۔‘‘

وَبِهٖ تَوَسَّلَ نُوْحٌ فِيْ طُوْفَانِهٖ
فَاُجِيْبَ حِيْنَ طَغٰى عَلَيْهِ الْمَاءُ

’’حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے طوفان کے وقت آپ ہی کا وسیلہ پیش کیا تھا تو آپ کی التجاء قبول کی گئی جس وقت پانی کی لہریں سرکش ہو رہی تھیں۔‘‘

وَبِهٖ دَعَا اِدْرِيْسُ فَارْتَفَعَتْ لَهٗ
عِنْدَ الْاِجَابَةِ رُتْبَةٌ عُلْيَاءُ

’’اور حضرت ادریس علیہ السلام نے آپ ہی کے واسطہ سے دعا کی تھی، تو وہ قبول ہوئی تو آپ کا رتبہ بلند کیا گیا۔‘‘

وَبِهٖ اُسْتُجِيْبَ دُعَاءُ اَيُّوْبَ وَقَدْ
اَوْدٰى بِهٖ عِنْدَ الْمُصَابِ بَلَاءُ

’’حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا بھی آپ کے طفیل ہی قبول کی گئی تھی کہ جس وقت شدت مرض نے انہیں قریب الموت کر دیا تھا۔‘‘

وَبِهٖ نَجَا مِنْ بَطْنِ حُوْتِ يُوْنُسُ
لَمَّا دَعَا وَتَجَلَّتِ الظَّلْمَاءُ

’’یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے آپ ہی کے صدقے سے نجات پائی تھی، جب انہوں نے آپ کے طفیل دعا کی تو سب اندھیرے دور ہو گئے۔‘‘

وَارْتَدَّ يَعْقُوْبُ بَصِيْرًا اِذْ دَعَا
بِالْمُصْطَفٰى فَعَلَيْهِ عَادَ ضِيَاءُ

''حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے دعا کی تو ان کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی۔''

وَبِهٖ تَمَكَّنَ يُوْسُفُ فِيْ مَصِيْرِهٖ
مِنْ بَعْدِ مَا اَوْدَتْ بِهِ الضَّرَاءُ

''آپ ہی کے صدقے سے حضرت یوسف کو مصر کی حکمرانی عطا کی گئی بعد اس کے کہ بیابانوں کی وحشت انہیں ہلاکت کے قریب لے گئی تھی۔''

وَمَحَا الْاِلٰهُ خَطَاءَ دَاوُدٍ بِهٖ
وَلَهٗ اُسْتُجِيْبَ تَضَرُّعٌ وَدُعَاءُ

''آپ کی بدولت ہی رب تعالیٰ نے حضرت داوٗد کی لغزش مٹا دی، اور ان کی گریاوزاری اور دعا قبول کی گئی۔''

وَبِهٖ سُلَيْمَانُ اِسْتَجَارَ فَعَادَ عَنْ
كُثْبٍ اِلَيْهِ الْمُلْكُ كَيْفَ يَشَاءُ

''اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے آپ ہی کا وسیلہ پکڑا تو ان کی حکومت زوال پزیری کے بعد ان کی منشاء کے مطابق لوٹ آئی۔''

وَبِهٖ الْخَلِيْلُ نَجَا مِنَ النَّارِ الَّتِيْ
اَذْكٰى ضِرَامَ لَهِيْبِهَا الْاَعْدَاءُ

''اور آپ ہی کے صدقے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس آگ سے نجات پائی تھی جس کے شعلے آسمان سے باتیں کر

رہے تھے جو آپ کو جلانے کیلئے دشمنوں نے جلائی تھی۔''

وَ بِهِ الذَّبِيْحُ فُدِيَ بِذِبْحٍ جَاءَهُ
فَلَهُ كَمَا شَهِدَ الْكِتَابُ فِدَاءُ

''اور آپ ہی کے صدقے سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذبیحہ فدیہ دیا گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید اس فدیے کی گواہی دیتا ہے۔''

وَبِمُحَمَّدٍ فَازَ الْكَلِيْمُ بِطُوْرِهٖ
لَمَّا اَتَاهُ مِنَ الْاِلٰهِ نِدَاءُ

''اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہی حضرت موسیٰ کلیم اللہ کوہ طور پر کامیاب ہوئے تھے جب انہیں رب کی طرف سے ندا آئی تھی۔''

وَبِبَعْثِهٖ التَّوْرَاةُ يَشْهَدُ لَفْظُهَا
بِالْمُصْطَفٰى وَبِهٖ عَلَيْهِ ثَنَاءُ

''اور تورات کے الفاظ آپ کی بعثت کی گواہی دے رہے ہیں اور تورات مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیں پڑھ رہی ہیں۔''

وَ كَذٰلِكَ يَحْيٰى عَادَ مَعْصُوْمًا بِهٖ
وَلَهُ عَنِ الذَّنْبِ الدَّنِّيِّ اِبَاءُ

''اسی طرح آپ ہی کے طفیل حضرت یحییٰ علیہ السلام معصوم لوٹے، حالانکہ آپ پہلے ہی اس گھٹیا گناہ سے انکار کرنے والے (یعنی بری الذمہ) تھے۔''

وَبِهٖ اِسْتَجَارَتْ مَرْيَمٌ فِيْ حَمْلِهَا
فَاَجَارَ عَنْ كَثَبٍ وَزَالَ عَنَاءُ

''اور حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے حمل کے دوران آپ ہی کا

سہارا طلب کیا تو آپ نے قریب ہو کر ان کی دستگیری فرمائی حتیٰ کہ ان کی مشقت دور ہو گئی۔''

وَبِسِرِّهِ عِيْسىٰ تَوَسَّلَ فَانْثَنٰى
مِنْ شَأْنِهِ بَيْنَ الْوَرٰى الْاَحْيَاءُ

''اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے سر سے توسل کیا تو مخلوق میں ان کی شان زندگی عطا کرنا ہو گئی۔''

اس عنوان پر امام زکی الدین عبدالعظیم بن ابوالاصبع کا قصیدہ:

اس عنوان پر امام زکی الدین عبدالعظیم بن ابوالاصبع نے ایسا زبردست قصیدہ لکھا کہ اس وقت کے شعراء اس کی مثل لانے سے عاجز آ گئے۔ ان کے قصیدہ غراء سے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

وَنَجَا اَبَاهُ مِنْ خَطِيْئَةٍ لَهُ
اَصْبَحَتْ عَنْ جَنَّةِ الْخُلْدِ تُبْعِدُ

''اور آپ کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش سے آپ ہی کے صدقے سے نجات پائی تھی جس لغزش کے سبب آپ جنت خلد سے دور ہوئے۔''

وَنَجَا نُوْحٌ فِي السَّفِيْنِ بِنُوْرِهٖ
غَدَاةَ الْتَقَى الْمَاءُ وَالْمَوْجُ يَزِيْدُ

''اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آپ ہی کے نور کی برکت سے کنارے لگی تھی، جس وقت زمین و آسمان کے پانی مل گئے اور اس کی موجیں ٹھاٹھیں مار رہی تھیں۔''

وَقَدْ سَأَلَ اللهَ الْعَظِيْمَ خَلِيْلُهُ

بِهٖ اِذْ اَعَدُّوْا جَاحِمًا يَتَوَقَّدُ

''اور حضرت ابراہیم نے آپ ہی کے وسیلے سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی تھی، جب دشمنوں نے آپ کو جلانے کیلئے ہولناک چنگاریوں والی آگ جلائی تھی۔''

فَصَارَتْ عَلَيْهِ النَّارُ بَرْدًا بِيُمْنِهٖ
وَنَمْرُوْذُ مَعَ قَدْ رَأٰى مُتَمَرِّدُ

''آپ کی برکت سے آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی ٹھنڈی ہوگئی اور نمرود سب کچھ دیکھنے کے باوجد سرکش ہی رہا۔''

اس عنوان پر حضرت امام صالح بن حسین شافعی کا قصیدہ:

امام صالح بن حسین شافعی نے اس بارے فی البدیع ہمیں اپنے قصیدے سے کچھ اشعار سنائے جو یہ ہیں:

وَكَانَ لَدَى الْفِرْدُوْسِ فِيْ زَمَنِ الرِّضَا
وَاَبْوَابُ شَمَلِ الْاُنْسِ مُحْكَمَةَ السَّدَا

''حضرت آدم علیہ السلام زمانہ رضا میں جب جنت الفردوس میں تھے اور (عمارت) محبت کے سب دروازے مضبوطی کے ساتھ بند تھے۔''

يُشَاهِدُ فِيْ عَدْنٍ ضِيَاءً مُشَعْشًا
يَزِيْدُ عَلَى الْاَنْوَارِ فِي الضَّوْءِ وَالْهُدٰى

''آپ نے جنت عدن میں ایک نور دیکھا جس کی شعاعیں ہر سو پھیلی جا رہی ہیں جو چمک اور ہدایت میں سب انوار سے بڑا تھا۔''

فَقَالَ اِلٰهِی مَا الضِّیَاءُ الَّذِیْ اَرٰی
جُنُوْدُ السَّمَاءِ تَعْشُوْا اِلَیْهِ تَرَدُّدَا

''تو عرض کیا! اے میرے الہ! یہ روشنی کیا ہے جو میں ملاحظہ کر رہا ہوں جس کی طرف آسمان کے لشکروں کے لشکر بار بار حاضر ہو رہے ہیں۔''

فَقَالَ نَبِیٌّ خَیْرٌ مَنْ وَطِیَ الثَّرٰی
وَاَفْضَلُ مَنْ فِی الْخَیْرِ رَاحَ وَاغْتَدَا

''فرمایا یہ میرا وہ نبی ہے جو زمیں پر چلنے والوں میں سے سب سے افضل ہے اور بھلائی میں صبح و شام کرنے والوں سے اعلیٰ ہے۔''

تَخَیَّرْتُهُ مِنْ قَبْلِ خَلْقِكَ سَیِّدًا
وَاَلْبَسْتُهُ قَبْلَ النَّبِیِّیْنَ سُوْدَدَا

''میں نے تیری تخلیق سے قبل ہی اسے بطور سردار منتخب کر لیا تھا اور سب نبیوں سے پہلے ہی اسے خرقہ سیادت پہنا دیا تھا۔''

وَاَعْدَدْتُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَافِعًا
مُطَاعًا اِذَ الْغَیْرُ حَادَ وَحَیَّدَا

''اور میں نے اسے قیامت کے دِن کیلئے شافع مشفع بنایا ہے کہ جب ان کے علاوہ سب پیچھے ہٹ جائیں گے۔''

فَیَشْفَعُ فِی اِنْقَاذِ کُلِّ مُوَحِّدٍ
وَیُدْخِلُهُ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُخَلَّدَا

''پس وہ (محبوب) ہر موحد کی نجات کیلئے سفارش کرے گا اور

انہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنات عدن میں داخل کر دے گا۔“

وَاِنَّ لَهُ اَسْمَاءَ سَمَّيْتُهُ بِهَا
وَلٰكِنَّنِيْ اَحْبَبْتُ مِنْهَا مُحَمَّدًا

”اور میں نے اس کے کئی نام رکھے ہیں لیکن ان سب میں مجھے محمد نام محبوب تر ہے۔“

فَقَالَ: اِلٰهِي اُمْنُنْ عَلَّي بِتَوْبَةٍ
تَكُوْنُ عَلَى غَسْلِ الْخَطِيْئَةِ مُسْعِدًا

”انہوں نے عرض کی! اے مولا تو مجھ پر ایسی توبہ کے ساتھ احسان فرما کہ وہ میری لغزش کے دھونے میں مددگار ہو۔“

بِحُرْمَةِ هٰذَا الْاِسْمِ وَالزُّلْفَةِ الَّتِيْ
خَصَصْتَ بِهَا دُوْنَ الْخَلِيْفَةِ اَحْمَدًا

”اس نام پاک کے صدقے سے اور اس قرب کے صدقے سے جو تو نے فقط اپنے محبوب احمد کو عطا کیا نہ کہ کسی اور کو۔“

اَقِلْنِيْ عِثَارِيْ يَا اِلٰهِيْ فَاِنَّ لِيْ
عَدُوًّا لَعِيْنًا جَارَ فِي الْقَصْدِ وَاعْتَدٰى

”تو میری لغزش معاف فرما اے میرے خدا، بے شک میرا دشمن ایسا لعین ہے جس نے سیدھے راستے پر ظلم کیا اور حد سے بڑا۔“

فَتَابَ عَلَيْهِ رَبُّهُ وَحَمَاهُ
جِنَايَةِ مَا اَخْطَابِهِ اَوْ تَعَمَّدَا

”تو ان کے رب نے ان کی توبہ قبول کی اور انہیں ان کے ارادی اور غیر ارادی فعل کی جزاء سے محفوظ رکھا۔“

اس عنوان پر صاحب کتاب کا قصیدہ مبارکہ:

حضرت مصنف فرماتے ہیں!

''ان ائمہ کے اس خوبصورت رستے پہ چلتے ہوئے میں نے بھی درج ذیل کچھ شعر کہیں ہیں۔ اگر چہ لنگڑا، مضبوط پسلیوں والے گھوڑے کو نہیں پہنچ سکتا۔''

شَفِيْعٌ لِذِی الْعَرْشِ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ
لَقَدْ فَازَ مَنْ كَانَ الشَّفِيْعُ لَهُ غَدَا

''رب عرش کے حضور ہمارے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش کرنے والے ہیں۔ یقیناً کل (قیامت کو) وہ شخص کامیاب ہوگا جس کے شفیع آپ ہوں گے۔''

كَمَا شَفَّعَ اللهُ النَّبِيَّ لِآدَمَ
بِهٖ فِي جَنَانِ الْخُلْدِ لَمَّا بِهٖ غَدَا

''جس طرح کہ رب تعالیٰ نے ہمارے نبی محترم حضرت آدم کے لئے مقبول شفیع بنا دیا کہ جب وہ باغات جنت سے اتارے گئے تھے۔''

يُنَادِيْ اِلٰهِيْ اِنَّنِيْ بِكَ لَائِذٌ
بِجَاهِ رَسُوْلِ الْخَلْقِ خِلًّا وَسَيِّدًا

''وہ ندا دیتے تھے: اے میرے الہٰ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ساری مخلوق کے اس رسول کے طفیل جو تیرا محبوب اور ساری مخلوق کا سردار ہے۔''

فَاقْبَلْ اِلٰهِيْ! تَوْبَتِيْ بِالَّذِيْ بِهٖ

خَتَمْتَ بِاِرْسَالِ النَّبِيّٖنَ اَحْمَدَا

''اے میرے خدا! تو میری توبہ قبول فرما اس محبوب احمد مجتبیٰ کے صدقے سے جن پر تو نے رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ ختم کر دیا۔''

فَتَابَ عَلَيْهِ رَبُّهٗ اِذْ لَجَا بِهٖ
كَمَا جَاءَ فِي التَّنْزِيلِ حَقًّا لَهٗ هَدٰى

''پس ان کے رب نے ان کی توبہ قبول فرمائی کہ جب حضرت آدم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ لی، اس بارے واقعی رب تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔''

جو ہم نے ذکر کیا اس کی گواہی یہ بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے جب آپ کا ذکر خیر تورات اور انجیل میں پایا تو انہوں نے اپنی اپنی امت کو آپ کی بشارت دی۔ جیسا کہ رب تعالیٰ نے اپنی اس کتاب (قرآن مجید) میں اس کی خبر دی، جس کے پاس باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے، جو حکمت والے ستودہ صفات کی نازل کردہ ہے، یہ دونوں رسول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آخرت میں (بھی) ہر نبی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محتاج ہوگا۔

جَمِيْعُ الْوَرٰى فِي الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَائِهٖ
وَاَعْنَاقُهُمْ طُرًّا اِلَيْهِ تَعْرُجُ

''بروز قیامت ساری مخلوق آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گی اور سب کی گردنیں آپ ہی کی جانب اٹھ رہی ہوں گی۔''

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا

تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ
جس کے زیر لواء آدم و من سوا
اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت)

باب نمبر ۲:

قیامت کے دِن
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عامہ کے بارے میں

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ہمیں دو بزرگوں، ابو الفضل احمد بن ابوعبداللہ بن ابو المعانی سعدی اور ابو البقاع صالح بن شجاع مدلجی نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں مفاخر سعید مامونی نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ محمد بن طاہر نے خبر دی، انہیں عبدالغافر بن اسماعیل نے خبر دی، انہیں ابو احمد محمد بن عیسیٰ نے خبر دی، انہیں ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان نے خبر دی، انہیں مسلمہ بن حجاج نے خبر دی، انہیں ابو کامل فضیل بن حسین جحذری نے اور محمد بن عبید غبری نے بیان کیا اور یہ الفاظ ابو کامل کے ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوعوانہ نے قتادہ سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''اللہ رب العزت قیامت کے روز سب لوگوں کو جمع فرمائے گا تو وہ بہت غمزدہ ہوں گے، ابن عبید کی روایت میں ہے ان کو اس بارے الہام کیا جائے گا تو وہ کہیں گے فقط یہی بہتر ہے کہ ہم اپنے رب کے حضور کوئی سفارشی پیش کریں تاکہ ہم اس ہولناک مقام سے نجات پا سکیں۔''

فرمایا:

> ''پھر وہ سارے حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوں گے کہ آپ ساری نوع انسانیت کے باپ ہیں، رب تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ آپ میں اپنی روح پھونکی، اور آپ کو فرشتوں کا مسجود بنایا آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیں تاکہ ہمیں اس مقام ہولناکی سے نجات مل جائے۔''

وہ فرمائیں گے:

''یہ میرا منصب نہیں ہے پھر وہ خود سے صادر ہونے والی لغزش کا ذکر کریں گے اس وجہ سے وہ اپنے رب سے حیا فرمائیں گے۔''

(لیکن ساتھ میں) فرمائیں گے کہ:

''تم نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ وہ رب تعالیٰ کے مبعوث کئے گئے پہلے رسول ہیں۔''

راوی فرماتے ہیں''لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے (اور شفاعت کی عرض کریں گے۔)

وہ فرمائیں گے:

یہ منصب میرا نہیں ہے پھر وہ اپنی سرزد ہونے والی لغزش کا ذکر کریں گے اس سبب سے اپنے رب سے شرم کریں گے (لیکن رہنمائی کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ) تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ وہ آپ کے پاس حاضر ہوکر عرض کریں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے کہ:

''تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام بھی کیا اور انہیں تورات بھی عطا کی تھی۔''

راوی کہتے ہیں:

''لوگ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے، وہ بھی فرمائیں گے یہ میرا منصب نہیں ہے اور وہ اپنی سرزد ہونے والی لغزش یاد کریں گے جس وجہ سے وہ رب سے حیا فرمائیں گے، لیکن (فرمائیں گے کہ) تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ، جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی فرمائیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں لیکن تم

محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ، جو اللہ کے ایسے مقرب بندے ہیں جن کے سبب سے رب تعالیٰ نے ان کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمانے ہیں۔''

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں نہ بنی

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

''وہ سب لوگ میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔''

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ

میرے نبی کے لب پر اَنَا لَهَا ہو گا

(مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)

تو میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا مجھے اجازت دی جائے گی میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ میں سجدے میں گر جاؤں گا تو جب تک رب تعالیٰ چاہے گا میں سجدے میں پڑا رہوں گا۔ پھر رب تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوگا:

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

''اے محبوب! سرانور اٹھایئے، آپ بات کریں سنی جائے گی، آپ جو مانگے گے وہ دیا جائے گا، آپ شفاعت کریں قبول کی جائے گی۔''

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شانِ محبوبی دیکھائی جانے والی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی بہترین تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ (لیکن) میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں اتنے گناہگار دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں گا۔ پھر میں سجدے میں گر جاؤں گا، جب تک میرا رب چاہے گا میں سجدے میں پڑا رہوں گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا:

ارفع رأسك يا محمد قل تسمع وسل تعطع، اشفع تشفع

(ترجمہ پہلے ہو چکا ہے) تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں سفارش کروں گا، میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، تو میں اتنے لوگ دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں گا۔

راوی فرماتے ہیں:

مجھے نہیں یاد کہ آپ نے تیسری یا چوتھی بار یہ ارشاد فرمایا کہ میں عرض کروں گا اے میرے رب! اب دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جنہیں وہاں قرآن نے روک لیا ہے۔ (یعنی جن پر دوزخ دائمی طور پر واجب ہو چکی ہے)

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
جو کہ عزم شفاعت پہ کھچ کر بندھی
اس کمر کی حمائت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ابن عبید اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

''یعنی جن پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا۔''

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے[1]

---

[1] ۱/۱۸۰ (کتاب الایمان) ''باب ادنی اہل الجنۃ منزلہ فیہاً (۳۲۲) اسی طرح اسے امام بخاری نے صحیح ۴/۲۰۲ (کتاب الرقاق) باب صفۃ الجنۃ والنار رقم: (۶۵۶۵) اس حدیث کی کئی روایات ہیں یہ حدیث ان صحابہ کرام سے مروی ہے حضرت صدیق اکبر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت عقبہ بن عامر، ابوسعید خدری، حضرت سلمان فارسی، ابن عمر، حذیفہ، ابی بن کعب، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن سلامؓ، اس روایت کو امام صالحی نے سبل الہدیٰ و والرشاد ۱۲/۴۵۹، وہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر حدیث میں وہ فوائد ہیں جو دوسری میں نہیں، اس لئے میں نے بعض کو بعض میں داخل کر دیا ہے، اور ان کو ایک دوسری کے ساتھ ملا دیا۔

باب نمبر ۳:

کچھ موحدین کا آگ میں جا کر
ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا

اے شافع اُمم شہ ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر
پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سر راہ لے خبر
اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کو تیرے سوا لے خبر

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثل شانِ دستگیری:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل کو حکم دے گا کہ تم محمد کے پاس جاؤ اور انہیں ہمارے طرف سے سلام کہو اور انہیں ان کی امت کا پیغام بھی پہنچاؤ۔''

فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یوں ندا کریں گے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلْعَلِيُّ الْاَعْلٰى يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

''اے محمد آپ پر سلامتی ہو، رب کی رحمت اور برکات ہوں، بلند و برتر خدا آپ کو سلام کہتا ہے۔ جس طرح رب چاہے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کا جواب عرض کریں گے، پھر فرمائیں گے: اے جبرائیل تم پر بھی رب تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو۔''

جبرائیل عرض کریں گے:

''آپ کے امتی بھی آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔''

سرکار علیہ السلام پوچھیں گے کیا ہمارے امتی ہمارے ساتھ جنت میں نہیں، رب کی نعمتوں سے لطف اندوز نہیں ہو رہے؟

راوی فرماتے ہیں کہ:

''(بتاتے ہوئے) جبرئیل کی آنکھوں سے آنسوؤں ٹپک پڑیں گے اور ان کے چہرے کا رنگ بدل جائے گا۔''

آقا علیہ السلام فرمائیں گے

''میرے پیارے جبرائیل! کیا ہم جنت میں نہیں ہیں؟''

وہ عرض کریں گے:

''حضور! کیوں نہیں۔''

آپ فرمائیں گے:

''پھر جنت میں رونا کیسا؟''

وہ عرض کریں گے:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جنت غم اور رونے کی جگہ تو نہیں، لیکن آپ کے کچھ (گنہگار) امتی دوزخ کی آگ کے پاٹوں میں پھنسے ہوئے ہیں جنہیں آگ نے کھا لیا اور ان کی جلدوں کو جلا دیا، وہ آپ کی بارگاہ نازِ میں سلام پیش کرتے ہیں۔''

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے:

''اے جبرائیل!

فَجَعْتَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ قَطَعْتَ نِیَاطَ قَلْبِیْ وَلَا صَبْرَلِیْ

''تونے مجھے میری امت کے بارے (یہ خبر دے کر) صدمے سے دوچار کر دیا ہے تونے میرے دِل کی رگ کو کاٹ دیا ہے۔ اب مجھ سے یہ صورتحال برداشت نہیں ہو رہی۔''

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار علیہ السلام فرمائیں گے:

''اے بلال! ایک جنتی اونٹنی پہ سوار ہو جاؤ اور میرے پاس ایک براق لاؤ اور دھیمی سی آواز میں لوگوں کو بلاؤ۔''

راوی کہتے ہیں:

''پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھ سب انبیاء اور کل اہل جنت سوار ہو کر اس جگہ آئیں گے جہاں مکائیل ہوں گے، جب مکائیل انہیں دیکھیں گے تو عرض کریں گے۔'' اے محمد! کہاں کا ارادہ ہے؟

آپ فرمائیں گے میں اپنے رب سے ملنا چاہتا ہوں۔ میکائیل عرض کریں گے:

''یہ وہ مقام ہے جس سے آگے کوئی نہیں جا سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کو پکاریں گی اور عرض کریں گے:

هٰذا مِيكَائِيلُ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ يَارَبِّ

''اے میرے رب! یہ میکائیل ہے، جو میرے اور تیرے درمیان حائل ہو رہا ہے۔''

(سبحان اللہ! کیا شانِ محبوبی ہے......فیضی)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

تو رب تعالیٰ کی جانب سے ندا آئے گی، اے میکائیل محمد اور اس کے

ساتھیوں کو گزرنے دو، تو آپ اور آپ کے سب ساتھی گزر جائیں گے حتیٰ کہ (چلتے چلتے) اس مقام تک پہنچ جائیں گے جہاں پر اسرافیل علیہ السلام ہوں گے، جب حضرت اسرافیل انہیں دیکھیں گے تو عرض کریں گے:

اے محمد! کہاں کا ارادہ ہے؟

آپ فرمائیں گے میں اپنے رب عزوجل سے ملنا چاہتا ہوں اسرافیل کہیں گے:

''یہ وہ مقام ہے جس سے آگے کوئی نہیں جا سکتا جو بھی آگے بڑے گا رب تعالیٰ کے نور سے جل جائے گا۔''

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب کو ندا دیں گے اور عرض کریں گے:

هٰذَا اِسْرَافِيْلُ يُحُوْلُ بِيْنِيْ وَبَيْنِكَ يَارَبِّ

''اے میرے رب یہ اسرافیل ہے جو میرے اور تیرے درمیان حائل ہو رہا ہے۔''

تو اللہ عزوجل کی طرف سے آواز آئے گی:

''اے اسرافیل! یہاں سے صرف ہمارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گزرنے دو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ مطلب ہے رب تعالیٰ کے اس فرمان کا عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری حمد کریں گے۔ اس سے مراد یہ مقام ہے۔''

(ترجمہ کنز الایمان، بنی اسرائیل:۷۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

''پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کی جانب جا کے رب کے حضور

سجدے میں گر جائیں گے۔''

رب تعالیٰ آپ کو فرمائے گا:

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ لَيْسَ هٰذَا يَوْمَ رَكُوْعٍ وَلَا سَجُوْدٍ۔

اے محبوب! اپنا سر انور اٹھایئے کیونکہ یہ دِن رکوع وسجود کا دِن نہیں ہے۔''

مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرض کریں گے:

يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ الَّذِيْنَ قَدْ طَالَ فِيْهِمْ تَعْبِيْ وَنَصَبِيْ

''اے میرے مولا! میرے ان امتیوں پر رحم فرما جن کے بارے میری مشقت اور تکلیف طویل ہوگئی ہے۔''

رب تعالیٰ فرمائے گا:

يَا مُحَمَّدُ خَاطِئِيْنَ وَمُذْنِبِيْنَ عُصَاةٍ

''اے میرے حبیب! وہ تو گناہگار اور نافرمان ہیں۔''

آپ عرض کریں گے:

''اے میرے خدا! کہاں گئی میری درخواست؟ اور کہاں ہے وہ تیرا وعدہ جو تو نے مجھ سے کیا تھا کہ تو مجھ کو میری امت کے بارے اتنا دے گا کہ میں راضی ہو جاؤں گا بلکہ راضی ہونے سے بھی زیادہ؟''

راوی کہتے ہیں:

پھر رب تعالیٰ اپنے محبوب کی طرف وحی بھیجے گا:

يَا مُحَمَّدُ اَلْيَوْمَ نُعْطِيْ فِيْ اُمَّتِكَ حَتّٰى تَرْضَا وَفَوْقَ الرِّضَا

''اے پیارے محمد! آج تجھے تیری امت کے بارے اتنا دیا جائے گا کہ تو راضی ہو جائے گا، بلکہ راضی ہونے سے بھی زیادہ دیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ جبرئیل کو فرمائے گا:

''میرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ جاؤ تا کہ یہ اپنے ان غلاموں کو دیکھ لیں۔''

تو جبرائیل علیہ السلام آپ کو لے کر داروغہ جہنم مالک کے پاس لے کر جائیں گے۔ (مالک آپ کو دیکھ کر) عرض کرے گا اے محمد! آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حالانکہ آگ آپ کی جگہ نہیں ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک کو فرمائیں گے:

اے مالک تمہارے پاس ہماری امانت تھی اس کا کیا حال ہے؟

راوی کہتے ہیں:

پس مالک زنجیر کو ایک طرف کھینچیں گے اور اس کا ایک پاٹ اٹھائیں گے۔''

فَاِذَا اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مُحَمَّدٌ ﷺ خَمِدَتِ النَّارُ عَنْهُمْ فَلَمْ تُحْرِقْهُمْ اِعْظَامًا لَهُ

''تو جب نبی دستگیر غلاماں ان پہ نظر کرم ڈالیں گے تو آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کے طور پر انہیں نہیں جلائے گی۔''

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنائیت پہ لاکھوں سلام

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بوڑھا جوان کو کہے گا کہ آگ مجھے نہیں جلا رہی، عورت عورت کو کہے گی کہ آگ مجھے نہیں جلا رہی (یعنی وہ سب ایک دوسرے کو کہیں گے) وہ اپنے سر اوپر اٹھا کر کہیں گے شائد یہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں جو ہماری نجات کی خوشخبری لے کر آئیں ہیں۔ (لیکن وہ آپ کا رخ زیبا دیکھ کر کہیں گے):

لَیْسَ هٰذَا جِبْرِیلُ، هٰذَا اَحْسَنُ وَجْهًا مِنْ جِبْرِیْلَ

''یہ جبرئیل امین علیہ السلام نہیں ہیں، بلکہ ان کا چہرۂ منور تو جبریل سے بھی کہیں زیادہ حسین ہے۔''

(سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ،)

خامۂ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

وہ سب بیک زبان ہو کر عرض کریں گے (اے مہربان ہما) آپ کون ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہم پہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور ہمیں نہیں جلا رہی؟؟؟

تو رحیم و کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں فرمائیں گے۔

عَزَّ عَلَیَّ اُمَّتِی اَنَا نَبِیُّکُمْ فَیُنَادُوْنَهٗ بِاَجْمَعِهِمْ، لَمْ اَنْسَکُمُ الْیَوْمَ اَشْفَعُ لَکُمْ

''میری امت مجھ کو بہت پیاری ہے۔ میں تمہارا نبی ہوں، وہ سب بیک زبان ہو کر آپ کو پکاریں گے۔''

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدد'

آپ علیہ السلام انہیں فرمائیں گے:

(تم تو مجھے بھول گئے) لیکن میں تمہیں نہیں بھولا۔

آج میں تمہاری شفاعت کرنے آیا ہوں:

اسی سرکار سے دنیا و دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربار عالی کنز آمال و امانی ہے
وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ کے کنارے پر ہی سجدہ ریز ہو جائیں گے تو رب تعالیٰ فرمائے گا اے محبوب!

ارفع رأسك سل تُعْطَعْ اشفع تشفع

''سرکار علیہ السلام عرض کریں گے۔''

اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، ان کے بارے میری مشقت اور تکلیف طویل ہو چکی ہے۔ رب تعالیٰ کی جانب سے آواز آئے گی اے پیارے محمد! آج جس کے دل میں مثقال کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اس کو بھی دوزخ سے نکال کے ساتھ لے جائیے۔

رب تعالیٰ فرمائے گا:

اَرَضِیتَ یَا مُحَمَّدُ

''اے محبوب اب راضی ہو؟'' (سبحان اللہ العزیز)

آپ عرض کریں گے ہاں مولا! میں راضی ہوں اور ہمیشہ سے راضی ہوں۔

پھر آواز آئے گی:

''اے محبوب! جن کے دلوں میں مثقال کے دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) کے برابر بھی ایمان ہو، آج انہیں بھی آگ سے نکال کر (اپنے ساتھ جنت میں لے جایئے) اے محبوب! کیا اب راضی ہو؟ آپ عرض کریں گے: ہاں مولا میں راضی ہوں، اور ہمیشہ ہی راضی رہوں گا۔ پھر آواز آئے گی، جن کے دل میں مثقال کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے آج انہیں بھی دوزخ سے نکال کے لے جایئے۔''

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''اس دِن ہر اس کو دوزخ سے نکال دیا جائے گا جس نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ'' کی گواہی دی ہوگی۔ (ان میں سے) دوزخ میں فقط وہی باقی بچیں گے جنہوں نے کسی نبی کو شہید کیا ہوگا یا اسے کسی نبی نے قتل کیا ہوگا۔ پھر ایک بادل اہل نار پر اور ایک بادل اہل جنت پر سایہ فگن ہو جائے گا۔ وہ بادل جنتیوں پر زیورات اور حلوں کی بارش کرے گا اور دوزخیوں پر کھولتا ہوا پانی اور پیپ برسائے گا۔ پھر دوزخ چولہے پہ رکھی ہوئی ہانڈی کی طرح دوبارہ جوش مارے گی جس

کی وجہ سے نیچے طبقے والے دوزخی اوپر آجائیں گے۔''

راوی فرماتے ہیں کہ:

''جب مشرک دوزخی، موحدین کو مفقود پائیں گے تو انہیں نہ دیکھ کر کہیں گے:

مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿٦٣﴾

(ص:٦٢، ٦٣)

''اور بولے ہمیں کیا ہوا ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں بُرا سمجھتے تھے، کیا ہم نے انہیں ہنسی بنا لیا یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں۔'' (ترجمہ کنز الایمان)

ان کو نداء کے ساتھ بتایا جائے گا کہ ان لوگوں کی شفاعت ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دی ہے۔ بایں وجہ وہ اپنے اعتقاد توحید کے سبب نجات پا گئے ہیں تو اس وقت وہ کفار بھی حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان (یعنی اس نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں) ہوتے۔

اس وقت ان نجات یافتہ لوگوں کو جنت میں لے جایا جائے گا اور وہ زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے۔

جَرَائِمُنَا تُمْحٰی بِجَاهِ مُحَمَّدٍ
اِذَا شَفَعَ الْمَحْبُوْبُ جَازَ الْمُبْهَرِجُ

''محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے ہمارے گناہ معاف کر دیئے گئے جب سفارش کرنے والا محبوب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ہو تو کھوٹے سکے بھی چل جاتے ہیں۔''

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا

سرکار کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا خواب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم نوازی:

امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا گویا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اور مجھے بارگاہِ رب العزت میں پیش کیا گیا ہے، رب تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا تو میری طرف وہ باتیں منسوب کرتا ہے جن کا تجھے علم نہیں اور ان امور میں کلام کرتا ہے جنہیں تو نہیں جانتا، پھر حکم دیا کہ اسے دوزخ میں ڈال دو، میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت میں تشریف فرما ہیں۔

تو میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! آپ کی امت میں سے ایک شخص کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم صادر کر دیا گیا ہے۔حضور! اپنے رب کی بارگاہ میں میری شفاعت کر دیں۔

آپ نے فرمایا:

میں تیری شفاعت کیسے کروں جبکہ تو میری طرف وہ باتیں منسوب کرتا تھا جس کا تجھے علم نہ تھا؟

میں عرض گزار ہوا کہ میں اس کے باوجود قرآن مجید کی تفسیر کرتا تھا۔

آپ نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا کہ اس سے سوال کرو، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ:

اَلْاَیَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ'' سے کیا مراد ہے؟

''میں نے عرض کیا، ایام تشریق۔''

آپ نے پوچھا:

اَلْاَیَّامُ الْمَعْلُوْمَات سے کیا مراد ہے؟

''میں نے عرض کیا ذوالحج کے پہلے دس دِن۔''
پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری شفاعت فرما دی۔''[1]

[1] میرے پاس جو کتابیں ہیں ان میں سے کسی سے بھی مجھے یہ دونوں روایات نہیں ملیں۔

باب نمبر ۴:

قحط کے وقت اور بارش کے نہ ہونے کے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کرنے کے بارے

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

یہ باب ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے قحط کے وقت اور بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کی اور آپ نے ان کے لئے بارش کی دعا کی تاکہ آپ کی امت آپ کی اس سنت پر چل سکے۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بارش کیلئے استغاثہ کرنا:

ہمیں ابو الفضل احمد بن محمد تمیمی نے خبر دی، انہیں ابو المفاخر مامونی نے خبر دی انہیں ابو عبداللہ فراوی نے خبر دی، انہیں عبدالغافر بن اسمٰعیل نے خبر دی، انہیں ابو احمد جلودی نے خبر دی، انہیں ابو اسحاق بن سفیان نے خبر دی، انہیں مسلم بن حجاج نے خبر دی انہیں یحییٰ بن یحییٰ اور یحییٰ بن ایوب اور قتیبہ اور ابن حجر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں انہوں نے خبر دی، دوسرے کہتے ہیں کہ ہمیں اسمٰعیل بن جعفر نے شریک بن ابی نمر سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

''ایک شخص جمعہ کے دِن دارالقضاء کی طرف والے دروازے سے مسجد میں داخل ہوا، درانحالیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ آدمی سرکار کی جانب منہ کر کے کھڑا ہو کے عرض گزار ہوا:

یا رسول اللہ، اموال ہلاک ہو گئے راستے منقطع ہو گئے، رب تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بارش عطا فرما دے۔''

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا

''اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما،

اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''قسم بخدا! ہمیں آسمان پر دور دور تک بادلوں کا ٹکڑا تک نظر نہیں آ رہا تھا (یہ دور دور اس لئے کہا کہ) کیونکہ ہمارے اور سَلَعْ پہاڑی کے مابین کوئی چھوٹا بڑا گھر نہ تھا۔''

فرماتے ہیں:

''اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک ڈھال کی مانند بادلوں کا ٹکڑا ظاہر ہوا جو آسمان کے درمیان آ کر پھیل گیا، پھر برسنے لگا (حتیٰ کہ) ہم نے ہفتہ بھر سورج تک نہ دیکھا۔''

راوی فرماتے ہیں کہ:

''پھر اگلے جمعے کو اسی دروازے سے ایک شخص مسجد میں داخل ہوا درانحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا۔'' یا رسول اللہ! (کثرت بارش کی وجہ سے) اموال ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ بارش روک دے۔''

پس آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابَتِ الشَّجَرِ۔

''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا نہ کہ ہم پر اے اللہ! پہاڑوں پر، چٹانوں پر، وادیوں کے اندر اور درختوں پر برسا۔''

فرماتے ہیں:

’’(فوراً) بارش رک گئی ہم مسجد سے نکلے اور دھوپ میں چلنے لگے۔‘‘

امام شریک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ وہی پہلا شخص تھا؟ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔[1]

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
اجابت کا سہرا عنائیت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قحط سالی کی وجہ سے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرنا:

اسی طرح ہمیں ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن علی نے خبر دی، انہیں مبارک بن علی نے خبر دی، انہیں ابوالحسن عبید اللہ بن محمد نے خبر دی، انہیں ان کے دادا احمد بن حسین نے خبر دی انہیں ابوبکر بن حارث نے اصفہانی نے خبر دی، انہیں ابومحمد بن حیان نے خبر دی انہیں عبداللہ بن محبوب نے بیان کیا، انہیں عبدالجبار نے بیان کیا، انہیں مروان بن معاویہ نے بیان کیا، انہیں محمد بن ابو ذئب مدینی نے بیان کیا،

---

[1] صحیح مسلم ۲/ ۶۱۲، باب الدعاء فی الاستقساء رقم ۷۹۷، اسی طرح اسے امام بخاری نے اپنی صحیح کے اندر ۱/ ۳۱۹ باب الاستقساء فی المسجد میں روایت کیا، حدیث نمبر ۱۰۱۳ اور امام احمد نے المسند ۳/ ۵۴۱ پر روایت کیا حدیث نمبر ۱۱۶۰ اور امام صالحی نے ’’سبل الہدیٰ والرشاد‘‘ ۸/ ۳۴۱ میں روایت کیا اور اس حدیث کے الفاظ کو ایک جگہ ہی ذکر فرما دیا ہے۔

انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عمر بن خطاب بن حاطب جمحی سے وہ ابو وجزہ یزید بن عبید سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ کے پاس بنوفزارہ کا ایک وفد جو دس سے کچھ زائد افراد پر مشتمل تھا، حاضر ہوا جن میں خارجہ بن حصین اور حر بن قیس (یہ ان سب سے چھوٹے تھے) تھے جو میرے بھائی عینیہ بن حصن کے بیٹے ہیں، یہ حضرات رملہ بنت حارث انصاری کے گھر ٹھہرے تھے۔ یہ قحط زدگی میں مبتلا تھے اور چھوٹے چھوٹے اور کمزور اونٹوں پہ سوار ہو کے آئے تھے، یہ سرکار علیہ السلام کی خدمت میں اسلام قبول کرتے ہوئے حاضر ہوئے، سرکار علیہ السلام نے ان سے ان کے شہروں کے بارے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے شہر قحط زدہ ہیں، ہمارے جنبی پانی کو ترس گئے، ہمارے اہل و عیال کے لئے پہننے کیلئے کپڑے نہیں ہیں، ہمارے جانور ہلاک ہو گئے آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بارش سے سیراب کرے، ہمارے لئے آپ اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کریں اور آپ کا رب آپ کے پاس سفارش کرے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سبحان اللہ! تیرا بھلا نہ ہو، اگر میں اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کروں (تو یہ ٹھیک ہے) ہمارا رب کس کے سامنے سفارش کرے گا؟ (مطلب ایسا نہ کہو) نہیں کوئی معبود برحق مگر وہی، نہیں کوئی معبود برحق مگر وہی، وہ بلند ہے عظیم ہے، اس کی

کرسی آسمانوں وزمین سے بڑی ہے، وہ رب تعالیٰ کی عظمت و جلالت کی وجہ سے یوں چڑ چڑاتی ہے جیسے نیا کجاوا چڑ چڑاتا ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک تمہارا رب تمہاری پراگندگی، تمہاری تکلیف اور تمہارے حصول مراد کی قربت پر مسکرا رہا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے یعنی وہ تم پر خوش ہو رہا ہے)

اس دیہاتی نے عرض کیا:

''اے رسول خدا! کیا ہمارا رب بھی مسکراتا ہے؟

فرمایا: ہاں

اس نے عرض کی خوش ہونے والے رب کی بھلائی سے ہم ہرگز محروم نہیں رہ سکتے۔ اس کی یہ بات سن کر محبوب علیہ السلام بھی مسکرا دیئے پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر پر رونق افروز ہوئے۔ چند کلمات ارشاد فرمائے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور آپ بارش کی دعا کے علاوہ اس انداز سے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، آپ نے اتنے ہاتھ بلند کئے کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، آپ کی اس دعا کے محفوظ کئے ہوئے کچھ الفاظ یہ ہیں:

''اے اللہ! اپنے شہر اور اپنے چوپائیوں کو بارش سے سیراب فرما اور اپنی رحمت کو پھیلا دے، اپنے مردہ شہر کو زندہ فرما اے اللہ! ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرما جو نفع بخش و خوش کن اور خوشگوار ہو، اور ہر طرف سبزا پھیلا دے، وسیع اور بغیر تاخیر کے ہو، نفع دہ ہو نا کہ نقصان دہ، اے اللہ! ہمیں باران رحمت عطا

فرما، نہ کہ ایسی بارش جو عذاب، مکانوں کو گرانے والی، غرق
کرنے والی، مٹانے والی ہو، اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب
فرما اور ہمیں مایوس لوگوں میں نہ کرنا اور دشمن کے مقابلے
میں ہماری مدد فرما۔"

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کھڑے ہو کے عرض گزار ہوئے:

یا رسول اللہ! کھجوریں ابھی کھلیانوں میں پڑیں ہیں۔ نبی
کریم ﷺ نے پھر دعا کی:

"اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔"

ابولبابہ نے عرض کی حضور! کھجوریں کھلیانوں میں ہیں، انہوں نے تین بار یہ عرض کیا سرکار نے پھر دعا کی اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما، حتیٰ کہ ابولبابہ بے کپڑوں کے اٹھ کھڑے ہوئے تا کہ وہ کھلیان میں پانی بہنے کی جگہ کو اپنے تہبند سے بند کر سکیں (درحقیقت یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس یقین کامل کا نظارہ ہے کہ زبان مصطفیٰ ﷺ سے نکلنے والے کلمات طیبات "کن فیکون" کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔فیضی)

وہ زبان جس کو سب "کُن" کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

راوی کہتے ہیں:

"اللہ کی قسم! آسمان پر متفرق یا مجتمع کسی قسم کا کوئی بادل نہ تھا،
مسجد نبوی اور "سلع" پہاڑی کے درمیان نہ کوئی عمارت تھی اور
نہ ہی گھر تھا۔ پس ایک بادل پہاڑی کے پیچھے سے وسطِ آسمان
میں آ کر منتشر ہو گیا پھر وہ برسنے لگا۔"

قسم بخدا! لوگوں نے چھ دِن تک سورج نہ دیکھا، حضرت ابولبابہ برہنہ اٹھ کر کھلیان میں گرنے والے پانی کو اپنے تہمند سے بند کرتے اور اس سے کھجوریں نکالتے۔

پھر ایک شخص نے عرض کی (یہ وہی ہے جس نے بارش کی درخواست کی تھی۔)

اے رسول خدا! مال ہلاک ہو گئے اور رستے بند ہو گئے۔ (اب دعا فرما دیں کہ بارش رک جائے)

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر پر تشریف لے گئے اور دعا کرتے وقت ہاتھ مبارک اتنے بلند کئے کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ نے یوں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حوالینا ولا علینا اللھم علی الاکام والظراب وبطون الاودیة

''پس مدینہ پاک سے بادل یوں چھٹ گئے جیسے کوئی کپڑا پھٹ گیا ہو۔''

یہ حدیث پاک یونہی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے۔[1]

وہ دعا جس کا جو بن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

---

[1] ۶/۱۴۶، اسے ابن مسعود نے ''طبقات کبریٰ'' ۱/۲۲۶ میں روایت کیا، اور ابن کثیر نے ''البدایۃ والنہایۃ ۶/۹۴ میں روایت کیا، عقبہ کہتے ہیں یہ بہترین اسناد ہے، لیکن اسے نہ امام احمد نے روایت کیا اور نہ ہی اہل کتب نے، یونہی امام صالحی نے بھی سبل الہدیٰ والرشاد ۹/۴۴۲ میں اس کی سند کو بہترین قرار دیا ہے۔ مزید آں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلب بارش کے دیگر واقعات بھی ذکر کئے جن کی تعداد آٹھ کو پہنچتی ہے۔ فائدے کیلئے ان کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

دستگیر دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک اعرابی کا خوبصورت اندازِ فریاد:

ہمیں ابو الفضل محمد بن فارسی نے بطور املاء خبر دی، انہیں عبدالسلام بن ابو الفرج نے خبر دی انہیں شہردار بن شیرویہ نے خبر دی انہیں احمد بن عمر بیع نے خبر دی، انہیں ابو غالم حمید بن مامون نے خبر دی، انہیں احمد بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں ابو الفضل احمد بن محمد نسوی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم بن محمد بن عرفہ ازدی نے ان کے سامنے پڑھ کر خبر دی، انہیں احمد بن رشد بن خثیم ہلالی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے میرے چچا سعید بن خثیم نے مسلم ملائی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

> ''ایک دیہاتی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور! ہم آپ کی بارگاہ میں اس (قحط زدگی کی) حالت میں حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی بچہ نہیں جو چراغ روشن کرے اور نہ ہی اونٹ ہے جو بلبلائے، پھر اس نے درج ذیل اشعار کہے۔''

> اَتَیْنَاكَ وَالْعَذْرَاءُ یَدْمٰی لِبَانُهَا
> وَقَدْ شُغِلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ

> ''ہم آپ کے پاس اس حالت میں حاضر ہوئے ہیں کہ ہماری عورتیں دودھ کی جگہ خون اتار رہی ہیں (یعنی دودھ خشک ہو چکے ہیں) اور اس (قحط رسیدگی کی وجہ سے) دودھ پلاتی عورتیں اپنے بچوں سے بے خبر ہو چکی ہیں۔''

وَالْقٰی بِکَفَّیْہِ الْفَتٰی اِسْتِکَانَۃً
مِنَ الْجُوْعِ ھَوْنًا لَایُمِرُّ وَلَا یُخْلِیْ

''اور نوجوان بھوک کی وجہ سے عاجز ہوکر اپنے ہاتھ چھوڑ بیٹھے ہیں، وہ نہ چل سکتے ہیں اور نہ جگہ خالی چھوڑ سکتے ہیں۔''

وَلَا شَیْءَ مِمَّا یَاکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا
سِوَی الْحَنْظَلِ الْعَامِیِّ وَالْعَلْھَزِ الْفَسْلِ

''ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جسے کھا کر لوگ گزارہ کرسکیں سوائے عامی حنظل (ایک سخت کڑوا پھل) کے اور علہز (انتہائی قبیح کھانا) کے۔''

وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْكَ فِرَارُنَا
وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

''سو ہمارے لئے آپ کی بارگاہ میں فریاد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، کیونکہ (مشکلات کے رفع کیلئے) لوگ فقط رسولان کرام ہی کے آستانوں پہ حاضر ہوتے ہیں۔'' (سبحان اللہ کیا حسن طلب ہے، مترجم)

کس کا منہ تکئے کہاں جایئے کس سے کہئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

راوی کہتے ہیں:

''پس دستگیر غلاماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر کھینچتے ہوئے ممبر پر جلوہ گر

ہوئے۔ اپنے دستہائے مبارک کو اٹھا کر یوں دعا کی:

''اے اللہ! ہمیں ایسی بارش عطا فرما جو اُمید بر آ موسلا دھار اور خوشگوار ہو جو نفع بخش ہو نہ کہ نقصان دہ جو بلا تاخیر جلد برسنے والی ہو جو تھنوں کو بھر دے، کھیتیاں اُگا دے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دے (اے لوگو! تم) اسی طرح (بروز قیامت قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔''

راوی فرماتے ہیں:

''ابھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ (دعا مکمل کر کے) چہرے پر نہ پھیرے تھے کہ آسمان نے ایسی موسلا دھار بارش برسائی کہ اہل بطانہ چیختے ہوئے دوڑے آئے وہ کہہ رہے تھے ہم غرق ہو گئے ہم غرق ہو گئے (حضور! اب اس کے رکنے کی دعا فرما دیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی:

اے اللہ! ہمارے ارد گرد نہ کہ ہم پر

(آپ کا دعا کرنا تھا کہ) فوراً مدینہ طیبہ سے بادل چھٹ گئے حتیٰ کہ:

''اکلیل کی مانند سہ رنگی نے مدینہ منورہ کو گھیر لیا۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ دیکھ کر یوں) مسکرا دیئے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے:

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پھر فرمایا: ابو طالب کی خوبی اللہ ہی کیلئے ہے۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں کوئی ہے جو ان کے اشعار ہمیں سنائے:

توسل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے ابو طالب کے خوبصورت اشعار:

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! غالباً آپ نے ان کے یہ اشعار سننا چاہے ہیں:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

''وہ ایسے خوبصورت گورے چہرے والے ہیں کہ ان کے چہرے کے وسیلے سے بارشیں مانگی جاتیں ہیں، وہ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کی جائے پناہ ہیں۔''

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِيْ نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ

''بنو ہاشم کے ہلاکت میں پڑنے والے لوگ انہیں کی پناہ لیتے ہیں وہ ان کے پاس نعمتوں اور احسانات سے خوب بہرہ مند ہوتے ہیں۔''

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللهِ نُبْزِيْ مُحَمَّدًا
وَلَمَّا نُقَاتِلْ حَوْلَهٗ وَنُنَاضِلْ

''رب کعبہ کی قسم! اے دشمنوں تم نے جھوٹ کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے گرد جنگ کئے ہوئے اور اُن پر جانثاری کے بغیر ہی تمہارے حوالے کر دیں گے۔''

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ
وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

''اور ہم ان کو کبھی بھی تمہارے سپرد نہیں کریں گے یہاں تک

کہ ہم ان کے چارسو دفاع کرتے ہوئے بچھاڑ نہ دیئے جائیں
اور ہم ان کی حفاظت کرنے میں اپنے بیوی بچوں سے بے خبر ہو
جائیں گے۔''
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''ہاں میں یہی سننا چاہتا تھا۔''

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسین چہرے کے صدقے سے بارش وغیرہ مانگنے کے بارے ایک کنانی شخص کا قصیدہ:

(پھر) قبیلہ کنانہ کے شخص نے کھڑے ہوکر یہ اشعار پڑھے:

لَكَ الْحَمْدُ وَالْحَمْدُ مِمَّنْ شَكَرَ
سُقِيْنَا بِوَجْهِ النَّبِيِّ الْمَطَرَ

''اے ہمارے رب! سب تعریفیں تیرے لئے ہی ہیں اور ہم
شکرگزار بندوں کی جانب سے بھی سب تعریف تیرے لئے ہے
کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسین چہرے کے صدقے بارش
سے سیراب کیا گیا۔''

دَعَا اللّٰهَ خَالِقَهٗ دَعْوَةً
وَاِلَيْهِ اَشْخَصَ مِنْهُ الْبَصَرَ

''اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خالق اللہ رب العزت سے دعا
کی اور اسی کی جانب اپنی نگاہ طلب اٹھائی۔''

فَلَمْ يَكُ اِلَّا كَمَا سَاعَةٌ
وَاَسْرَعُ حَتّٰى رَأَيْنَا الدُّرَرَ

''آپ کے دعا مانگنے کے بعد صرف اک گھڑی گزری تھی بلکہ

اس سے بھی جلدی، حتیٰ کہ ہم نے موتی (یعنی بارش کے قطرے) دیکھ لئے۔"

رَفَاقُ الْعَوَالِی جَمٌّ الْبُعَاقِ
اَغَاثَ بِهِ اللهُ عَیْنَا مُضَرَ

"آپ عالی اور کریمانہ صفات کے مالک ہیں اور موسلا دھار عطا والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقے سے ہی قبیلہ مضر کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔"

وَکَانَ کَمَا قَالَهُ عَمُّهُ
اَبُوْ طَالِبٍ اَبْیَضُ ذُوْغَرَرَ

"آپ واقعی ہی ویسے ہیں جیسا کہ آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کے بارے کہا تھا، یعنی خوبصورت سفید رنگ والے اور روشن پیشانی والے۔"

فَمَنْ یَّشْکُرِ اللهَ یَلْقِ الْمَزِیْدَ
وَمَنْ یَکْفُرِ اللهَ یَلْقِ الْغِیَرَ

"تو جو کوئی (اس نعمت کبریٰ کے ملنے پر) رب تعالیٰ کا شکر کرے گا وہ مزید نعمتوں سے سرفراز ہو گا اور ان کے بارے اللہ کی ناشکری کرے گا وہ متغیر الحال ہو گا صلاح سے فساد کی طرف جائے گا۔"

(یہ اشعار سن کر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر یہ مضمون اس شاعر (ابو طالب) نے بہترین انداز میں کہا

تھا تو تو نے بھی بہت خوب کہا ہے[1]

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اس گل پاک منبت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے وسیلے سے بارش طلب کرنا:

ہمیں ابو المنصور مظفر بن عبدالملک فہدی نے خبر دی، انہیں محمد بن احمد حافظ نے خبر دی، انہیں ابوبکر احمد بن علی نے خبر دی، انہیں ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسن نے خبر دی، انہیں محمد بن عمر بن محمد بن حمید نے خبر دی انہیں یزید بن حسن بزار نے خبر دی، انہیں حسن بن صبّاح زعفرانی نے بیان کیا۔ انہیں محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ انصاری نے بیان کیا ابو القاسم کہتے ہیں ہمیں ابوبکر محمد بن احمد صفار نے خبر دی انہیں حسین بن اسمٰعیل نے خبر دی، انہیں یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا انہیں محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا، انہیں میرے چچا ثمامہ بن عبداللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول مبارک تھا کہ آپ قحط زدگی کے وقت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے اور یوں دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا اِذَا قُحِطْنَا تَوَسَّلْنَا اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا

---

[1] اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ ۴/ ۱۶۰ میں روایت کیا اور امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۶/ ۹۴ میں، امام صالحی نے ''سبل الہدیٰ والرشاد'' ۹/ ۴۴۰ میں امام بیقہی اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب کرتے ہوئے نقل کیا۔

فَتَسْتَقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَاﷺ فَاسْقِنَا۔

''اے اللہ! جب ہم قحط میں مبتلا ہوتے تھے تو ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا فرما دیتا تھا اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں ہمیں بارش سے سیراب فرما۔''

راوی فرماتے ہیں کہ:

''انہیں بارش سے سیراب کر دیا جاتا تھا۔''[1]

تاب حسن گرم سے کھل جائیں کے دل کے کنول
نو بہاریں لائیں گی گرمی کا جھلکا نور کا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اور ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ بن حسن حافظ کو منسوب سند کے ساتھ ہمیں حسین بن محمد بن خلف قطان نے اور محمد بن احمد صفار نے خبر دی، انہیں حسین بن اسمٰعیل نے انہیں، انہیں عبداللہ بن ابو سعد نے بیان کیا انہیں احمد بن یحییٰ بن جابر نے بیان کیا انہیں عباس نے انہیں ہشام نے بیان انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا آپ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ''رمادہ'' کے برس[2] حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی یوں دعا مانگی تھی! اے اللہ!

---

[1] اسے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری ۱/۳۱۸ ''باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا'' میں روایت کیا، یوں ہی باب ذکر العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۳۷۱۰ میں ذکر کیا۔

[2] قحط سالی

بے شک یہ تیرے بندے ہیں اور تیری بندیوں کے بیٹے ہیں، جو تیری بارگاہ میں امید باندھے حاضر ہوئے ہیں، تیری بارگاہ اقدس میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کہ تو ہمیں نفع بخش بارش عطا فرما جو سب بندوں کو شامل ہو اور شہروں کو زندہ کر دے، اے اللہ! بے شک ہم تیرے نبی کے چچا وسیلے سے تجھ سے بارش مانگتے ہیں اور تیری جناب میں ان کے سفید بالوں کو شفیع بناتے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں) انہیں بارش سے سیراب کر دیا گیا۔''

اسی بارے عباس بن عتبہ بن ابولہب نے کہا تھا:

بِعَمِّی سَقَی اللہُ الْحِجَازَ وَاَهْلَهٗ
عَشِیَّةَ یَسْتَسْقِی بِشِیْبَتِهٖ عُمَرُ

''اللہ تعالیٰ نے میرے چچا کے صدقے سے حجاز اور اہل حجاز کو بارش سے سیراب فرمایا جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سفید بالوں کے وسیلے سے بارش کی دعا کی تھی۔''

تَوَجَّهَ بِالْعَبَّاسِ الْجَدْبِ رَاغِبًا
اِلَیْهِ فَمَا اَنْ رَامَ حَتّٰی اَتَی الْمَطَرُ

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے وسیلے سے قحط سالی کے وقت رب کی بارگاہ میں توجہ کی تھی تو فوراً بارش برسنے لگی تھی۔''

وَمِنَّا رَسُوْلُ اللہِ فِیْنَا تُرَاثُهٗ
فَهَلْ فَوْقَ هٰذَا لِلْمُفَاخِرِ مُفْتَخِرُ

''اور رسول خدا ہمیں سے ہیں اور آپ کے علم و عرفان کی

وراثت بھی ہمیں میں ہے، بھلا اس سے بڑھ کر کسی فخر کرنے
والے کیلئے فخر کی کیا بات ہوسکتی ہے؟''

حضرت حمزہ ہاشمی رضی اللہ عنہ کا اپنی سفید داڑھی کے وسیلے سے بارش کی دعا کرنا:

یہی سند ایک اور طریق سے حافظ ابو القاسم تک پہنچتی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو احمد عبید اللہ بن احمد فرائضی کو بیان کرتے ہوئے سنا اور وہ ہمیں حمزہ بن قاسم بن عبدالعزیز ہاشمی سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے تھے لیکن یہ فرماتے تھے کہ اس واقعہ کا میں چشم دید گواہ نہیں ہوں، اور یہ واقعہ آپ کے حوالے سے مشہور ہے کہ اس دِن بہت لوگ حاضر تھے یہ سب نے دیکھا کہ آپ نے بغداد شریف میں اپنی سفید داڑھی اپنے ہاتھ میں لی اور آپ کی سفید داڑھی بہت خوبصورت تھی اور اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی اور عرض کیا:

''اے اللہ! بے شک میں اس آدمی کی اولاد سے ہوں جس کے سفید بالوں کے وسیلے سے حضرت عمر نے بارش کی دعا کی تھی تو انہیں سیراب کر دیا گیا تھا، اے اللہ میں تجھے اپنی سفید داڑھی کا واسطہ پیش کرتا ہوں، ہمیں بھی بارش عطا فرما، آپ بار بار یہ دعا کرتے اور یہ وسیلہ پیش کرتے یہاں تک کہ انہیں بارش سے سیراب کر دیا گیا۔''

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

کے توسل کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا خود اپنے وسیلے سے بارش کی دعا کرنا:

ابو القاسم حافظ تک اسی سند کے ساتھ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عمر نے، انہیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابو حاتم نے، انہیں محمد بن عزید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے سلامہ نے عقیل سے انہوں نے زید بن اسلم اور ابو اسحاق سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، انہوں نے ان دونوں کو اس نے خبر دی جس نے ابن عباس سے روایت کی اور بعض کی روایت میں دوسرے کی نسبت زیادہ الفاظ ہیں۔

اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس کو وہی مقام دیتے جو اپنے والد محترم کو دیتے، ان کی تعظیم اور عزت کیا کرتے، ان کی قسم کو پورا فرماتے، ان کی عدم موجودگی میں انہیں نہ بھولتے، سو اے لوگو! حضرت عباس کے بارے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو اور انہیں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ۔''

مصنف فرماتے ہیں:

''ہمیں ابو صالح سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جس دِن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی تھی، جب حضرت عمر پاک اپنی دعا سے فارغ ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا کی:

''اے اللہ! بے شک آسمان سے ہر بلا بندوں کے گناہوں کی

وجہ سے نازل ہوتی ہے اور وہ توبہ کے سبب ہی دور ہوتی ہے۔''

وَقَدْ تَوَجَّهَ بِيَ الْقَوْمُ اِلَيْكَ لِمَكَانِي مِنْ نَبِيِّكَ ﷺ

''اور لوگوں نے مجھ کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کیا اس قربت کے سبب سے جو تیرے نبی ﷺ کی رشتہ داری کی وجہ سے مجھے حاصل ہے۔''

اے اللہ! ہمارے لغزش آلودہ ہاتھ تیری جناب میں اٹھے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کرتے ہوئے تیرے حضور جھکی ہوئی ہیں تو ہی ایسا نگہبان ہے جو بے راہ کو چھوڑے نہیں رکھتا اور تو شکستہ دل کو ایسی جگہ نہیں چھوڑتا جو ضائع ہو جائے، اے مالک! چھوٹے بچے کمزور ہو گئے بوڑھے نحیف ہو گئے، سب تیری بارگاہ میں گڑگڑا رہے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَغِثْهُمْ بِغَيَاثِكَ قَبْلَ اَنْ يَقْنَطُوْا فَيَهْلِكُوْا فَاِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّحْمَتِكَ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ

''اے اللہ! تو اپنی مدد کے ساتھ ان کی دستگیری فرما، قبل اس کے کہ لوگ تیری رحمت سے مایوس ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں، بے شک تیری رحمت سے فقط کافر قوم ہی مایوس ہوتی ہے۔''

راوی فرماتے ہیں کہ:

''ابھی آپ کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ آسمان پر پہاڑوں کی مانند بادل موجزن ہو گئے۔''

اہل مدینہ کا روضۂ رسول ﷺ کے وسیلے سے بارش مانگنا:

ابوالجوزا روایت کرتے ہیں کہ:

اہل مدینہ سخت قحط زدگی میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ کی شکایت کی:

آپ نے فرمایا:

''تم قبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرو اور آسمان کی جانب ایک روشن دان کھول دو یہاں تک کہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ ہو، انہوں نے ایسا ہی کیا تو انہیں بارش عطا کر دی گئی حتیٰ کہ سبزا اُگ آیا اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ چربی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے، چنانچہ اس سال کا نام ''عام الفتق'' رکھ دیا گیا۔[1]

وہی رب ہے جس نے تم کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا
تجھے حمد ہے خدایا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ ابو النجا سالم بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا پیاس کی شدت کے وقت بارگاہِ رسالت میں توسل کرنا:

میں دو نے بزرگوں ابو القاسم عبدالرحمٰن بن حمزہ جزامی اور ابو عبداللہ محمد بن عینی جزولی سے یہ روایت معناً سنی نا کہ لفظاً یہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ واقعہ الشیخ عارف عتیق قَدَّسَ اللہ رُوْحَہ نے بیان کیا، آپ فرماتے ہیں کہ ہم حجاج کے ایک قافلے میں تھے کہ لوگوں کو سخت پیاس لگی اور ان کے پاس پانی بھی بہت کم رہ گیا تھا۔ سواروں کی ایک جماعت نے الشیخ ابو النجا سالم بن علی کو مل کر یہ صورت حال

---

[1] سنن دارمی ص ۵۸، حدیث نمبر ۹۳

عرض کی ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر اللہ عزوجل سے دعا کرنے لگے۔ ابوعبداللہ فرماتے ہیں:

تَشَفَّعَ اِلَی اللّٰہِ بِالنَّبِیِّ ﷺ فَاَرْسَلَ عَلَیْھِمُ الْمَطَرَ حَتّٰی عَمَّ الرَّکْبَ بِاَجْمَعِھِمْ

''انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا تو رب تعالیٰ نے ان پر بارش برسا دی، یہاں تک کہ سارا قافلہ سیراب ہو گیا۔''

امام ابوالعباس احمد بن علی بن رفعہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا روانیٔ دریا کیلئے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنا:

۶۵۳ھ میں مسریٰ (قبطیوں کی زبان میں ایک مہینے کا نام) کے مہینے میں دریائے نیل میں پانی کا اضافہ رک گیا۔ اس وجہ سے لوگ چیخ اٹھے، اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیادہ مہنگائی میں بھی مبتلا تھے۔

فقیہہ مقری ابوالعباس احمد بن علی بن رفعہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں ماہ جمادی الآخر کی ۲۴ تاریخ کو جمعۃ المبارک کی رات بمطابق شہر قسریٰ کی ۶ تاریخ، میں سویا، جو بہت غمناک رات تھی میں نے (سونے سے قبل) دو رکعت نماز پڑھی جس کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ یہ آیت مبارکہ ''سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ آخر سورت تک پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ آیت طیبہ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ آخر سورت تک پڑھی۔

وَاسْتَغَثْتُ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَنِمْتُ

''اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کی اور سو گیا۔''

تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ!

''تیری فریاد سن لی گئی ہے اور تین دِن کے بعد دریائے نیل کے بارے دنیا کی پریشانی دور کر دی جائے گی۔''

مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ خطیب مصر ابو المجد تمیمی ان خوابوں کا علم رکھتے ہیں، میں نے ان سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ فقیہہ ابو العباس احمد بن رفعہ جن کا پہلے ذکر ہوا، نے مجھے جمعہ کی صبح خواب میں مجھے یہی خبر دی تھی یہ وہی جمعہ کا دِن ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔

شیخ ابو المجد (خطیب مصر) مذکور فرماتے ہیں کہ تین دِن کے بعد دریائے نیل میں اس دِن پانچ انگلیوں کی مقدار پانی میں اضافہ ہوا پھر مسلسل اس میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ اس برس ایک انگلی سے لے کر انیس (۱۹) ہاتھ تک اس کے پانی میں اضافہ ہوا تھا۔

وَذٰلِكَ بِبَرَكَةِ الْاِسْتَغَاثَةِ بِالنَّبِيِّ ﷺ

''یہ برکت تھی نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے کی۔''

نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اَغِثْنِیْ
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۵:

ان فوجی جماعتوں اور دستوں کے بارے جنہوں نے بھوک میں مبتلا ہونے کی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس میں استغاثہ کیا

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بھوک کے سبب ابوسفیان کا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرنا:

ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی نے خبر دی، انہیں مبارک بن علی نے خبر دی، انہیں ابو الحسن عبید اللہ بن احمد نے خبر دی، انہیں میرے دادا ابو بکر احمد بن حسین نے خبر دی، انہیں ابوجعفر کامل بن احمد بن محمد مستملی نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسین بلخی نے ہمارے پاس ہراۃ میں آ کر خبر دی۔ انہیں محمد بن علی نجار نے صنعاء میں بیان کیا ،وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبدالرزاق نے معمر سے وہ ایوب سختیانی سے وہ عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، آپ فرماتے ہیں کہ:

> ''ابوسفیان بن حرب نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر بھوک کے سبب فریاد کی۔ کیونکہ انہیں کھانے کیلئے کوئی چیز میسر نہ تھی، حتیٰ کہ وہ خون کے ساتھ علہز ملا کے کھا گئے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل فرما دی:
>
> وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ﴿۷۶﴾ (المومنون:۷۶)
>
> ترجمہ کنز الایمان: ''اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑ گڑاتے ہیں۔''

راوی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تو ان سے یہ مصیبت دور ہوگئی۔[1]

بھوک کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ

---

[1] دلائل النبوۃ ۴/۸۱ طوالت کے ساتھ ہے صحیح مسلم ۱/۵۶ حدیث نمبر ۴۵

میں فریاد کرنا:

ہمیں عبدالرحمٰن بن علی نے خبر دی انہیں دو بزرگوں ابو طاہر احمد بن محمد اور ابو العلاء محمد بن جعفر بن عقیل بصری نے اجازۃً خبر دی، انہیں ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین سراج اور ابو منصور محمد بن محمد علی خیاط نے اجازۃ خبر دی، انہیں ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد بن عثمان بن شاہین نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن محمد بن صاعد نے بیان کیا انہیں محمد بن زنبور مکی نے بیان کیا انہیں عبدالعزیز بن ابو حازم نے سہیل یعنی ابن ابو صالح سے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، آپ فرماتے ہیں کہ:

> ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس ایک غزوہ میں شریک تھے، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھوک میں مبتلا ہوئے اور زاد راہ بھی ختم ہو گیا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا، اور آپ سے اپنی کچھ سواریاں (اونٹ) ذبح کرنے کی اجازت چاہی، تو آپ نے انہیں اجازت دے دی، واپس آتے ہوئے وہ حضرت عمر فاروق کے پاس سے گزرے آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟
>
> انہوں نے عرض کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لینے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا تو کیا آپ نے اجازت دے دی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں اور تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میرے ساتھ واپس سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چلو۔ چنانچہ

وہ آپ کے ساتھ واپس چل دیئے۔

حضرت عمر پاک رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ نے انہیں اپنی سواریاں ذبح کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ سواری کس پر کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

پھر میں کیا کروں؟ (ظاہری طور پر) میرے پاس کچھ نہیں جو انہیں دے دوں حضرت عمر نے عرض کی:

حضور! بلکہ آپ انہیں یہ حکم دیں کہ جس کسی کے پاس کچھ باقی ماندہ زادِ راہ ہو وہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرے، آپ اسے کسی چیز میں جمع فرما کر اس میں برکت کی دعا فرما دیں پھر ان میں تقسیم فرما دیں آپ نے ایسا ہی کیا، آپ نے انہیں بلا کر ان سے بچا ہوا زاد راہ منگوایا ان میں سے کوئی تھوڑا لے کر آیا کوئی زیادہ، انہوں نے وہ سب کسی چیز میں جمع کر دیا، پھر رب تعالیٰ نے جیسے چاہا آپ نے اس پر دعا فرمائی پھر ان میں تقسیم فرما دیا۔

فَمَا بَقِيَ مِنَ الْقَوْمِ اَحَدٌ اِلَّا مَلَأَ مَا كَانَ مَعَهُ مِنْ وِعَاءٍ وَفَضُلَ فَضْلٌ

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس کے پاس جو بھی برتن تھا سب نے وہ بھر لئے، پھر بھی کھانا بچ گیا۔"

مالک کونین ہیں گو کچھ پاس رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس وقت آپ نے کہا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ، وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ (میں) محمد اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ جو قیامت کو اس گواہی کے ساتھ آئے گا درانحالیکہ اس میں شک کرنے والا نہ ہو تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل کرے گا۔[1]

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھوک کی شکایت کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمندر کی مچھلی کا ملنا:

اور صحیح مسلم[2] میں حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ: لوگوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

عَسٰی اللّٰہُ اَنْ یُّطْعِمَکُمْ

''عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا کھلائے گا۔''

پھر ہم سمندر کے کنارے پر آئے تو سمندر خوب چڑھا ہوا تھا، اس نے کنارے پر ایک جانور (مچھلی) پھینک دی، ہم نے اس کنارے آگ جلائی اسے پکایا، بھونا اور سیر ہو کر کھایا۔ (الحدیث)

بنوسہم کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بھوک کی وجہ سے فریاد کرنا:

ہمیں عبدالرحمٰن بن علی نے خبر دی، انہیں مبارک بن علی بغدادی نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن محمد نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں میرے دادا احمد بن حسین

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۱۲۱،

[2] کتاب الزہد حدیث نمبر ۳۰۱۴

نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی، انہیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہیں احمد بن عبدالجبار نے بیان کیا انہیں یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے انہوں نے قبیلہ اسلم کے کچھ افراد سے روایت کیا کہ خیبر میں بنوسہم کے بعض وہ افراد جو مسلمان ہو چکے تھے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا

اے رسول خدا! ہم مشقت میں پڑ گئے ہیں، ہمارے پاس کھانے کیلئے بھی کچھ نہیں۔

(راوی کہتے ہیں) ظاہری طور پر وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی ایسی کوئی چیز نہیں پاتے تھے جو آپ انہیں دے دیتے۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَلِمْتَ حَالَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيْسَتْ لَهُمْ قُوَّةٌ وَلَيْسَ بِيَدِيْ مَا اُعْطِيْهِمْ اِيَّاهُ فَافْتَحْ عَلَيْهِمْ اَعْظَمَ حِصْنٍ بِهَا غِنًى اَكْثَرُ طَعَامًا وَوَدَكًا

''اے مولا: تو ان کی حالت کو بخوبی جانتا ہے کہ ان کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے اور نہ ہی بظاہر کچھ میرے پاس ہے جو انہیں عطا کر دوں۔ تو ان کیلئے ایسا بڑا قلعہ فتح فرما دے جو انہیں مالا مال کر دے، جس سے انہیں بہت زیادہ گوشت اور چربی میسر آئے۔''

لوگ جب اگلی صبح گئے تو رب تعالیٰ نے ان کے لئے قلعہ صعب بن معاذ فتح فرما دیا جو خیبر میں سب سے زیادہ کھانے، گوشت اور چربی والا تھا، یہ حدیث

بہت طویل ہے۔[1]

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

سید ابومحمد عبدالسلام بن عبدالرحمٰن حسنی کا بھوک کی وجہ سے بارگاہِ بیکساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنا:

میں نے سید ابو محمد عبدالسلام بن عبدالرحمٰن حسنی سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ

میں مدینہ پاک میں تھا، تین دِن سے کچھ نہ کھایا، پھر میں ممبر نبوی کے پاس حاضر ہوا۔ دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں نے عرض کیا

اے میرے نانا جان! مجھے بھوک لگی ہے اور میں آپ کی بارگاہ میں ثرید (شوربا ملی روٹی) کی تمنا کرتا ہوں، پھر مجھ پہ نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا، میں سویا ہی تھا کہ ایک شخص نے مجھے جگا دیا، میں بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس میں ثرید تھا۔ جو گھی، گوشت اور روٹیوں سے تیار کردہ تھا۔

اس نے مجھے کہا: یہ کھا لیجئے، میں نے کہا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا میرے چھوٹے چھوٹے بچے تین دِن سے اس کھانے کا تقاضا کر رہے تھے، تو آج کچھ پیسے ہاتھ لگے میں نے یہ تیار کیا پھر سو گیا، تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی آپ نے مجھے فرمایا:

اِنَّ اَحَدَ اِخْوَانِكَ تَمَنّٰى هٰذَا الطَّعَامَ فَاَطْعِمْهُ مِنْهُ

''تیرا ایک بھائی اس کھانے کی تمنا رکھتا ہے اس میں سے اسے بھی کھلاؤ۔

---

[1] دلائل النبوۃ ۴ / ۲۲۳

مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے
چاندی ہر طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سید مکثر قاسمی کا بھوک کی وجہ سے مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بار گاہ میں استغاثہ کرنا:

میں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالامان رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ''محراب فاطمہ رضی اللہ عنہا'' کے پیچھے تھا، اور سید مکثر قاسمی بھی محراب مذکور کے پیچھے سوئے ہوئے تھے، وہ بیدار ہوئے، اور حاضر بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے اور عاجزانہ سلام پیش کیا، پھر ہمارے طرف مسکراتے ہوئے پلٹے۔

شمس الدین صواب خادم روضہ مقدسہ نے ان سے پوچھا، آپ مسکرا کیوں رہے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ:

میں فاقے میں مبتلا تھا تو میں اپنے گھر سے نکلا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر والی جگہ آیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی، میں نے عرض کی:

> ''حضور! مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میں سو گیا، میں نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ نے مجھے ایک دودھ کا پیالہ عطا فرمایا میں نے وہ پی لیا، یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور وہ دودھ یہ ہے، پھر آپ نے وہ دودھ اپنے منہ سے نکال کر اپنے ہاتھ میں ڈال دیا۔ ہم اس بات کے چشم دید گواہ ہیں۔

کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شئ
جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بھوک کی شدت کی وجہ سے شیخ صالح عبدالقادر تنیسی کا بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنا:

میں نے عبداللہ بن حسن دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''دمیاط'' کی سرحد کے پاس شیخ صالح عبدالقادر تنیسی نے مجھے یہ واقعہ بیان کیا۔

فرماتے ہیں کہ میں طریق فقر پر چل رہا تھا کہ میں شہر نبوی میں داخل ہوا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کیا اور بھوک کی وجہ سے مبتلا اپنی تکلیف کی شکایت کی، میں نے آپ کے حضور گندم کی روٹی، گوشت اور کھجور کی خواہش کا اظہار کیا، روضۂ مقدسہ کی زیارت کے بعد میں آگے بڑھ گیا، ادھر نماز پڑھ کے ادھر ہی سو گیا۔

اچانک ایک شخص نے مجھے نیند سے جگایا، میں بیدار ہوا اور اس کے ساتھ چل دیا، وہ نوجوان بہت زیادہ خوبصورت اور خوب سیرت تھا۔ اس نے مجھے ثرید کا پیالہ پیش کیا، جس پر بکری کا گوشت تہہ در تہہ صیحانی کھجوریں اور بہت سی روٹیاں بھی تھیں، جن میں جو کی روٹیاں تھیں، میں نے جی بھر کے کھا لیا تو اس نے میرے تھیلے میں مزید گوشت، روٹیاں اور کھجوریں ڈال دیں وہ نوجوان کہنے لگا کہ

میں چاشت کی نماز کے بعد سویا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں تیرے لئے یہ سب کروں اور آپ نے تیری طرف میری رہنمائی بھی فرمائی اور روضۂ مقدسہ میں تیری جگہ بھی بتائی۔

اور مجھے تیرے بارے فرمایا تھا کہ تو نے آپ سے ان چیزوں کی خواہش کی تھی۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک صالح اور ثقہ آدمی کا محبوب رب عرش صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مدد مانگنا:

میں نے اپنے دوست علی بن ابراہیم بن سوار بوصیری سے سنا: وہ کہتے ہیں کہ جس نے عبدالسلام بن ابو القاسم صقیلی سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر آدمی سے سنا جس کا مجھے نام بھول گیا ہے اس نے بتایا کہ

میں شہر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا اور میرے پاس کوئی چیز کھانے کو نہ تھی، جس کی وجہ سے میں کمزور ہونا شروع ہو گیا تو میں حجرۂ مقدسہ (یعنی روضہ انور) کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:

یَاسَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اَنَا رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ مِصْرَ وَلِیْ خَمْسَۃُ اَشْھُرٍ فِیْ جَوَارِكَ وَقَدْ ضَعُفْتُ

''اے اولین و آخرین کے سردار! میں اہل مصر سے (آپ کا ایک ادنیٰ سا) غلام ہوں، پانچ ماہ سے آپ کی ہمسائیگی میں ہوں، اور (اب بھوک کی وجہ سے) کمزور ہو گیا ہوں۔''

میں نے عرض کیا:

اَسْئَلُ اللہَ وَاَسْئَلُكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَنْ تُسَخِّرَ لِیْ مَنْ یُّشْبِعُنِیْ اَوْ یُخْرِجُنِیْ

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ سے

درخواست کرتا ہوں کہ آپ کسی شخص کو مقرر فرما دیں تا کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا میرے یہاں سے نکلنے (یعنی میرے واپس جانے کا) انتظام کر دے:

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دِن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پھر میں نے روضۂ انور کے پاس کچھ اور دعائیں کیں اور ممبر کے پاس جا کے بیٹھ گیا۔

اچانک ایک شخص روضہ انور کے پاس حاضر ہوا اور کھڑا ہو کے کچھ گفتگو کرتا رہا جو یہ کہہ رہا تھا۔

اے میرے جد امجد اے میرے جد امجد!

پھر وہ میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے کہا، کھڑے ہو جایئے میں اٹھا اور اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ مجھے لے کر بابِ جبریل سے جنت البقیع کی جانب چلا گیا اور اس سے بھی آگے چلا گیا، آگے ایک نصب کیا ہوا خیمہ نظر آیا جس میں ایک لونڈی اور ایک غلام تھا، اس نے انہیں کہا اٹھ جاؤ اور اپنے مہمان کیلئے شام کا کھانا تیار کرو۔ وہ غلام اٹھا اس نے لکڑیاں جمع کی اور آگ جلا دی اور اس باندی نے آٹا پیس کر بھوبل پر روٹی پکا دی۔ اس نے مجھے باتوں میں مصروف رکھا۔ اتنی دیر میں وہ باندی بھوبھل پہ پکی ہوئی روٹی لائی۔ جس کے اس نے دو حصے کئے، پھر وہ باندی گھی والا برتن لے آئی اور وہ گھی روٹی پر انڈیل دیا، پھر وہ صیحانی کھجوریں بھی لائی، جنہیں ملا کر اسے بہت اچھا کھانا تیار کر دیا۔ اس شخص نے کہا:

کھایئے! میں نے اس سے کچھ کھا کر واپس کر دیا اس نے کہا اور کھایئے میں نے کچھ اور کھایا اس نے پھر کہا اور کھایئے میں نے کہا میرے سردار! میں نے کئی مہینوں سے گندم کا دانہ تک نہیں کھایا اب اور نہیں کھاؤں گا۔

جو آدھا حصہ الگ تھا وہ اور جو مجھ سے بچا تھا وہ بھی اور دو صاع (ماپنے کا ایک پیمانہ) کھجوریں ایک توشہ دان منگوا کر اس میں ڈال دیں۔ پھر مجھ سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا فلاں، راوی کو اس شخص کے نام بارے شک ہے۔ پھر اس نے مجھ سے کہا:

میں تجھے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آئندہ میرے جد امجد کی بارگاہ ایسی شکائیت نہ کرنا، کیونکہ آپ پہ یہ بات بہت گراں گزرتی ہے آج کے بعد تجھے جب بھی بھوک لگے گی تیرا رزق تیرے پاس پہنچ جایا کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیری واپسی کا بھی کوئی انتظام فرما دے گا۔

اس نے اپنے غلام کو کہا کہ اسے لے جاؤ اور میرے جدا امجد کے روضہ منورہ کے پاس چھوڑ آؤ، پس میں اس غلام کے جنت البقیع کی جانب چل دیا، میں نے اسے کہا آپ واپس چلے جائیں میں خود ہی پہنچ جاؤں گا وہ غلام مجھے کہنے لگا۔

اللہ الاحد! جناب میں آپ سے الگ نہیں ہوسکتا جب تک کہ آپ کو حجرہ انور تک نہ پہچا دوں، ورنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی خبر میرے آقا کو دے دیں گے۔ وہ غلام مجھ کو روضہ شریفہ تک پہنچا کر واپس چلا گیا، اس شخص نے جو کھانا مجھ کو دیا تھا میں وہ چار دِن تک کھاتا رہا۔ پھر جب مجھے بھوک محسوس ہوئی تو وہی غلام میرا کھانا لے آتا، میرا اسی طرح گزارا ہوتا رہا۔ جب بھی مجھے بھوک لگتی وہ مجھے کھانا دے جاتا۔ حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے ایک جماعت کو میرے لئے سبب بنا دیا۔ جس کے ساتھ میں ''ینبع'' کی طرف واپس چل دیا۔

وَذٰلِكَ بِبَرَكَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

''یہ سب کرم اور برکت ہے میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔''

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو ''آہ'' کرے دل سے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اسی طرح کے واقعات کا اتفاق اس امت کے سلف صالحین، ائمہ محدثین صوفیہ اور علماء ربانیین کو بھی ہو چکا ہے۔

امام ابوبکر بن مقری، امام طبرانی اور امام ابو الشیخ محدثین کرام کا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنا:

امام ابوبکر بن مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور طبرانی اور ابو الشیخ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے، ہم ایسی حالت میں تھے کہ بھوک نے ہمیں نڈھال کر رکھا تھا اور اس دِن افطاری کے وقت بھی کھانے کو کچھ نہ میسر آیا۔ جب عشاء کا وقت ہوا تو:

حَضَرْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْجُوْعَ وَانْصَرَفْتُ۔

''میں روضۂ مقدسہ پہ حاضر ہو کر عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوک نے بہت ستار رکھا ہے۔'' (یہ عرض کر کے) واپس ہو گیا۔

ابوبکر کہتے ہیں میں اور ابو الشیخ سو گئے اور طبرانی کسی چیز کو دیکھ رہے تھے (مطالعہ کر رہے تھے) تو ایک علوی نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے) دروازے پہ آ کے دستک دی، ہم نے دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ دو غلام تھے جن

میں ہر ایک کے پاس ٹوکرا تھا جس میں کھانے کا بہت سارا سامان تھا (انہوں نے وہ ہمیں دے دیا) ہم بیٹھ گئے اور کھانے لگے۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ جو بچ گیا وہ یہ غلام لے جائے گا لیکن وہ باقی ماندہ بھی ہمارے پاس چھوڑ گیا۔

جب ہم کھانا کھا کے فارغ ہوئے تو اس علوی نے ہم کو کہا: کیا تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی تھی؟

میں نے خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو مجھے آپ نے حکم فرمایا کہ میں تم تک کھانے کی کوئی چیز پہنچاؤں۔[1]

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بھوک کی وجہ سے امام ابن جلاء کا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنا:

ابن جلا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میں شہر نبوی میں داخل ہوا درانحالیکہ مجھے بھوک نے ستا رکھا تھا میں نے روضۂ اقدس پہ حاضر ہو کے عرض کی:

حضور! میں آپ کا مہمان ہوں۔

(بعد ازاں) مجھے نیند آ گئی، سوتے ہوئے مجھے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے ایک روٹی عطا کی، جس کا آدھا حصہ میں نے کھا لیا، جب

---

[1] اس واقعہ کو امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۱۶/۴۰۰ میں اور تاج الدین سبکی نے ''طبقات شافعیہ کبریٰ ۲/۲۵۱ میں نقل فرمایا ہے۔

میں بیدار ہوا تو اس کا دوسرا آدھا حصہ میرے ہاتھ میں تھا۔[1]

ان کے در پر بیٹھئے بن کر فقیر
بے نواؤ فکر ثروت کیجئے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بھوک کی وجہ سے امام ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہِ بے کس نواز میں فریاد کرنا:

امام ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوا درانحالیکہ فاقے میں مبتلا تھا، میں پانچ دِن تک وہاں بغیر کوئی چیز چکھے رہا، پھر میں قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام عرض کیا اور حضرت صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں سلام پیش کیا پھر میں نے عرض کی:

اَنَا ضَیْفُكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں آپ کا مہمان ہوں۔''

پھر میں ایک طرف ہٹ کر ممبر کے پیچھے سو گیا۔

میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی اس حال میں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور حضرت علی رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے ہیں۔

آپ نے مجھ کو حرکت دی اور فرمایا کہ:

کھڑے ہو جاؤ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں۔

کہتے ہیں:

---

[1] ابن جوزی نے یہ واقعہ ''الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۲/۲۰۸ میں ذکر فرمایا ہے۔

میں اٹھ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کی پیشانی مبارک کو چوما، آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی، جس سے میں نے آدھی کھائی تھی، جب بیدار ہوا تو کیا دیکھا کہ دوسری آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔[1]

مانگ لے منگتا کہ منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کہ کیا ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابن ابی زرعہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا بارگاہِ دستگیر غلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھوک کی وجہ سے فریاد کرنا:

امام ابن ابی زرعہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ (یہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن محمد ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد اور ابو عبدالرحمٰن بن خفیف کے ساتھ مکہ مکرمہ کا سفر کیا، ہمیں سخت فاقہ پہنچا۔ ہم (سفر کرتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں داخل ہوئے اور خالی پیٹ ہی رات گزاری، میں ابھی نابالغ تھا، میں نے کئی بار اپنے والد کے پاس آ کر کہا کہ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ پس میرے والد روضہ انور پہ حاضر ہوئے اور عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللهِ اَنَا ضَيْفُكَ اللَّيْلَةَ

''یا رسول اللہ! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔''

(یہ عرضی پیش کر کے) مراقبے میں بیٹھ گئے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو کبھی ہنستے اور کبھی رو دیتے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ:

مجھے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔ آپ نے میرے ہاتھ میں کچھ

---

[1] اس واقعہ کو امام ابو عبدالرحمٰن نے سلمی نے ''طبقات صوفیہ'' ص ۳۰۷ پر نقل فرمایا ہے۔

درہم رکھے ہیں۔ جب آپ نے اپنا ہاتھ کھولا تو وہ درہم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسی برکت ڈالی کہ ہم واپس شیراز آ گئے اور ان سے خرچ کرتے رہے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

امام احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہِ جود وعطا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنا:

امام احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
''میں تین مہینے تک جنگلات میں سلوک کی منازل طے کرتا رہا۔ جس کی وجہ سے میرے جسم کی کھال اُتر گئی، اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا، بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر آپ کو سلام عقیدت پیش کیا اور آپ کے دونوں صحابہ صدیق وعمر رضی اللہ عنہما کو سلام عرض کیا۔ پھر سو گیا۔''
تو میں نے خواب میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے مجھے فرمایا اے احمد! آ گئے ہو؟
میں نے عرض کی: جی حضور!

پھر میں نے عرض کیا:

اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا فِیْ ضِیَافَتِكَ

''یارسول اللہ! میں بھوکا ہوں اور میں آپ کی مہمان نوازی میں ہوں۔''

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے ہاتھ کھولو۔''

میں نے کھولے تو آپ نے دراہم سے بھر دیئے۔ میں بیدار ہوا تو میرے دونوں ہاتھ دراہم سے بھرے ہوئے تھے۔ میں اٹھا اور اپنے لئے سفید آٹے کی بنی ہوئی روٹی خریدی اور فالوزج (ایک قسم کا حلوہ جو میدہ اور شہد اور پانی سے تیار کیا جاتا ہے) خریدا، وہ اسی وقت کھایا اور دوبارہ جنگلات میں واپس چلا گیا۔

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ابو اسحاق ابراہیم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی فقراء کا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بھوک کے سبب فریاد کرنا:

میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا، میرے ساتھ دیگر تین فقراء بھی تھے، ہمیں سخت بھوک لگی، پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَيْسَ لَنَا شَيْئٌ وَيَكْفِيْنَا ثَلَاثَةُ اَمْدَادٍ مِنْ اَيِّ شَيْئٍ كَانَ

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارے لئے کسی بھی چیز کے تین مُد (ایک پیمانہ جس کی مقدار

اہل عراق کے نزدیک دو رطل اور اہل حجاز کے نزدیک ایک اور
تہائی رطل اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے یعنی ۴۰ تولہ،
فیضی) کافی ہیں
(بعد ازیں) مجھے ایک شخص ملا جس نے مجھے بہترین کھجوروں کے تین مُد
دے دیئے۔

اللہ کی سلطنت کا دولہا
نقش تمثال مصطفائی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محبوب و محب کی مِلک ہے اک
کونین ہیں مال مصطفائی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر٦:

ان لوگوں کے بارے میں جنھوں نے سخت پیاس کے وقت مالک کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کی، اور غزوۂ تبوک اور حدیبیہ میں اسلامی لشکروں کا آپ کی پناہ لینا، جس وقت کہ بھوک اور پیاس کی شدت نے ان کے گلے گھونٹ رکھے تھے

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھونک کی برکت سے تھکی ہوئی لاچار سواریوں کا قوت زدہ ہو کر تیز بھاگنا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح احادیث میں مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کی سواریوں کو پھونک ماری جو تھک کر چلنے سے عاجز ہو چکی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے اتر کر انہیں پیدل چلا رہے تھے (پھر آپ کی پھونک کی برکت سے) وہ اس قدر تیز رفتاری سے چلنے لگیں کہ سواروں سے اپنی نکیلیں چھڑانے لگیں۔

اس حدیث کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ:

> ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے، سواریاں بہت زیادہ تھک گئیں، اس بات کی شکایت صحابہ کرم رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت میں کی۔''

راوی کہتے ہیں کہ:

آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی سواریوں کو پیدل چلتے ہوئے ہانکے لئے جا رہے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ ایک تنگ جگہ سے گزر رہے ہیں آپ وہاں ٹھہر گئے، جس کی سواری بھی گزرتی آپ اس میں پھونک مارتے اور یہ دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِحْمَلْ عَلَیْھَا فِیْ سَبِیْلِكَ فَاِنَّكَ تَحْمِلُ عَلَی الْقَوِیِّ وَالضَّعِیْفِ وَالرَّطْبِ وَالْیَابِسِ فِی الْبَحْرِ وَالْبَرِّ

''اے اللہ! تو اپنے رستے میں نکلنے والے ان افراد کو ان پر سوار فرما، کیونکہ تو ہی سوار کرتا ہے قوی پر ضعیف پر اور خشک پر سمندر میں اور خشکی میں۔''

وہ سواریاں تیز رفتاری سے مسلسل یوں چلیں کہ ہم مدینے پاک پہنچ گئے درانحالیکہ وہ ہم سے اپنی نکیلیں چھڑا رہی تھیں۔[1]

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنائیت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حدیبیہ میں صحابہ کا پیاس کی وجہ سے آپ کی بارگاہ میں فریاد کرنا اور آپ کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کے چشموں کا جاری ہونا

ہمیں ابو العالی عبدالرحمٰن بن علی نے خبر دی انہیں مبارک بن علی نے انہیں ابو الحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں میرے دادا ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے خبر دی، انہیں ابو الحسن علی بن محمد علی مقری نے انہیں حسن بن محمد بن اسحاق نے خبر دی، انہیں یوسف بن یعقوب قاضی نے بیان کیا، انہیں سلیمان بن حرب نے انہیں شعبہ نے بیان کیا، وہ عمرو بن مرہ اور حصین سے وہ سالم بن ابو الجعد سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہمیں سخت پیاس لاحق ہوئی تو ہم نے بارگاہ ذوالکوثر میں اس کی شکائیت کی۔''

---

[1] معجم کبیر ۱۸/۳۰۰، حدیث نمبر ۷۷۱، بزار کہتے ہیں میرے نزدیک اس کی سند بہترین ہے، مختصر زوائد البزار للعسقلانی ۲/۵۰

راوی فرماتے ہیں کہ

آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سامنے رکھے ہوئے پانی کے ایک برتن میں رکھ دیا۔''

فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَأَنَّهُ الْعُيُوْنُ

''پس آپ کی انگلیوں سے یوں پانی نکلنے لگا جیسے چشمے پھوٹ پڑے ہوں، صاحب کوثر نے فرمایا:

بسم اللہ پڑھ کر لینا شروع کرو۔

فَشَرِبْنَا فَوَسِعْنَا وَ كَفَانَا وَلَوْ كُنَّا مِئَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا

''ہم نے سیر ہو کر پیا وہ اتنا زیادہ تھا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں کفایت کر جاتا۔''

سالم فرماتے ہیں

میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

آپ لوگ تھے کتنے؟

آپ نے فرمایا پندرہ سو۔[1]

امام بیہقی نے اسی طرح اس حدیث کو اپنی دلائل میں روایت کیا سب لوگوں نے آرام سے سیراب ہو کر پیا۔ (الحدیث)

غزوۂ تبوک میں مجاہدین اسلام کا آپ کی بارگاہ ناز میں شکایت کرنا اور آپ علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کا جاری ہونا:

ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی نے خبر دی انہیں در بزرگوں ابو طاہر احمد بن محمد اور ابو العلاء محمد بن جعفر بن عقیلی نے خبر دی، انہیں ابو محمد جعفر بن احمد بن

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۱۱

حسین اور ابو منصور محمد بن احمد بن علی نے اجازت دی، انہیں ابو القاسم عبید اللہ بن عمر احمد بن عثمان بن شاہین نے خبر دی، وہ کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ حسین بن علی خلیل فارسی نے مجھے ایک کتاب دی جس میں یہ حدیث عبداللہ بن عمر کوفی سے مروی ہے، انہیں حسین بن سلیمان نے وہ عبدالملک بن عمیر سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میں غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، مسلمانوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے چوپائے اور اونٹ پیاسے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کسی کے پاس کچھ بچا ہوا پانی ہے؟

تو ایک شخص اک مشکیزے میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا:

کوئی پیالہ لے کر آؤ۔

وہ پانی اس پیالے میں ڈال دیا گیا۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک اس پانی میں رکھ دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے دیکھا آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل پڑے۔

فرماتے ہیں:

ہم نے اپنے سب چوپائیوں اور اونٹوں کو پلایا اور جمع بھی کر لیا۔

نبی دستگیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

کیا اتنا پانی تمہیں کافی ہے؟

ہم نے عرض کیا:

جی: اے اللہ کے نبی ہمیں کافی ہے۔

پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو پانی آنا بھی رک گیا۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں موج نور کرم

اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

امام مسلم نے اپنی صحیح [1] میں حضرت ابوقتادہ کی طویل حدیث ذکر فرمائی جس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

اے قتادہ! تم اپنے وضو والے برتن کو سنبھال کر رکھنا۔ حضرت ابوقتادہ بیان کرتے ہیں کہ:

لوگ سرکار کی بارگاہ میں اس وقت پہنچے جب سورج بلند ہو چکا اور ہر چیز گرم ہو چکی تھی، وہ عرض گزار ہوئے:

یا رسول اللہ! ہم پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

آپ نے فرمایا:

(اے میرے غلامو) تم ہلاک نہیں ہو گے۔

آپ نے فرمایا:

تم میرا پیالہ لے کر آؤ۔

راوی کہتے ہیں:

---

[1] مسلم کتاب المساجد حدیث نمبر ۳۱۱

آپ نے اپنا وضو والا برتن منگوایا اور اس میں پانی انڈیلنا شروع فرمایا حضرت ابو قتادہ لوگوں کو پلا رہے تھے، لوگوں نے جب دیکھا کہ پانی فقط ایک برتن میں ہے تو وہ ایک دم اس پہ ٹوٹ پڑے۔

آپ نے فرمایا:

اطمینان کے ساتھ پیو تم سب سیراب ہو جاؤ گے۔

فرماتے ہیں:

پھر سب لوگ پر سکون ہو گئے (ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی ڈالتے رہے اور میں لوگوں کو بلاتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور پینے والا نہ بچا۔ آپ نے پھر پانی ڈالا اور مجھے فرمایا:

پی لو

میں نے عرض کی: اے رسول خدا جب تک آپ نہیں پیئیں گے میں نہیں پیئوں گا۔

آپ نے فرمایا:

قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے پس میں نے پیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نوش فرمایا۔

انگلیاں وہ پائیں پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پہ آتی ہے غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ فرماتے ہیں:

سب لوگوں نے آرام سے سیراب ہو کر پیا۔ (الحدیث)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پیاس کی وجہ سے شاہِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں

فریاد کرنا اور آپ کی برکت سے دو مشکیزوں کا پانی بہت زیادہ ہو جانا:

اسی کی مثل حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ:

جس وقت صحابہ کرام کو پیاس لاحق ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ ذی الکوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں بتایا کہ فلاں جگہ ایک عورت کو پائیں گے اس کے پاس ایک اونٹ ہے جس پر دو مشکیزے رکھے ہوئے ہیں۔

یہ دونوں گئے تو انہوں نے اس عورت کو ادھر ہی پایا، اس کو لے کر وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ پھر آپ نے اس کے مشکیزوں میں اور اس پر جو آپ نے چاہا پڑھا۔ پھر دوبارہ وہ پانی ان مشکیزوں میں انڈیل دیا گیا، پھر آپ نے ان کے منہ بند کر دیئے اور لوگوں کو حکم دیا کہ پانی بھر لو، تو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے مشکیزے بھر لئے حتیٰ کہ ان کے پاس جو جو برتن تھے سب بھر لئے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ بھر گئے ہوں پھر آپ کے حکم سے بچا ہوا زادِ راہ جمع کر کے اس عورت کا کپڑا بھر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا:

چلی جاؤ:

فَإِنَّا لَمْ نَأْخُذْ مِنْ مَائِكِ شَيْئًا

''ہم نے تیرے پانی سے کچھ نہیں لیا۔''

اللہ کی قسم! ہم نے تمہارے پانی میں کچھ کمی نہیں کہ بلکہ ہمیں تو اللہ

عزوجل نے پلایا ہے۔[1]

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو اپنی دلائل میں روایت کیا ہے۔[2]

اور ان کے شیخ ابن بشران اور دعلج ثقہ ہیں اور ابن خزیمہ تو ائمہ حدیث میں سے ایک ہیں، اور یونس سے امام مسلم اپنی صحیح میں استدلال کرتے ہیں اور ابن وہب، عمرو بن حارث سعید بن ابو ہلال اور نافع بن جبیر سے امام بخاری اور مسلم دونوں احتجاج کرتے ہیں اور عتبہ میں کچھ بات ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے غار ثور میں جنتی نہر کا جاری ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سخت پیاس لگی، انہوں نے صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی:

اَنَا فِی عَطَشٍ وَسَخَاكَ اَتَمّ ''اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم

برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

شاہِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذْهَبْ صَدْرَ الْغَارِ فَاشْرِبْ

''غار کے اگلے حصہ پہ جاکے پانی پی لو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غار کے اگلے حصے کی طرف

---

[1] اسے امام بخاری نے اپنی صحیح باب الصعید الطیب حدیث نمبر ۳۳۴ میں نقل فرمایا اور مسلم نے کتاب المساجد حدیث نمبر ۳۱۲ کے تحت ذکر فرمایا

[2] دلائل النبوۃ ۵ / ۲۳۱، حافظ ہیثمی مجمع الزوائد ۶ / ۱۹۵ میں فرماتے ہیں کہ اسے بزار اور طبرانی نے اوسطً میں روایت کیا ہے، اور بزار کے رواۃ ثقہ ہیں۔

گیا، وہاں جا کے ایسا پانی پیا جو شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر جب آپ کی بارگاہ میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا پی لیا ہے؟

میں نے عرض کی: جی حضور پی لیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟

میں نے عرض کی:

اے رسول خدا! میرے والدین جناب پہ قربان ہو جائیں کیوں نہیں۔

آپ نے فرمایا:

اِنَّ اللہَ اَمَرَ الْمَلَكَ الْمُوَکَّلَ بِاَنْهَارِ الْجَنَّةِ اَنْ یَّخْرِقَ نَهْرًا مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ اِلٰی صَدْرِ الْغَارِ لِتَشْرِبَهُ یَا اَبَابَکْرٍ۔

''بے شک اللہ رب العزت نے جنت کی نہروں پر مامور فرشتے کو حکم دیا کہ وہ جنت الفردوس سے ایک نہر غار کے اگلے حصے کی جانب جاری کر دی، تاکہ اے ابوبکر تو اس سے پی سکے۔''

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(یہ سن کر) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا رب تعالیٰ کے ہاں میرا یہ رتبہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں! بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے:

وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ نَبِیًّا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُبْغِضُكَ وَلَوْ كَانَ لَهٗ عَمَلُ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا۔

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، تجھ سے بغض رکھنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، اگرچہ اس کے اعمال صالحہ ستر (۷۰) انبیاء کے برابر ہوں۔''

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عزوناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار اقدس ﷺ کی زبان پاک چوسنے کی وجہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو تسکین مل گئی:

پیاس کی شدت کی وجہ سے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما (بچپن میں) رونے لگے تو نبی رحمت ﷺ نے انہیں اپنی زبان عطا کی، پس انہوں نے چوسی تو وہ خاموش ہو گئے۔[1]

جناب ابو طالب کا شدت پیاس کے وقت بارگاہ نبوت میں فریاد کرنا:

حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ابو طالب کہتے ہیں میں مقام

---

[1] اسے طبرانی نے معجم کبیر ۳/۵۰ حدیث نمبر ۲۶۵۶ کے تحت روایت کیا، اور امام ہیثمی مجمع الزوائد ۹/۱۸۱ میں فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

''ذوالمجاز'' میں اپنے بھتیجے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس ستانے لگی، میں نے اس کی شکایت اپنے بھتیجے کے سامنے کی، میں نے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہوئی ہے، یہ شکایت تو میں نے کر دی تھی لیکن یہ بھی خیال تھا کہ ان کے پاس سوائے پریشان ہونے کے اور کچھ نہیں، انہوں نے اپنا پہلو بدلا پھر نیچے اُترے اور کہا:

''اے چچا! آپ کو پیاس لگی ہوئی ہے؟

میں نے کہا ''ہاں''!

فَاَهْوٰی بِعَقِبِهٖ اِلَی الْاَرْضِ فَاِذَا بِالْمَاءِ فَقَالَ اِشْرِبْ یَا عَمِّ

''انہوں نے اپنی ایڑھی زمین پر ماری تو وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، آپ نے کہا چچا پی لیجئے۔''[1]

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالہ تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت امام صوفی یاسین بن ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کا شدت پیاس کی وجہ سے شاہِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا:

میں نے حضرت یاسین بن ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''میں فقراء کی ایک جماعت کے ساتھ ملک شام سے نکلا، جب ہم ''شعب النعم'' تک پہنچے تو ہمیں پیاس نے آلیا، درانحالیکہ ابھی ہمارے اور مدینہ منورہ کے مابین کئی میل کا سفر تھا۔

---

[1] اسے خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ تاریخ بغداد ۳/ ۳۱۲ میں روایت کیا ہے۔

فَاسْتَغَثْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَصَلَّيْتُ وَنِمْتُ

''پس میں نے نبی کریم ﷺ سے مدد مانگی، نماز پڑھی اور سو گیا۔''

میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا کہ ہم تجھے اور تیری جماعت کو خوش آمدید کہتے ہیں، آپ نے (کمال مہربانی فرماتے ہوئے) مجھے اپنے سینے سے لگایا اور مجھے بوسہ دیا، میں نے بھی آپ کے مبارک ہاتھ اور پاؤں چومے، اور عرض کیا:

''اے میرے آقا! اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے ساتھیوں پر پیاس کا خوف ہے، آپ نے فرمایا تو خوف نہ رکھ اور نہ غمگین ہو، ہم تمہارے لئے پانی کا بھی انتظام کر دیں گے اور تمہاری ضیافت کا بھی اہتمام کر دیں گے۔''

میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں، پس اسی رات ہمارے پاس پانی کا سیلاب آ گیا، ہمارے پاس جو چمڑے کی تھیلیوں میں تھوڑا تھوڑا پانی تھا وہ ہم نے انڈیل دیا۔

پھر جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ کے خدام میں سے ایک خادم نے ہمارا استقبال کیا اور مجھے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرلو، میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ مل بیٹھوں تاکہ سرکار ﷺ نے جو مجھ کو حکم دیا ہے میں وہ پورا کرسکوں۔

میں جب بارگاہِ رسالت مآب میں سلام عرض کر چکا تو میں اس کے پاس حاضر ہوا، اس نے اپنے غلام کو کہا کہ دسترخوان لے کر آؤ، وہ ہمارے پاس دسترخوان لے کر آیا اور اس پر ہر قسم کا وہ بہترین کھانا لگا دیا گیا جس کی تمنا کی جا

سکتی ہے۔ پھر وہ خادم میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس بات کا حکم دیا تھا اور مجھے فرمایا تھا کہ:

هٰذِهٖ ضِيَافَةُ يَاسِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ

''یہ یٰسین اور اس کے ساتھیوں کی دعوت ہے۔''

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دِل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک ''نہیں'' کہ وہ یاں نہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹنے والے سے تارکول کی بدبو کا آنا:

ہمیں ابو منصور مظفر بن عبدالملک عدل نے خبر دی، انہیں احمد بن محمد حافظ نے انہیں ابوبکر احمد بن علی نے انہیں ابو القاسم حافظ نے انہیں محمد بن حسین فارسی نے انہیں محمد ابراہیم بن حبیش نے خبر دی، انہیں عباس بن محمد نے بیان کیا انہیں فضل بن زیاد نے انہیں محمد بن محمد نے ذوالاحوص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

''ہمارے پاس بیٹھنے والا ایک شخص کثرت سے عطر استعمال کرتا تھا لیکن اس سے تارکول (ایک روغنی سیال مادہ جو صنوبر جیسے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے، مترجم) کی بدبو پھر بھی بہت زیادہ آیا کرتی تھی۔''

لوگوں میں سے کسی شخص نے اس سے پوچھا تم عطر بھی بہت زیادہ استعمال کرتے ہو، پھر بھی تم پر تارکول کی بدبو غالب رہتی ہے (اس کی کیا وجہ ہے)؟

اس نے کہا کیا تم لوگ یہ دونوں محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہاں ہاں:

اس نے کہا سنو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کا سامان لوٹا تھا۔

میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ لوگوں کو میدان محشر میں اکٹھا کیا گیا ہے جو حالت پیاس میں رو کے ہوئے ہیں۔ اور ایک شخص اپنے حوض پر بیٹھا ہوا ہے جس کے ہاتھوں لوگ سیراب ہوتے جا رہے ہیں۔ میں نے غور کیا تو وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بھی پلایئے، آپ نے فرمایا: اسے بھی پلاؤ (اتنے میں) ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے حسین کا سامان لوٹا تھا۔

(یہ سن کر) آپ نے فرمایا:

میرے حسین کے سامان لوٹنے والے اس بندے کو لے جاؤ اور اسے تارکول پلاؤ۔

اس شخص نے کہا کہ جب میں صبح اٹھا تو مجھ سے تارکول کی بہت زیادہ بدبو آرہی تھی، میں نے مہنگی ترین خوشبو بھی استعمال کی ہے لیکن تارکول کی بدبو پھر بھی مجھ پر غالب رہتی ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بارگاہِ مصطفوی میں استغاثہ کرنا:

جس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ۱۰ محرم عاشورا کے دِن اکسٹھ (۶۱) ہجری کو شہید کیا گیا، اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۴ برس ۶ ماہ ۱۵ دِن تھی۔

اور آپ کے قافلے کے قیدیوں، بچوں اور عورتوں کے ساتھ جو ہوا سو ہوا (یعنی وہ بیان سے باہر ہے) جب ان لوگوں کا گزر اپنے شہدا کے پاس سے ہوا تو حضرت زینب بنت علی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یوں استغاثہ پیش کیا۔

یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ ھٰذَا حُسَیْنٌ بِالْعَرَاءِ مُزَمِّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ یَا مُحَمَّدَاہُ

''اے نانا جی محمد المدد، اے نانا جی محمد المدد، یہ بھائی حسین کھلے میدان میں خون میں لت پت اعضاء کٹے پڑے ہوئے ہیں، نانا جی محمد المدد۔''

جوش طوفاں بحر بے پایاں ہوا ناساز گار
نوح کے مولا کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت حاضرین کی اولادوں میں سے ڈیڑھ ہزار افراد کا اندھا ہو جانا:

جب ۴۰۳ھ ہوئی تو اہل کوفہ چیچک کی بیماری میں مبتلا ہو گئے جس کی وجہ سے ان کے پندرہ سو افراد اندھے ہو گئے، یہ سارے کے سارے ان لوگوں کی نسل میں سے تھے جو شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت حاضر تھے (یعنی اس میں شامل تھے یا راضی تھے) اور یہ سنے گئے واقعات میں سے عجیب ترین واقعہ ہے۔

گستاخِ صحابہ کا شاہِ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جامِ کوثر طلب کرنا، اور آپ کا

فرمانا کہ تجھے کیونکر پلائیں جبکہ تو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہے:

میں نے شیخ صالح ابوالحسن علی بن صالح انصاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے شیخ ابومحمد عبداللہ مہتدی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''میں نے بیت اللہ کا حج کیا، حرم میں میں نے ایک شخص دیکھا جس کے بارے مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ پانی نہیں پیتا، میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا میں آپ کو اس کا سبب بتایا ہوں!

میں ''اہل حلہ'' سے ہوں اور شیعہ مسلک رکھتا تھا ایک رات میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گویا قیامت قائم ہو چکی ہے، لوگ سخت تکلیف اور پیاس میں مبتلا ہیں، مجھے بھی بہت زیادہ پیاس لاحق ہوئی، پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر پر حاضر ہوا، میں نے وہاں پر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو موجود پایا جو لوگوں کو جام کوثر پلا رہے تھے۔''

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا کیونکہ مجھے ان پر ناز تھا۔ میں ان سے محبت کرتا تھا اور انہیں دیگر صحابہ سے افضل اور مقدم مانتا تھا تا کہ آپ مجھے جام کوثر پلا دیں۔ (میں جب آپ کی جانب بڑھا تو) آپ نے مجھ سے اپنا چہرا پھیر لیا۔ پھر میں حضرت ابوبکر کے پاس حاضر ہوا آپ نے بھی مجھ سے اعراض فرمایا، پھر میں حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا آپ نے بھی مجھ سے منہ پھیر لیا۔ پھر میں حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوا آپ نے بھی مجھ سے منہ پھیر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محشر میں کھڑے لوگوں کو ہٹا رہے ہیں پھر میں آپ کے پاس حاضر

ہو کر عرض گزار ہوا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ اَصَابَنِي عَطَشٌ عَظِيْمٌ فَاَتَيْتُ عَلِيًّا لِيَسْقِيَنِي فَاَعَرَضَ عَنِّيْ

''اے رسول خدا! مجھے بہت زیادہ پیاس لگی ہے، میں حضرت علی کے پاس حاضر ہوا تا کہ آپ مجھے جام کوثر پلا دیں لیکن انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ يَسْقِيْكَ وَاَنْتَ تُبْغِضُ اَصْحَابِيْ؟

''وہ تجھے کیونکر پلاتے جب کہ تو میرے صحابہ سے بغض رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟''

آپ نے فرمایا ہاں، اسلام لا اور توبہ کر،

وَاَسْقِيْكَ شَرْبَةً لَا تَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا

''پھر میں تجھ کو ایسا شربت پلاؤں گا کہ تجھے اس کے بعد کبھی بھی پیاس نہیں لگے گی۔''

پس میں نے کلمہ پڑھا اور میں نے دست مصطفیٰ ﷺ پر توبہ کی، پھر آپ نے مجھے ایک پیالہ عطا فرمایا جو میں نے پی لیا، جب میں بیدار ہوا تو میری ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پیاس مٹ چکی تھی، اگر چاہوں تو پانی پی لوں اگر چاہوں تو نہ پیو۔

بعد آزاں میں ''حلہ'' میں اپنے اہل و عیال کے پاس آیا اور ان سے برأت اختیار کر لی، سوائے اس کے جس نے میری اس بات کو قبول کر لیا اور

رافضی عقیدہ سے رجوع کرلیا۔

تیری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی سے
عموم بے گناہی جرم شان لا اُبالی ہے
ابوبکر و عمر عثمان وحیدر جس کی بلبل ہیں
تیرا سرو سہی اس گلبن خوبی کی ڈالی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حوض کوثر کے چاروں رکن چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں ہوں گے:

اس (مذکورہ) واقعہ کے صحیح ہونے کی گواہی وہ حدیث دیتی ہے جو ہمیں ابوالحسن مرتضیٰ بن ابوالجود حارثی نے بیان کی اور انہیں خبر دی ابوالمجد بن ابوعلی خطیب مصر نے، انہیں محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد مسعود نے بیان کیا انہیں ابوطالب محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ابوحمزہ بن عبداللہ بن مروان مروزی نے انہیں داؤد بن حسین عسکری نے انہیں بشر بن داؤد نے بیان کیا، وہ شابور سے وہ علی بن عاصم سے وہ حمید سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''میرے حوض (کوثر) کے چار رکن (کونے) ہوں گے، جن میں سے پہلا ابوبکر کے ہاتھ میں ہوگا، دوسرا عمر کے ہاتھ میں، تیسرا عثمان کے ہاتھ میں اور چوتھا علی کے ہاتھ میں ہو گا۔'' (رضی اللہ عنہم)

پس جو شخص ابوبکر سے محبت کرے اور عمر سے بغض رکھے ابوبکر اسے جام کوثر نہیں پلائیں گے، اور جو عمر سے محبت کرے لیکن ابوبکر سے بغض رکھے اسے عمر

نہیں پلائیں گے اور جو عثمان سے محبت کرے لیکن علی سے بغض رکھے اسے عثمان نہیں پلائیں گے اور جو علی سے محبت رکھے لیکن عثمان سے بغض رکھے علی اسے نہیں پلائیں گے۔ (رضی اللہ عنہم)

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جاں یک دِل
ابوبکر فاروق، عثمان و علی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

جس نے ابوبکر کے بارے اچھی بات کی اس نے اپنے دین کو قائم کر لیا اور جس نے عمر کے بارے اچھی بات کی اس نے اپنے لئے صراط مستقیم کو واضح کر لیا جس نے عثمان کے بارے اچھی بات کی وہ نورِ خدا سے منور ہوا، اور جس نے علی کے بارے اچھی بات کی اس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا جو چھوٹنے والی نہیں ہے اور جس نے میرے تمام صحابہ کے بارے اچھی بات کی مومن وہی ہے۔ [1]

جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر
اس کی اعلیٰ بصارت پہ لاکھوں سلام
جاںنثاران بدر و اُحد پر درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام
مومنین پیش فتح و پس فتح سب
اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

یہی کلام حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، میری مراد" اور جس

[1] اس کو امام زبیدی نے اتحاف السادۃ المتقین ۱۰ / ۵۰۹ میں نقل کیا ہے۔

نے ابوبکر کے بارے اچھی بات کی'' آخر تک لیکن اس حدیث کے الفاظ سے مختلف ہیں۔ ان کے الفاظ درج ذیل ہیں۔جس نے ابوبکر سے پیار کیا اس نے اپنا دین قائم کر لیا، جس نے عمر سے محبت کی اس نے راستہ واضح کر لیا اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ اللہ کے نور سے چمکا اور جس نے علی سے محبت کی اس نے اللہ کی رسی کو تھام لیا اور جس نے تمام اصحاب نبی ﷺ کی اچھی تعریف کی وہ منافقت سے بری ہو گیا۔ اور جس نے ان تمام صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کی وہ بدعتی، سنت اور سلف صالحین کے مخالف ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے اعمال آسمان تک نہیں پہنچیں گے (قبول نہیں ہوں گے) جب تک کہ ان سب سے پیار نہ کرے اور اس کا دل سلیم نہ ہو۔

(خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی عظمت میں مترجم کا قصیدہ)

(مترجم فقیر فیضیؔ نے طالب علمی دور میں جب اس حدیث مبارکہ کو پڑھا تو اس کی روشنی میں چاروں خلفاء راشدین کی عظمت میں ایک قصیدہ نظم کیا تھا جو ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔)

دنیا سے جدا گانہ ہے رتبہ چار یاروں کا
جنت میں جو لے جائے وہ رستہ چار یاروں کا

جسے چاہے پلائیں گے جسے چاہے بھگائیں گے
کوثر کے پیالوں پر ہے قبضہ چار یاروں کا

فرشتے قبر میں اس کو سلامی ادب کی دیں گے
جس سر پہ سایہ فگن ہے پنجہ چار یاروں کا

کوئی تینوں سے باغی ہے کوئی منکر ہے حیدر کا
اہل حق کی پہچان ہے نعرہ چار یاروں کا

وہ ہاتھوں سے زنجیروں سے سدا پٹتا ہی رہتا ہے
جس سینے میں کوٹ بھرا ہے کینہ چار یاروں کا

سیرت پڑھ لو چاروں کی فضیلت پڑھ لو چاروں کی
یک قلب و یک جاں ساہے رشتہ چار یاروں کا

رضی اللہ عنہم کا عمامہ سب کے سر لیکن
خلافت مصطفٰی والا ہے سہرا چار یاروں کا

نگہبانی کریں رہزن ڈاکو بھی لٹیرے بھی
جس منزل کے رستے پہ ہے پہرا چار یاروں کا

فیضیؔ

اور سلف صالحین اس عقیدے کے حامل تھے اور ہر زمانے اور طبقے کے علماء بھی اسی عقیدے کی اتباع کرتے رہے۔

چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم یک قلب و یک جاں ہیں:

ہمیں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہنچی ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

''میں، ابوبکر اور عمر ایک جان کی طرح ہیں، جو ہم سب سے محبت کرے گا وہ ہماری محبت سے نفع اٹھائے گا اور جو ہمارے درمیان فرق کرے گا وہ قیامت کے روز رب تعالیٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔''

سُنَّةُ الْاَحْبَابِ وَاحِدَةٌ
فَاِذَا اَحْبَبْتَ فَاسْتَنِنْ

''سنت (یعنی حق) والوں کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جب تو تمام صحابہ سے پیار کرے گا تو سنت کو پانے والا ہوگا۔''

يَحِقُّ لَكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ
مَوَالَاةُ صَدِّيْقِ النَّبِيِّ اَبِي بَكْرٍ

''اے نبی کے اہل بیت تم پر یہ حق ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار غار ابوبکر سے پیار کرو۔''

وَتَقْدِيْمُهُ حَقًّا لِتَقْدِيْمِ جَدِّكُمْ
وَتَفْضِيْلُهُ لِلسَّبَقِ وَالْوَقْرِ فِي الصَّدْرِ

''اور انہیں مقدم ماننا برحق ہے کیونکہ تمہارے جد امجد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں مقدم رکھا ہے اور ان کی سبقت کی وجہ سے ان کی افضلیت ماننا اور دل سے ان کی تعظیم کرنا تم پہ حق ہے۔''

فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ فِي وَصْفِهِ مَاذَكَرْتُهُ
فَسُحْقًا لَهٗ عَنْ مَوْرِدِ الْحَوْضِ فِي الْحَشْرِ

''وہ شخص کہ جس کے عقیدے میں میرے بیان کردہ اوصاف نہیں ہیں تو قیامت کے روز حوض کوثر سے دوری اس کا نصیب ہوگی۔''

باب نمبر ۷

اس انسان کی سزا جو حضرت عمر پاک اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے مرتبے کو کم کرنے کی جسارت کرے، ایسے کو جو بھی سزا دی جائے وہ اس کا حقدار ہے

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

شیخین صحابہ یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والے کا عبرتناک انجام:

ہمیں یوسف بن محمود صوفی نے خبر دی، انہیں احمد بن محمد صوفی نے انہیں ابوعلی احمد بن محمد حافظ نے انہیں یوسف بن محمد صوفی نے انہیں علی بن بشران نے انہیں حسین بن صفوان نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن محمد بن عبید نے بیان کیا، انہیں احمد بن ابو احمد نے بیان کیا، وہ ابوبکر بن محمد بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے علی بن محمد سمان نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رضوان سمان سے سنا وہ کہتے ہیں:

''میرے گھر اور بازار کا میرا ایک پڑوسی تھا جو (نعوذ باللہ) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔''

فرماتے ہیں:

''میرے اور اس کے مابین اکثر اس حوالے سے بحث ہوتی رہتی تھی، ایک دِن اس نے ان دونوں کو گالیاں دیں اس وقت میں بھی حاضر تھا، بایں وجہ میرے اور اس کے درمیان کافی گرما گرمی ہو گئی حتیٰ کہ ہم گتھم گتھا ہو گئے، پھر میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ بہت غمگین تھا اور خود کو ملامت کر رہا تھا (کہ اسے واصل جہنم کیوں نہ کر دیا)''

اسی پریشانی کی وجہ سے میری عشاء کی نماز بھی رہ گئی اسی حالت میں میں سو گیا، اسی رات میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، میں نے عرض کی، حضور! میرے گھر اور بازار میں میرا فلاں ہمسایہ ہے جو آپ کے صحابہ کو گالیاں دیتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے کن صحابہ کو؟''

میں نے عرض کی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ چھری لو اور اس کے ساتھ اس کا گلا کاٹ دو۔ پس میں نے وہ چھری لی اور اسے پہلو کے بل لٹا کر ذبح کر ڈالا، پھر میں نے دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ اس کے خون سے لت پت ہیں، میں نے وہ چھری پھینکی اور زمین کے ساتھ اپنے ہاتھ پونچ کر صاف کر رہا ہوں۔''

جب میں بیدار ہوا تو مجھے اس کے گھر سے چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

میں نے کہا دیکھو تو سہی یہ چیخیں کیسی ہیں؟

لوگوں نے بتایا کہ فلاں آدمی اچانک مرگیا ہے۔

صبح کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس کے حلق پر چھری چلنے کا نشان تھا۔[1]

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شیخین صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والے گستاخ کی آنکھیں پھوڑ دیں:

ہمیں ہمارے شیخ مفتی المسلمین ابوالحسن علی بن ابوالفضائل ہبۃ اللہ شافعی نے خبر دی انہیں امام ابوطاہر احمد بن محمد حافظ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو النصر احمد بن محمد علوان تاجر آمدی کو مقام ''ضمیر'' میں فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے یحییٰ بن عطاف کو ''موصل'' میں فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ واقعہ میرے ایک

[1] اسے حافظ ابن ابی دنیا نے اپنی سند کے ساتھ ''مناجات'' ص ۱۳۵ پر روایت کیا ہے۔

دمشقی شیخ نے بیان کیا جو دو برس تک حجاز کی مجاورت میں رہے۔

وہ کہتے ہیں:

قحط سالی کے وقت میں مدینہ منورہ کے پڑوس میں تھا۔ میں بازار کو گیا تاکہ آٹا خرید لاؤں، دوکاندار نے مجھ سے آٹا پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ تو شیخین پر لعنت کرے گا تو تجھے آٹا بیچوں گا (ورنہ نہیں) لیکن میں اس سے باز رہا۔ وہ بار بار مجھ سے یہ تقاضا کرتا اور ساتھ ہنستا بھی، پھر میں نے تنگ آ کر کہا! اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو ان بزرگ صحابہ پر لعنت کرتا ہے۔ (یہ سن کر) اس نے میری آنکھ پر زوردار طمانچہ مارا، میں مسجد نبوی میں واپس آ گیا درانحالیکہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے "میا فارقین" کا رہنے والا میرا ایک دوست تھا جو بہت نیک تھا اور کئی سالوں سے مدینہ پاک میں رہائش پزیر تھا۔ اس نے میری حالت زار کی وجہ پوچھی تو میں نے اسے سارا ماجرہ بیان کیا۔

وہ مجھے لے کر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ جِئْنَاكَ مَظْلُوْمِيْنِ فَخُذْ بِثَأْرِنَا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارا سلام قبول ہو، ہم ظلم رسیدہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، ہم پر کئے گئے ظلم کا بدلہ لیجئے۔"

(یہ کہہ کر) وہ روئے، پھر ہم واپس آ گئے۔ جب رات تاریک ہو گئی تو میں سو گیا۔

کر دو عدو کو تباہ حاسدوں کو رو براہ
اہل وِلا کا بھلا تم پہ کروروں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

میں جب صبح اٹھا تو میری آنکھ بالکل ٹھیک ہو چکی تھی، بلکہ وہ پہلے سے بھی کہیں زیادہ اچھی تھی گویا کہ اس پر کبھی چوٹ ہی نہ آئی ہو۔

پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک برقع پوش شخص میرے بارے پوچھتا ہوا مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، اس کو میرا بتایا گیا، وہ میرے پاس آیا سلام کیا اور مجھے کہنے لگا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے گا۔ میں وہی شخص ہوں جس نے تجھے طمانچہ مارا تھا۔

میں نے کہا میں اس طرح معاف نہیں کروں گا پہلے اپنا ماجرا بیان کرو۔

وہ کہنے لگا:

''رات میں سویا تو مجھے نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ اس حال میں تشریف لاتے ہیں کہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم بھی تھے، میں آگے بڑھا اور عرض کیا:

السلام علیکم!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نہ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو اور نہ وہ تجھ سے راضی ہو۔ کیا میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ تو شیخین پر لعنت کرے؟''

(یہ کہہ کر) آپ نے اپنی انگلیاں میری آنکھوں میں ٹھونس کر میری آنکھیں پھوڑ دیں۔

میں بیدار ہوا تو فوراً میں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی، اور اب تجھ سے میں اپنے جرم کی معافی کا سوال کرتا ہوں۔ میں نے جب اس کی یہ بات سنی تو میں نے کہا جا میری طرف سے بھی تیرے لئے معافی ہے۔

ابونصر کہتے ہیں کہ پھر یہ دمشقی شیخ ہمارے پاس ''موصل'' آئے ان کے

بارے مجھے یحییٰ بن عطاف نے بتایا تو میں ان کے پاس حاضر ہوا (اور یہ واقعہ سننے کی تمنا کی تو) آپ نے بعینہٖ مجھے بھی یہ واقعہ بیان کیا، یہ شیخ دمشقی بہت نیک اور دیندار آدمی تھے۔

رافضی امیر مقلد کی گستاخی اور اس کی عبرتناک سزا:

ابوعلی احمد بن محمد حافظ تک جو سند پہنچتی ہے اس میں مجھے ابونمیرہ مرہ، ابو عبداللہ حسین بن طالب بزار اور بغداد کے فاضل رئیس المعروف ابوعلی محمد بن سعید بن ابراہیم بن بنہان نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ ان کو ابوعلی بن شاذان سے سماع حاصل تھا، ان کے الفاظ مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہے یہ کہتے ہیں:

''ایک آدمی نے حج کا ارادکیا تو اس کے پاس امیر مقلد حاضر ہوا، اور اسے کہا: اے فلاں کیا تو نے حج کا ارادہ کر رکھا ہے؟''

اس نے کہا 'ہاں!''

امیر نے کہا جب تو حج کرے اور مدینہ منورہ حاضر ہو تو نبی کریم ﷺ کو میرا اسلام کہنا اور میرا یہ پیغام دینا:

لَوۡلَا صَاحِبَاكَ لَزُرۡتُكَ

''اگر آپ کے یہ دو ساتھی (یعنی ابوبکر وعمر آپ کے پہلو میں) نہ ہوتے تو میں بھی آپ کی زیارت کو ضرور حاضر ہوتا۔''

اس شخص کا کہنا ہے کہ میں جب حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ کے ادب وجلال کی وجہ سے آپ کی بارگاہ میں اس (امیر مقلد) کا پیغام نہ پیش کیا۔

پھر جب رات ہوئی میں سو گیا تو مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو فرمایا اے فلاں تو نے مجھ تک امیر مقلد

کا پیغام کیوں نہ پہنچایا؟

میں عرض گزار ہوا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے ادب و جلال کی وجہ سے آپ کے صاحبین کے بارے وہ الفاظ پیش نہیں کیئے۔''

محبوبِ رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
سعدین کا قِران ہے پہلو ماہ میں
جھرمٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے سرانور اٹھایا اور قریب ایک کھڑے ہوئے شخص کو فرمایا:

خُذْ هٰذَا الْمُوْسٰی اِذْبَحْهُ بِهٖ

''یہ استرا پکڑو اور اس کے ساتھ جا کر اُسے ذبح کر دو۔''

(حج کی ادائیگی کے بعد) جب میں واپس عراق پہنچا تو میں نے سنا کہ امیر مقلد کو اس کے بستر پر ذبح کر دیا گیا ہے۔

جب میں اپنے شہر پہنچا تو میں نے امیر کے بارے پوچھا: مجھے بتایا گیا کہ اسے اس کے بستر پر ذبح کر دیا گیا ہے۔[1]

میں نے جب لوگوں سے اس خواب کا (جو مدینہ منورہ میں) دیکھا

---

[1] امام ابن خلکان نے ''وفیات الاعیان ۵ / ۲۶۳ میں ذکر کیا ہے کہ امیر مقلد ۳۷۱ھ میں اپنے ایک ترکی غلام کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ اس ترکی نے امیر کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا جب اس نے حج کا ارادہ رکھنے والے ایک شخص کو الوداع کرتے ہوئے کہا تھا کہ جب تو روضہ انور پہ حاضر ہوا تو وہاں کھڑا ہو کر میری طرف سے آپ کو یہ پیغام دینا کہ اگر آپ کے یہ دو ساتھی نہ ہوتے تو میں بھی ضرور آپ کی زیارت کو حاضر ہوتا۔

تذکرہ کیا تو اس کی خبر اڑتی اڑتی ''امیر قرواش بن مسیب'' تک پہنچ گئی، تو اس نے مجھے اپنے پاس طلب کیا (میں حاضر ہوا) تو اس نے مجھے کہا کہ اس کی ساری صورت حال بیان کرو، پس میں نے وضاحت کے ساتھ اسے بتایا پھر اس نے مجھے کہا کیا تو وہ اُسترا پہنچان لے گا؟ میں نے کہا ہاں۔

اس نے استروں سے بھرا ہوا ایک تھال منگوایا، جن میں وہ اُسترا بھی تھا۔ امیر مجھے کہنے لگا جو استرا تو نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں دیکھا وہ الگ نکالو، میں نے اس میں اپنا ہاتھ پھیرا اور تلاش کر کے وہی استرا نکال لیا جو میں نے دست مصطفوی میں دیکھا تھا۔ اور آپ نے وہ اس آدمی کو دیا تھا۔

(یہ دیکھ کر) امیر قرواش کہنے لگا:

صَدَقْتَ، هٰذَا الْمُوْسٰى الَّذِيْ وَجَدتُّ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَهُوَ مَذْبُوْحٌ

''تو نے سچ کہا، یہ وہی استرا ہے جو میں نے اس کے سر کے پاس موجود پایا تھا درانحالیکہ وہ ذبح کیا ہوا تھا۔''

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والے کی گردن کا طوق بیلچا بن گیا:

اسی سند کے ساتھ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابان ہیثمی نے خبر دی، انہیں ابو محمد عبداللہ بن محمد فقیہہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

'' مکہ پاک جانے والوں کی ایک جماعت اثناء برس راستے میں جمع ہوگئی، ان میں ایک شخص بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والا تھا جو فوت ہوگیا، اس کی تدفین کے معاملے نے اس جماعت کو

پریشان کر رکھا تھا۔ صحرا میں ان کو ایک گھر دکھائی دیا۔ وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا موجود تھی، اور اس گھر میں ایک بیلچا پڑا ہوا تھا، انہوں نے اس بڑھیا سے وہ بیلچا مانگا۔

اس بڑھیا نے کہا: پہلے تو رب تعالیٰ سے وعدہ کرو کہ تم مجھے یہ بیلچا واپس کرو گے۔ انہوں نے بڑھیا کے تقاضے کے مطابق یہ وعدہ کر لیا۔ پھر انہوں نے اس سے وہ بلچا لیا، قبر کھودی اور اس شخص کو اس میں دفن کر دیا۔ لیکن وہ بیلچا قبر میں ہی بھول گئے۔ پھر انہیں وہ عہد بھی یاد آ گیا۔ تو انہوں نے (بیلچا نکالنے کی غرض سے) مجبوراً اس کی قبر کھودی تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیلچا میت کے ہاتھ سے لے کر اس کی گردن تک طوق بن چکا ہے۔ انہوں نے فوراً اس پر مٹی ڈالی اس عورت کو وہ نکالنے سے منع کیا اور اسے سارا ماجرہ بیان کیا۔''

وہ عورت کہنے لگی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِي اِحْتَفِظِي بِهٰذَا الْقَدُّوْمِ فَاِنَّهٗ غِلٌّ لِرَجُلٍ يَسُبُّ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما

''لا الہ الا اللہ! (یعنی میں کلمہ پڑھ کر کہتی ہوں کہ) میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ بیلچا سنبھال کے رکھنا کیونکہ یہ اس شخص کے گلے کا طوق بننا ہے جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا ہے۔

بھی اس سے بیزار ہیں اور اس کا انجام:

ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی قرشی نے خبر دی، انہیں ابو الفضل محمد بن یوسف بن علی غزنوی نے انہیں دو بزرگوں ابوعبداللہ حسین بن حسین عبداللہ مقدسی اور قاضی ابو الفضل محمد بن عمر یوسف ازقوی نے خبر دی، انہیں ابو القاسم علی بن احمد بن علی بسری بندار نے میرے ان کے سامنے قرأت کرنے کے ساتھ خبر دی، انہیں ابوعبداللہ عبید اللہ بن محمد بن حمدان فقیہہ نے اجازۃً خبر دی، انہیں ابوعمر غلام ثعلب نے انہیں ابوبکر بن ابوالطیب مؤدب آل حماد نے انہیں ابومحمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ:

> ''ہمارے ہاں خراسان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک خادم تھا جو بہت عبادت گزار تھا، وہ خادم جب حج کی تیاری کرنے لگا تو اس نے اپنے آقا سے حج کی اجازت چاہی لیکن آقا نے اسے اجازت نہ دی۔ خادم نے اسے کہا کہ میں نے تم سے فقط اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے لئے اجازت مانگی ہے (اور تو اس سے منع کر رہا ہے؟)

وہ آقا کہنے لگا:

> ''میں تجھے اس وقت تک اجازت نہیں دوں گا جب تک کہ تو مجھے میری ایک حاجت پوری کرنے کی ضمانت نہ دے دے۔ اگر تو اس کی ضمانت دیتا ہے تو تجھے حج پہ جانے کی اجازت ہے۔ اگر ضمانت نہیں دیتا تو تجھے اجازت نہیں۔''

خادم نے کہا:

بتایئے:

بادشاہ نے کہا میں تیرے ساتھ کچھ مرد، نوکر، اونٹنیاں اور مال بردار سواریاں بھیج رہا ہوں، جب تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی قبر انور پر جائے تو میرا یہ پیغام دینا کہ:

''یا رسول اللہ! میرے آقا نے آپ کی بارگاہ میں یہ پیغام بھیجا ہے کہ:

اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِنْ ضَجِیْعَیْکَ

''آپ کے پہلو میں لیٹے ہوئے میں دونوں افراد سے بیزار ہوں۔''

میں نے کہا مجھے منظور ہے (لیکن یہ وعدہ کرتے وقت) میرا رب جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا تھا۔

وہ خادم کہتا ہے:

''پھر جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو میں جلدی سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا، آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے حیاء محسوس کیا کہ میں وہ قبیح پیغام آپ کی بارگاہ میں پیش کروں۔ پھر میں قبر انوار کے برابر ہو کر مسجد میں سو گیا، میں خواب میں دیکھتا ہوں گویا قبر مبارک کی ایک دیوار پھٹ گئی جس سے نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے درانحالیکہ آپ سبز کپڑوں میں ملبوس ہیں اور آپ کے بدن مبارک سے خوشبوؤں کے حلے اٹھ رہے ہیں، یونہی سبز لباس پہنے آپ کی دائیں جانب حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور سبز لباس میں ملبوس آپ کی بائیں جانب
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں گویا کہ آپ مجھے فرمارہے ہیں:
اے دانشمند تو نے مجھے پیغام کیوں نہیں دیا؟
میں آپ کی جلالت ورعب کی وجہ سے فوراً کھڑا ہو گیا اور عرض کی:
یا رسول اللہ! آپ کے ان دونوں صحابہ کے بارے جو میرے آقا نے
کہا وہ الفاظ دہراتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔
پھر آپ نے مجھے فرمایا:
جان لے کہ ان شاء اللہ تو حج کر کے صحیح سلامت خراسان پہنچے گا تو جب
اس کے پاس واپس جائے تو اسے کہنا:

اَلنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ لَکَ: اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا بَرِیْئَانِ
مِمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْهُمَا اَفَهِمْتَ؟

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے ان دونوں
صحابہ سے بیزار ہے اللہ عزوجل اور میں اس سے بیزار ہیں کیا تو
سمجھ گیا ہے؟''
میں نے عرض کی! جی حضور!
پھر آپ نے فرمایا:
''جان لے کہ تیرے اس کے پاس پہنچنے کے چوتھے دِن وہ مر
جائے گا۔ کیا تو سمجھ گیا ہے؟
میں نے عرض کیا ''جی''
آپ نے پھر فرمایا:
مرنے سے پہلے اس کے چہرے پر (بہت زیادہ پیپ بہانے والی)

پھنسی نکلے گی، تو سمجھ گیا ہے نا؟

میں نے عرض کی: جی حضور! جب میں بیدار ہوا تو میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ کے پہلو میں آرام فرما دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی زیارت کرنے پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس بات پر بھی کہ وہ قبیح ترین پیغام میری زباں پر نہ آیا۔

پھر جب میں حج ادا کر کے صحیح سلامت خراسان پہنچا تو میں بہت سے بہترین قسم کے تحائف لے کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا، دو دِن تک تو اس نے اُس بارے مجھ سے کوئی بات نہ کی، پھر جب تیسرا دِن ہوا تو اس نے مجھ سے پوچھا تو نے میرے اس کام کا کیا کیا؟

میں نے کہا وہ ہو چکا

اس نے کہا تفصیلاً بتاؤ

میں نے کہا کیا آپ جواب سننا چاہتے ہیں؟

اس نے کہا ہاں بتاؤ

میں نے سارا واقعہ بیان کیا، جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر پہنچا کہ ''اسے کہنا کہ اللہ تعالیٰ اور میں اس سے بیزار ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے'' یہ سن کر وہ زور سے ہنسا اور کہنے لگا۔

ہم ان سے بیزار ہیں اور وہ ہم سے بیزار ہیں اور ہم سکون میں ہیں۔

خادم کہتا ہے:

میں نے اپنے دل میں کہا: اے اللہ کے دشمن عنقریب تو اس کا انجام جان لے گا۔

پھر میرے آنے کے چوتھے دِن اس کے چہرے پر بہت تکلیف دہ

پھنسی نکل آئی، وہ اس دِن کی ظہر بھی نہ پڑھ سکا کہ ہم نے اسے دفن کر دیا۔

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والے کی قبر میں سانپوں کا ہونا:

میں نے ابوالعباس سبتی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے جامع مسجد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ میں ایک عمر رسیدہ بزرگ نے بتایا اور یہ مصریوں کی حکومت کا آخری دور تھا، ہم نماز پڑھ رہے تھے، میرا خیال ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی، تو ہم نے مسجد کے صحن میں شوروغل سنا، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو (ہم نے دیکھا کہ) لوگ جمع ہو کر کسی ذبح کئے ہوئے شخص کو دیکھ رہے تھے۔

حاضرین میں ایک شخص نے کہا کہ اسے میں نے ذبح کیا ہے کیونکہ میں نے سنا کہ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے رہا تھا۔ اس آدمی کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا، اس نے اس سے سارا واقعہ سنا۔ اس نے کہا ہاں میں نے اسے ذبح کیا ہے۔ سلطان نے اس شخص کو قید کرنے اور مقتول کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

لوگوں نے اس کیلئے ایک جگہ قبر کھودی تو اس میں انہوں نے سانپ موجود پایا، پھر انہوں نے اس کیلئے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی سانپ موجود تھا، پھر انہوں نے تیسری جگہ قبر کھودی تو اس میں بھی سانپ تھا (بالآخر) انہوں نے اسے اسی میں دفن کر دیا۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والا خنزیر بن گیا:

ابن ابی الدنیا نے یہ روایت اپنی کتاب ''مجابی الدعوۃ''[1] میں نقل کی ہے ہمین اس کی خبر امام ابوالحسن علی بن ابو الفضائل شافعی نے شہدہ بنت احمد سے دی۔ انہیں طراد بن محمد نے انہیں ابوالحسن بن بشران نے انہیں ابوعلی بن صفوان نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے بیان کیا انہیں سوید بن سعید نے ابوالمحیاۃ تیمی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے عکہ کے مؤذن نے بیان کی کہ:

''میں اور میرے چچا ''مکران'' کی جانب روانہ ہوئے، ہمارے ساتھ ایک اور آدمی تھا جو (نعوذ باللہ) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا۔ ہم اس کو منع کرتے لیکن وہ اس سے باز نہ آتا۔''

ہم نے اسے کہا کہ تو ہم سے الگ ہو جا وہ ہم سے الگ ہو گیا جب ہمارے سفر کا وقت قریب ہوا تو ہم نادم ہوئے ہم نے کہا کاش کہ کوفہ واپسی تک یہ ہمارے ساتھ رہتا۔ ہم اس کے غلام کو ملے اور اسے کہا کہ تو اپنے آقا کو کہہ کہ وہ ہمارے پاس لوٹ آئے۔

اس نے کہا کہ میرے آقا کے ساتھ بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے، کیونکہ اس کے دونوں ہاتھ مسخ ہو کر خنزیر کے ہاتھوں جیسے ہو چکے ہیں۔

ہم اس کے پاس آئے اور اسے کہا کہ ہمارے پاس واپس آ جا، وہ کہنے لگا میرے ساتھ تو بہت بڑا حادثہ پیش آ چکا ہے (یہ کہہ کر) اس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو وہ خنزیر کی اگلی ٹانگوں جیسے ہو چکے تھے۔

راوی کہتے ہیں:

---

[1] ص ۵۸ نمبر ۶۹

''پھر ہم اکٹھے رہے یہاں تک کہ ہم ایک ایسے گاؤں پہنچے جہاں سیاہ رنگ کے بہت زیادہ خنزیر تھے۔ اس نے جب ان خنزیروں کو دیکھا تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری، اچھلا، اب وہ پورا خنزیر بن گیا اور ہم سے مخفی ہو گیا۔''

ہم اس کا غلام اور اس کا سامان کوفہ لے آئے۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے والے کو بھڑوں نے مار ڈالا:

اسی سند سے ابوالحیاۃ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ ہم کسی سفر میں نکلے اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سب وشتم کرتا، ہم نے اسے روکا لیکن وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا، وہ اپنے کسی کام کی غرض سے باہر نکلا تو بھڑوں (مکھیوں) نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے مدد کیلئے ہمیں پکارا، ہم اس کی مدد کے لئے آگے بڑھے تو بھڑیں ہم پر بھی حملہ آور ہو گئیں، مجبوراً ہم نے اسے چھوڑ دیا، بھڑوں نے اسے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ اس کو ہلاک نہ کر دیا۔

سنّی عاشق صحابہ اور بدعتی رافضی کے مابین آگ میں کودنے کا مباہلہ، سنی کا بخیر بچ جانا اور رافضی کا عبرت کا نشان بننا:

ہمیں دو بزرگ اماموں یعنی حافظ زکی الدین ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری نے اجازۃً اور رشید الدین ابوالحسین یحییٰ بن علی قرشی نے سماعاً خبر دی، انہیں قاضی فقیہہ مکین جمال الدین ابو طالب احمد بن قاضی مکین ابوالفضل عبداللہ بن ابو علی حسین بن حدید کنانی نے سماعاً بیان کیا، انہیں ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم سلفی نے خبر دی، انہیں شیخ ابوالحسن مبارک بن عبدالجبار نے خبر

دی، انہیں عبدا العزیز نے انہیں ابوبکر مفید نے خبر دی، انہیں احمد بن عبید اللہ بن سلیمان نے شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ:

''میں جناز گاہ کی طرف نکل جایا کرتا تا کہ جنازہ پڑھ سکوں، پھر جب محسوس کرتا کہ اب کوئی جنازہ نہیں آئے گا تو میں واپس آجاتا۔''

ایک دن میں باہر نکلا اور ایسے دو آدمیوں کو ملا جو اُون کے بہترین لباس پہنے ہوئے تھے، جو ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے، ایک نے دوسرے کو خون آلودہ کیا ہوا ہے، تو میں نے مداخلت کی تا کہ ان کو چھڑا سکوں، میں نے ان کو کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے لباس تو نیک لوگوں جیسے ہیں لیکن کام شریروں جیسا ہے۔

جس نے دوسرے کا خون بہایا ہوا تھا وہ کہنے لگا آپ مجھے چھوڑ دیں آپ نہیں جانتے اس نے کیا بکواس کی ہے؟

اس نے بتایا کہ:

''یہ کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور (نعوذ باللہ) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اسلام لانے کے بعد کافر و مرتد ہو گئے تھے، اور مسلمانوں کے ساتھ جنگیں کرتے رہے ہیں۔ یہ شخص تقدیر کی بھی تکذیب کرتا ہے یہ خوارج والے اعتقاد رکھتا ہے اور دین میں بدعت پھیلا رہا ہے۔''

شہر بن حوشب کہتے ہیں:

''میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے ایسی باتیں کیں ہیں؟ اس

نے کہا ''ہاں۔''

میں نے اُسے کہا اس کو دفع کر کیونکہ رب تعالیٰ تم دونوں کو دیکھ رہا ہے۔
وہ کہنے لگا میں اس کو نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ رب تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ نہ فرما دے۔ میں نے اسے کہا پھر فیصلہ کیسے ہو پائے گا؟ جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ظاہری ہو چکا اور وحی کا آنا بھی منقطع ہو چکا۔

اس نے اپنے قریب ہی ایک آگ کی بھٹی کی طرف دیکھا جس کے مالک نے اس میں آگ جلا رکھی تھی، وہ اس کا دروازہ بند کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا ہم دونوں اس میں داخل ہوں گے۔ ہم میں سے جو حق پر ہو گا وہ بچ جائے گا اور جو باطل پر ہو گا وہ جل جائے گا۔

میں نے اس دوسرے شخص کو کہا کیا تو ایسا کرنے کے لئے تیار ہے۔

اس نے کہا ''ہاں''۔

وہ دونوں ایک دوسرے کا گریبان پکڑے اس آتش دان کے مالک کے پاس آئے اور اسے کہنے لگے کہ اس کا دروازہ نہ بند کرنا، ہم اس میں داخل ہونا چاہتے ہیں اس نے ان دونوں کو منع کیا، لیکن وہ کہنے لگے داخل ہو کر رہیں گے۔

مالک نے کہا تمہارا معاملہ کیا ہے؟ تم آگ میں کیوں کودنا چاہتے ہو؟ انہوں نے سارا ماجرا اسے سنایا، اس نے پھر بھی انہیں قسم دے کر روکنا چاہا کہ وہ ایسا نہ کریں، لیکن وہ نہ مانے۔ سنی (عاشق صحابہ رضی اللہ عنہم) نے اس بدعتی رافضی کو کہا، پہلے میں آگ میں داخل ہوں یا تو ہو گا؟

اس نے کہا پہلے تو داخل ہو گا۔

سنی آگے بڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جس کا وہ حقدار ہے، پھر یوں کر کے دعا مانگی۔

اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے کہ میرا دین اور اعتقاد یہ ہے کہ تیرے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنہوں نے تیرے رسول مکرم کی مدد کی اور اپنی جان و مال سب ان پر قربان کر دیا اور اس انداز سے آپ کی مدد کی کہ سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ کے مشن کے لئے آپ کے دست و بازو بنے۔ آپ اور جو کچھ آپ لائے اس پر ایمان لائے۔ اس آیت کے مصداق فقط وہی ہیں۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

''صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(توبہ: ۴۰، ترجمہ کنز الایمان)

یونہی ان کے دیگر فضائل ذکر کئے۔

(اے اللہ) پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ذریعے تو نے اسلام کو عزت دی اور ان کے ذریعے حق و باطل میں تفریق کی۔''

پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی کی اور ان کی لئے فرمایا:

لَوْ كَانَ لَنَا ثَالِثٌ لَزَوَّجْنَاكَ

''اے عثمان! اگر ہماری تیسری بیٹی ہوتی تو ہم وہ بھی تیرے نکاح میں دے دیتے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہی ''جیش عسرہ'' کی تیاری کا سامان فراہم کیا اور مصائب میں بھی دین نبوی کی خوب پاسداری کی۔ اس نے آپ کے اور بھی

فضائل ذکر کئے۔

ان کے بعد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ ہیں جو تیرے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کے ساتھ اپنی بیٹی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شادی کی، آپ کو ساری مخلوق سے زیادہ عزیز تھے اور وہ حسنین کریمین کے والد ماجد ہیں جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آنے والے حوادثات کا مقابلہ کر کے ان کو دور کرتے۔ ان کے اور فضائل بھی ذکر کئے۔

اے اللہ! بے شک میں اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہوں اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اوامر ونواہی پر بھی ایمان رکھتا ہوں، میں خوارج کے عقائد کا حامل نہیں ہوں، میں مر کے اٹھنے اور قیامت پر ایمان رکھتا ہوں، اے اللہ بے شک تو ہی حق کو واضح فرمانے والا ہے۔ تیری مثل کوئی چیز نہیں ہے، تو ہی سب کو قبروں سے نکالے گا میں ماننے والا ہوں بدعتی (اور منکر) نہیں ہوں۔

اے اللہ! یہ ہی میرا دین ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے، پس اگر میں حق پر ہوں تو اس آگ کو یوں ٹھنڈا کر دے جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈا کیا تھا اور تو اپنی طاقت اور قدرت سے اس آگ کی گرمی، اس کے شعلے اور اس کی اذیت کو مجھ سے پھیر دے، کیونکہ میں یہ اقدام فقط تیرے دین کی اور تیرے رسول کے لائے ہوئے پیغام کی بالا دستی کے لئے اٹھا رہا ہوں، اے اللہ میں تجھ پہ ایمان رکھتا ہوں۔ یہ دعا کر کے وہ آگ کی بھٹی میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ بدعتی آگے بڑھا اور سنی کی طرح اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر اپنے دین کا یوں اظہار کرنے لگا کہ:

رسول اللہ کے بعد سب لوگوں سے افضل علی بن ابی طالب ہیں، پھر اس نے سنی کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ذکر کئے۔ اور میں علی کے علاوہ کسی اور کو اس فضیلت کا حقدار نہیں سمجھتا، کیونکہ ابوبکر اپنے اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا تھا،

اس نے مسلمانوں سے قتال کیا اور مرتد ہو گیا تھا۔ عمر کا معاملہ بھی اسی طرح ہے، پھر وہ آپ کے بارے بھی خرافات بکنے لگا اور آپ کی تکذیب کرنے لگا۔

پھر اس نے کہا:

''اے اللہ! یہ میرا دین اور عقیدہ ہے۔

بعدازاں سنی کی طرح دعا کی اور آگ کی بھٹی میں داخل ہو گیا، (جب وہ دونوں ہی بھٹی میں داخل ہو گئے تو) آتش دان کے مالک نے بھٹی کا دروازہ بند کر دیا اور یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا کہ اب تو یہ دونوں ہی جل چکے ہوں گے نادانوں نے ایسے ہی خود کو اس گناہ (خودکشی) میں مبتلا کر ڈالا۔''

راوی کہتے ہیں:

اب وہاں پر میں اکیلا ہی رہ گیا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ جب تک ان کا معاملہ واضح نہیں ہوتا میں واپس نہیں جاؤں گا، میں بار بار بھٹی کے کبھی اس سائے میں جاتا کبھی اس سائے میں جاتا، میری نگاہیں بھٹی پر ہی جمی ہوئی تھیں یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا۔ میں نے اچانک آتش دان کا دروازہ کھلا:

وَخَرَجَ عَلَيَّ السُّنِّيُّ وَجَبِيْنُهُ يَعْرِقُ

''تو سنی اس سے نکل کر میرے پاس آ گیا درانحالیکہ اس کی پیشانی پر پسینہ آیا ہوا تھا۔''

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

میں نے آگے بڑھ کر اس کا منہ چوما اور پوچھا تو کیسا ہے؟ اس نے کہا میں خیریت سے ہوں۔

اُدْخِلْتُ اِلٰی مَجْلِسٍ مَفْرُوْشٍ بِاَنْوَاعِ الْفُرُشِ وَفِيْهِ اَنْوَاعُ الرَّيَاحِيْنَ وَالْخَدَمُ فَنُوِّمْتُ عَلَى الْفِرَاشِ اِلَى السَّاعَةِ حَتّٰى جَاءَنِيْ جَاءٍ فَقَالَ لِيْ قُمْ فَقَدْ حَانَ لَكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ هَاهُنَا وَقَدْ حَانَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ قُمْ فَصَلِّ فَخَرَجْتُ

''(جب میں آگ میں کودا تو) مجھ کو مختلف قسم کے قالینوں والی مجلس میں پہنچا دیا گیا اس میں طرح طرح کے پھول اور خادم تھے، پھر اس وقت تک مجھے ایک قالین پر سلا دیا گیا۔ یہاں تک کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھ سے کہا: اٹھو تمہارے یہاں سے جانے کا وقت ہو چکا ہے۔ نماز کا وقت بھی ہو گیا، اٹھو اور نماز پڑھو، پس میں بخریت نکل آیا ہوں۔''

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

میں نے اس کو کہا تم اِدھر ہی ٹھہرو میں بھٹی کے مالک کو بلا کے لاتا ہوں۔ وہ آیا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک تار تھی، وہ اس کے ساتھ اس رافضی کے بدن کو تلاش کرنے لگا۔ اس نے تار کے ساتھ اس کو کھینچ کر باہر نکالا جو جل کر کوئلہ ہو چکا تھا، پس اس کی پیشانی بچی تھی، جو صاف تھی، اس پر واضح طور پر دو سطروں میں یہ لکھا ہوا تھا جسے ہر آنے والا پڑھ سکتا تھا کہ:

هَذَا عَبْدٌ طَغٰی وَ کَفَرَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ آیِسٌ مِنَ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

''یہ وہ سرکش اور باغی انسان ہے جو ابوبکر اور عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کا منکر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔''

لوگوں نے تین دِن تک اپنی دکانیں بند رکھیں، اور باری باری آ کر اس عبرت کے نشان کو دیکھتے، اور اس سنی سے یہ واقعہ سنتے اس واقعہ کے بعد حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سب وشتم کرنے والے چار ہزار (۴۰۰۰) افراد نے توبہ کی۔

(اے اللہ! اس زمانے کے روافض غلاۃ کو بھی اس واقعہ سے عبرت لینے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ تبرا بازی سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین از مترجم)

باب نمبر ۸:

ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے نبی دستگیر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ انور کی پناہ لی اور اپنی تکلیف اور فقر و فاقہ میں آپ سے مدد مانگی

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
چل اُٹھ جبہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درجود ہے میرے مستانے والے

سنیو ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے
عاصیو تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ادائیگی امانت کیلئے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنے والے پر کرم نوازی:

ہمیں ابوالحسن علی بن ہبۃ اللہ شافعی مصر کے فقیہ اور مفتی نے خبر دی، انہیں فخر النساء شہدۃ بنت ابی نصر نے خبر دی، انہیں کہا گیا کہ آپ کو خبر دی نقیب طراد بن محمد نے، انہیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بشران نے، انہیں خبر دی ابوعلی حسن بن صفوان نے، انہیں عبداللہ بن محمد بن عبید نے انہیں محمد بن حسین نے انہیں ابوالمصعب مطرف نے، انہیں منکدر بن محمد نے بیان کیا کہ: میرے والد صاحب کے پاس ایک یمنی آدمی نے اسی (۸۰) دینار بطور امانت رکھ دیئے اور خود وہ شخص جہاد پر چلا گیا (جاتے ہوئے) میرے والد صاحب کو کہہ گیا کہ اگر آپ کو کوئی ضرورت درپیش ہو تو آپ انہیں خرچ کر سکتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ کی مشیت سے میں لوٹ آؤں (یعنی واپس آ کر میں لے لوں گا)۔

محمد بن منکدر فرماتے ہیں:

> ''اس کے جانے کے بعد اہل مدینہ سخت قحط زدگی میں مبتلا ہو گئے۔ میرے والد صاحب نے وہ دینار نکال کر لوگوں میں تقسیم کر دیئے، تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص واپس آ گیا اور ان سے دیناروں کی واپسی کا تقاضا کر دیا، میرے والد نے اسے کہا کہ تو میرے پاس کل آنا۔

وہ رات میرے والد نے مسجد نبوی میں یوں گزاری کہ:

مُتَلَوِّذًا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مَرَّةً وَبِمِنْبَرِ مَرَّةً حَتّٰى كَادَ يُصْبِحُ

کبھی روضہ انور کی پناہ لیتے اور کبھی ممبر نبوی کے پاس جا کر بار
گاہِ دستگیر دو جہاں میں فریاد کرتے حتیٰ کہ صبح کے آثار نمودار
ہونے لگے۔''

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے اچانک اندھیرے میں ایک شخص دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا اے محمد یہ پکڑ لو۔ میرے والد نے ہاتھ آگے کر کے پکڑا تو وہ ایک تھیلی تھی جس میں اسی دینار تھے۔ اگلے دِن آدمی آیا تو والد صاحب نے اس کی امانت اس کے سپرد کر دی۔

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہدیہ ایصال ثواب کرنے والے کا استغاثہ اور آپ کی کرم نوازی:

ہمیں ابو الحسن علی بن ہبۃ اللہ نے خبر دی۔ انہیں ابو طاہر سلفی نے انہیں شریف ابوعلی محمد بن محمد بن عبدالعزیز بن مہتدی عدل نے خبر دی، انہیں ان کے والد ابو الفضل محمد نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو القاسم عبید اللہ بن منصور مقریٔ نے بیان فرمایا:

وہ کہتے ہیں کہ:

''میرے والد صاحب مجھ سے ہفتہ بھر قرض لیتے رہتے تھے جو بعض اوقات سو (۱۰۰) (درہم یا دینار) ہو جاتے بلکہ کبھی سو سے بڑھ جاتے۔ وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے کہ مجھے ہفتے والے دِن دیں گے، حتیٰ کہ آپ نے کہا کئی مرتبہ یہ (یعنی قرض لے کر ہفتے کو ادا کرنے کا) عمل کیا بھی۔''

میں نے پوچھا آپ کے پاس یہ پیسے کہاں سے آتے ہیں؟

تو آپ رونے لگے اور فرمایا:

''اے میرے بیٹے! میں (پورا ہفتہ) ختم جمع کرتا رہتا ہوں، پھر جمعے کی رات اختتامی ختم پڑھ کر اس کا ثواب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر دیتا ہوں، اور عرض کرتا ہوں۔'':

يَا رَسُوْلَ اللهِ دَيْنِيْ، فَيَجِئْنِيْ مِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ يَوْمَ السَّبْتِ مَا اَقْضِيْ بِهٖ دَيْنِيْ

''یا رسول اللہ! میرے سر پہ قرض ہے، مجھے ہفتے کے دِن اتنی رقم مل جاتی ہے کہ میں اپنا قرض ادا کر لیتا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ وہ رقم کہاں سے آتی ہے۔''

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

مقروض غلام کا محبوب علیہ السلام کے حضور فریاد کرنا اور اس کی فریاد رسی فرمایا جانا:

میں نے حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجاور یوسف بن علی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر اس قدر قرض ہو گیا کہ میں نے مدینہ منورہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا:

فَاسْتَغَثْتُ بِهٖ فِيْ وَفَاءِ دَيْنِيْ

''اور اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے آپ سے مدد چاہی۔''

پس میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ

مجھے بیٹھنے کا اشارہ فرما رہے ہیں، دریں اثنا اللہ تعالیٰ نے میرے پاس ایک ایسا شخص بھیج دیا جس نے میرا قرض ادا کر دیا۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین ہے
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نہ چل سکنے والی فریاد کنندہ عورت پر دستگیر غلاماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم:

میں نے ابو علی ناصر بن موفق سلمی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ام فاطمہ نے بتایا کہ:

''جب وہ شہر نبوی میں پہنچی تو (مسلسل پیدل چلنے کی وجہ سے) اس کے قدموں میں ورم پڑ گئے، یہاں تک وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئی، اپاہج ہو کر رہی گئی، وہ روضۂ انور کی چاروں طرف چکر لگاتی اور یوں فریاد کرتی۔:

يَا حَبِيْبِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ النَّاسَ قَدْ رَحَلُوْا وَبَقِيْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ التَّصَرُّفَ فَاِمَّا اَنْ اُنْجَبِرَ عَلٰى اَهْلِيْ اَوِالْحَقُ بِكَ

''اے میرے محبوب اے اللہ کے رسول! میرے قافلے والے سبھی لوگ جا چکے، ایک میں ہی باقی رہ گئی ہوں جو واپس جانے کی طاقت نہیں رکھتی، یا تو مجھے میرے اہل خانہ تک پہنچا دیجئے یا پھر اپنے پاس بلا لیجئے۔''

کس کا منہ تکئے کہاں جایئے کس سے کہئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

وہ عورت بار بار یہ التجا کر رہی تھی، اسی حالت میں روضہ پاک کے پاس ٹھہری رہی، پس اچانک تین عربی نوجوان آئے جو یہ کہہ رہے تھے کوئی ہے جو مکہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو؟

میں جلدی سے ان کی طرف بڑھی اور کہا میں جانا چاہتی ہوں۔ ان میں سے ایک نے کہا، پھر کھڑی ہو جائیں، میں نے کہا میں اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس نے کہا اپنے پاؤں دیکھائیں، میں نے آگے بڑھائے، جب انہوں نے پیروں کی حالت دیکھی تو کہنے لگے کے ''ہاں یہ ہی ہے۔'' پھر انہوں نے مجھے مٹکے کی طرح اٹھا کر سواری پر سوار کیا اور مجھے مکہ پاک تک پہنچا دیا۔''

ان میں سے ایک نوجوان سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے حکم فرمایا۔

اس بیٹھی ہوئی عورت کو اپنے ساتھ لے جاؤ، کیونکہ اس کے قدموں میں ورم پڑ چکے ہیں اور اسے مکہ مکرمہ پہنچا دو یہ کافی دیر سے ہماری بارگاہ میں فریاد کر رہی ہے۔

امّ فاطمہ کہتی ہیں:

> ''میں مکہ پاک اس بہترین حالت میں پہنچی کہ میرے قدم بالکل ٹھیک ہو چکے تھے۔ اب میں ذرا بھر بھی تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہی تھی۔ حتیٰ کہ میں اسکندریہ پہنچ گئی، واقعہ بعینہٖ یوں ہے یا اس کے ہم معنیٰ۔''

قسمت میں لاکھ پھیر ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بے کس نواز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آپ کے غلاموں کیلئے زادِ راہ کا انتظام ہونا:

میں نے عبدالعظیم بن علی دکالی کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''دکّالہ کے رہنے والے دس افراد پر مشتمل ہم فقراء کی جماعت مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے، جب رخصت ہوتے وقت ہم نے بارگاہ رسالت مآب میں حاضری دی تو ہم نے عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللهِ مَالَنَا مَانَتَزَوَّدُ فِيْ ضِيَافَتِكَ اِلٰى ضِيَافَةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ صلی اللہ علیہ وسلم

''یا رسول اللہ! آپ کی ضیافت سے ہمارے پاس ایسا کچھ نہیں ہے جسے لے کر ہم اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت تک پہنچ سکیں۔''

جب ہم ''وادی قریٰ'' پہنچے تو ہم میں سے ایک فقیر کو تین مصری دینار ملے، ہم ان سے نفع حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

اسی سرکار سے دنیا و دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربار عالی کنز آمال و امانی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

شاہِ بطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آنکھوں کا ٹھیک ہو جانا:

یہ واقعہ بھی میں نے شیخ دکالی سے ہی سنا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن جزولی نے بیان کیا جو سیدی شیخ ابو محمد صالح کے اصحاب سے ہیں۔

وہ (فرماتے ہیں کہ)

ہر سال میری آنکھیں خراب ہو جاتی تھیں، جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا، میری آنکھوں میں پھر تکلیف ہو گئی۔ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللهِ اَنَا فِي حَمَايَتِكَ فَاِنَّ عَيْنَيَّ مَرِيْضَةٌ

''اے رسول خدا! میں آپ کی حمائت میں ہوں، پھر بھی میری آنکھیں خراب ہو گئیں۔''

تم ہو شفائے مرض خلق خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(بس یہ عرض کرنا تھا کہ) مجھے شفا ہو گئی، پھر محبوب علیہ السلام کی برکت سے میری آنکھوں کو آج تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

صاحب جود و کرم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کے لئے سفر کا انتظام فرما دیا:

میں نے شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم رندی رحمۃ اللہ علیہ سے اسکندریہ کی سرحد پہ سنا، آپ نے فرمایا:

''میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا، میرے ساتھ کچھ فقراء بھی تھے، ہم نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو میں بار گاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:

يَارَسُوْلَ اللهِ اَحْتَاجُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بیس (۲۰) درہموں کی ضرورت

ہے۔“

پس ایک شخص مجھے ملا جس نے (۲۰) درہم میرے حوالے کر دیئے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
”نہیں“ سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو مروان موذن کی مشکل کشائی فرما دی:

میں نے ابو موسیٰ بن سلامہ بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ:

ابو مروان عبدالملک بن حزب اللہ جو حضرت خلیل علیہ السلام کے پاس موذن تھا، وہ مدینہ طیبہ میں تیرا برس رہائش پزیر رہا، اہل مدینہ کو سخت قحط سالی پہنچی، وہ کہتے ہیں میں نے اپنے معاملے میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں استخارہ کیا، پس مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے آپ کی بارگاہ میں اپنی حاجت کی شکایت کی۔

آپ نے مجھے فرمایا:

ملک شام کو چلے جاؤ۔“

میں نے عرض کی:

حضور میں آپ کی جدائی کیسے برداشت کروں گا؟

اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے پھر فرمایا:

ملک شام چلے جاؤ۔

میں نے پھر عرض کی:
یا رسول اللہ! آپ سے جدا ہو کر میں کیسے صبر کروں گا؟
آپ نے فرمایا:
اِرۡحَلۡ اِلَی الشَّامِ اِلٰی قَبۡرِ اَبِی اِبۡرَاهِیۡمَ خَلِیۡلِ الرَّحۡمٰنِ علیہ السلام
''ملک شام میں میرے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے مزار اقدس پر چلے جاؤ۔''
فرماتے ہیں پھر میں شام چلا گیا تو میرے لئے بھلائی ہی بھلائی ہوگئی۔

صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم نوازی سے حضرت ابو الغیث ربیع ماردینی بغیر تعلیم کے ہی قرآن پڑھنے لگے:

میں نے ابو موسیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:
''مجھے یہ بات پہنچی کہ ہمارے شیخ ابو الغیث ربیع ماردینی بغیر تعلیم کے قرآن کو دیکھ کر پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ میرا دِل یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا۔ جب میں آپ کے پاس مکہ مکرمہ حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ نہایت ہی اچھے طریقے سے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:
میں شہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا میں نے رات مسجد نبوی میں گزاری اور تنہائی میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔
فَتَشَفَّعۡتُ اِلَی اللهِ سُبۡحَانَهٗ بِالنَّبِیِّ ﷺ اَنۡ یُّسَهِّلَ عَلَیَّ الۡقُرۡاٰنَ فِی الۡمُصۡحَفِ

''اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سفارشی بنا کر دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے مصحف میں قرآن مجید پڑھنا سہل فرما دے۔''

فرماتے ہیں:

''میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھ پر اُونگھ چھا گئی اور میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول فرما لی ہے۔ تو مصحف کھول اور قران مجید کی تلاوت کر۔''

جب صبح ہوئی تو میں مصحف کھول کر قرآن مجید پڑھنا شروع ہو گیا میں یوں قرآن پڑھتا، پھر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کوئی آیت مجھ سے صحیح نہ پڑھی جاتی، تو میں سو جاتا خواب میں مجھے کوئی دکھائی دیتا جو مجھے یہ کہتا ہے جو آیت تجھ سے صحیح طریقے سے نہیں پڑھی جا رہی تھی اس کو یوں پڑھتے ہیں:

تیرے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی
زبان بے زبانی ترجمان خستہ جانی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک فقیر قاریٔ قرآن کا بارگاہِ شاہِ انس و جاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرنا:

میں نے سید شریف فقیہ الامام علامہ تقی الدین عبدالغنی بن ابوبکر بن عبداللہ نسبتاً حسنی مذہباً شافعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''مجھے یہ بات پہنچی کہ مصر کی جامع مسجد ''عتیق'' کے قرآت سبعہ کے ایک ماہر استاد نے یہ قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ ان سے پڑھنے

والے کسی مستحق کو بھی اجازت نہیں دے گا جب تک کہ وہ اسے
دس دینار نہ دے دے اور اگر اس نے ایسا کر دیا تو اس کی بیوی
کو تین طلاقیں۔''

پھر ایک فقیر آدمی ان کو ملا اور ان سے قرأت پڑھنے لگا، اس فقیر نے جب قرأت کی تکمیل کر لی تو ان سے اجازت چاہی استاد نے اسے اپنی قسم کے بارے بتایا (یہ سن کر) اس فقیر کا دِل بہت غمگین ہوا، اس کے ساتھیوں نے پانچ دینار اکٹھے کر کے اسے دیئے، وہ لے کر ان کے پاس پہنچا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

وہ اِن کے پاس سے اٹھ کے چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ کجاوہ چکر لگا رہا ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم یہ دینار میں فقط حج کی تیاری میں خرچ کرونگا پس اس نے اپنی ضرورت کی اشیاء خریدیں (اور مکہ پاک کی جانب چل دیا) جب مکہ پاک پہنچ گیا وہاں حج وعمرہ کر کے وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہوا تو آپ کی بارگاہ میں یوں سلام عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ!

''پھر اس نے قرآن مجید کا دسواں حصہ ائمہ سبعہ کی روایت
کے مطابق پڑھا اور عرض گزار ہوا:

هٰذِهٖ قِرَأتِيْ عَلٰى فُلَانٍ عَنْكَ عَنْ جِبْرِيْلَ عَلَيْكُمَا
السَّلَامُ عَنِ اللهِ تَعَالٰى

''یہ قرأت میں نے اپنے فلاں استاد سے حاصل کیں ہیں جو
انہوں نے آپ کے حوالے سے آپ نے جبرئیل امیں سے اور

جبرئیل نے اللہ عزوجل سے۔‘‘

وَقَدْ سَأَلْتُ شَيْخِي الْاِجَازَةَ فَاَبٰى وَقَدْ اِسْتَغَثْتُ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِي تَحْصِيْلِهَا

’’میں نے اپنے استاد سے اس کی اجازت چاہی لیکن انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ یا رسول اللہ! اس کی اجازت کے حصول کیلئے میں آپ سے مدد چاہتا ہوں۔‘‘

پھر وہ سو گیا۔ اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے اسے فرمایا:

يَقُوْلُ لَكَ الرَّسُوْلُ سَلِّمْ عَلٰى شَيْخِكَ وَقُلْ لَهٗ! يَقُوْلُ لَكَ الرَّسُوْلُ اَجِزْنِيْ بِلَاشَيْءٍ فَاِنْ لَمْ يُصَدِّقْكَ فَقُلْ لَهٗ ’’زُمَرًا زُمَرًا‘‘۔

’’رسول اللہ تجھے فرماتے ہیں کہ اپنے استاد کو جا کے میرا اسلام کہنا اور اسے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجھے حکم ہے کہ مجھے بغیر کسی معاوضے کے اجازت دے دیں۔ اگر وہ تیری تصدیق نہ کریں تو اسے کہنا ’’زُمَرًا زُمَرًا‘‘

وہ فقیر جب مصر پہنچا تو اپنے اس شیخ کو ملا اور اس کو نشانی بیان کئے بغیر پیغام پہنچایا شیخ نے اس کی تصدیق نہ کی، پھر اس نے نشانی بیان کرتے ہوئے کہا ’’زُمَرًا زُمَرًا۔‘‘

(یہ سنتے ہی) شیخ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کے گر پڑا۔ انہیں جب ہوش آیا تو ان کے شاگردوں نے پوچھا استاد جی کیا بات ہے؟

وہ کہنے لگے:

میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا ایک دِن میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا:

وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾

''ان میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں۔

(کنز الایمان: بقرہ:۷۸)

تو میں نے قسم اٹھالی آج کے بعد میں سمجھے بغیر قرآن مجید نہیں پڑھوں گا، ایک عرصہ گزر گیا میں قرآن مجید کے ایک تھوڑے سے حصے سے آگے نہ جا سکا، حتیٰ کہ میں قرآن پاک بھول گیا، میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا پھر اس کو حفظ کرنے میں شروع ہو گیا۔ پس میں نے حفظ کر لیا۔

یونہی ایک دِن میں تلاوت کر رہا تھا جب اس فرمان ربانی پر پہنچا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾ (فاطر:۳۲)

''پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔'' (ترجمہ کنز الایمان)

میں نے کہا:

''کاش میں یہ جان سکتا کہ میں ان اقسام میں سے کس قسم
کے لوگوں سے ہوں۔ پھر میں نے کہا، یہ تو پکی بات ہے کہ میں
دوسری اور تیسری قسم کے لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ پس متعین
ہو گیا کہ میں پہلی قسم کے افراد سے ہی ہوں۔''

پھر اس رات میں پریشان دِل لئے سو گیا، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے فرمایا:

اِبْشِرْ، قُرَّاءُ الْقُرْآنِ اِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ زُمَرًا زُمَرًا

''تجھے مبارک ہو، قران کے قاری جنت میں گروہ در گروہ داخل
ہوں گے۔''

پھر وہ استاد آگے بڑھے اور اس فقیر کی پیشانی پر بوسہ دیا، اور حاضرین کو مخاطب ہوتے کہا:

میں تمہیں گواہ بنا کر اسے قرأت کی اجازت دیتا ہوں یہ جسے چاہے جہاں چاہے پڑھائے۔

(وہ درویش قاری فرماتے ہیں)

وَذٰلِكَ كُلُّهُ بِبَرَكَةِ الْاِسْتِغَاثَةِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

''یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کرنے کی برکت سے
ہے۔''

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی ناداری کی وجہ سے استغاثہ کرنا:

شیخ ابو ابراہیم وادار کے حوالے سے مجھے بیان کیا گیا مغرب میں ان کی کرامات بہت مشہور ہیں۔

کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حج کیا، جب یہ مکہ پہنچے اور اپنے اپنے حج زیارات سے فارغ ہوئے تو ان کے ساتھی انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ کیونکہ ان کے پاس خرچ بہت کم تھا۔

آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے:

وَاسْتَغَاثَ بِهِ

آپ سے مدد چاہی، اور عرض کیا حضور! آپ نے دیکھا کہ میرے ساتھی مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

راہ پر خار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا
بے کسی یار ہے کیا ہونا ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اسے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا تو مکہ پاک چلا جا، جب زمزم کے پاس پہنچے گا تو تجھے ایک آدمی ملے گا، جو لوگوں کو زمزم پلا رہا ہو گا، اسے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے حکم دیا ہے کہ مجھے میرے گھر تک پہنچاؤ۔

فرماتے ہیں:

''میں مکہ پاک پہنچا، جب زمزم پہ گیا تو اس نے میرے سوال کرنے سے پہلے ہی مجھے دیکھتے ہی کہا: مجھ پہ مہربانی کرتے

ہوئے تھوڑا انتظار کریں تاکہ میں لوگوں سے فارغ ہو جاؤں،
جب وہ فارغ ہوا تو رات چھا چکی تھی۔ اس نے مجھے کہا، کعبۃ
اللہ کی الوداع زیارت کر لیں اور میرے ساتھ مکہ پاک
کے بالائی حصے کی جانب چلو، میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور
اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا، جب صبح کا وقت قریب ہوا تو میں
ایسی وادی میں تھا جس میں درخت اور پانی کے چشمے تھے، میں
نے کہا یہ جگہ تو ''وادی شفشاوۃ'' جیسی ہے۔ جب صبح طلوع ہوئی
تو وہ حقیقتاً ''وادی شفشاوۃ'' ہی تھی۔''

میں اپنے گھر پہنچا، میں نے انہیں اس بات کی خبر دی، تو انہیں اور دیگر سب لوگوں کو بھی بہت حیرت ہوئی۔ لوگوں نے مجھ سے میرے ساتھیوں کے بارے پوچھا، میں نے انہیں بتایا کہ وہ مجھے (مفلس جان کر) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی چھوڑ آئے تھے۔ ان میں سے کچھ نے میری بات کی تصدیق کی اور کچھ نے تکذیب کی، پھر چند ماہ کے بعد جب میرے ساتھی بھی پہنچے تو انہوں نے بھی لوگوں کو یہ واقعہ بیان کیا (تب سب کو میری بات پر یقین ہوا)

صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوں والا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیئے
خالق کا بندہ خلق کا مولا کہوں تجھے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک مظلوم شخص کا بارگاہِ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرنا:

حافظ ابو القاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ ابو القاسم

ثابت بن احمد بغدادی نے شہر نبوی میں ایک شخص دیکھا جس نے قبر نبوی کے پاس صبح کی اذان پڑھی اور اس میں یہ الفاظ کہے ......**اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ** ......(نماز نیند سے بہتر ہے) مسجد کے ایک خادم نے یہ کلمات سنے تو اس نے اذان دینے والے کو ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔

اس آدمی نے روتے ہوئے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کی:

یَارَسُوْلَ اللہِ فِی حَضْرَتِكَ بِیْ هٰذَا الْفِعْلُ

''یا رسول اللہ! آپ کی بارگاہِ رحمت میں بھی میرے ساتھ ایسا کام؟''

(ادھر اس کا فریاد کرنا تھا کہ ادھر) اسی وقت اس خادم کو فالج ہو گیا، اسے اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا گیا، جہاں وہ تین دِن کے بعد فوت ہو گیا۔

خوف نہ رکھ اے رضا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیری لئے امان ہے تیری لئے امان ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس واقعہ کی ایک اور سند:

ہمیں ابوالعباس احمد بن حامد نے بیان کیا انہیں ابوالحسن علی بن حسین نے بیان کیا، وہ شیخ زاہد ابوالفتح نصر بن ابراہیم مقدسی سے روایت کرتے ہیں، انہیں ابو القاسم ثابت بن احمد بن حسین بغدادی نے بیان کیا کہ انہوں نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک آدمی دیکھا، پھر مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا۔

بارگاہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرنے والی ایک ہاشمی خاتون کی فریادرسی:

مذکورہ واقعہ سے ملتا جلتا ہی وہ واقعہ ہے جو میں نے یوسف بن علی زناتی

کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ:

ایک ہاشمی خاتون تھی جو مدینہ پاک میں رہائش پذیر تھی اسے بعض خادم اذیت دیتے تھے۔

فَاسْتَغَاثَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ

''تو اس نے اس بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کردی۔ اس نے روضۂ انور سے یہ آواز سنی کہ:

اَمَا لَكِ فِيَّ اُسْوَةٌ؟ اِصْبِرِيْ كَمَا صَبَرْتُ اَوْ نَحْوُ هٰذَا

''کیا تیرے لئے میری سیرت نمونہ نہیں ہے؟ صبر کرو جیسا کہ میں نے صبر کیا تھا، یا اس کی مثل فرمایا:

وہ خاتون کہتی ہے:

یہ سننا تھا کہ میری ساری پریشانی ختم ہوگئی۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اور وہ تینوں خادم فوت ہوگئے جو مجھے تکلیف دیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ:

''اس عورت کا وصال مدینہ منورہ میں ہی ہوا تھا۔''

ایک تنگ دست فریادی پر کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

میں نے ابو عمران موسیٰ بن محمد تبریزی کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''میں شہر نبوی میں حاضر تھا، میں شدید تنگدستی میں مبتلا ہوگیا۔''

میں روضۂ انور پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:

يَاحَبِيْبِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فِى اللّٰهِ وَضِيَافِتِكَ

''یا حبیبی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اللہ اور آپ کی مہمان نوازی میں ہوں۔'' (سخت تنگدستی کا سامنا ہے)

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

میں نماز عصر کے انتظار میں تھا کہ مجھے اونگھ آ گئی، میں کیا دیکھتا ہوں کہ حجرہ مبارکہ کھلتا ہے۔ اور تین ذوات قدسیہ اس سے نکلتی ہیں، میں کھڑا ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنے لگا، میرے پہلو میں جو شخص تھا اس نے مجھے کہا بیٹھ جاؤ۔

فَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ یُسَلِّمُ عَلَى الْحُجَّاجِ وَیُفَرِّقُ الزَّادَ عَلَى الْمُنْقَطِعِیْنَ

''کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجیوں کو سلام رحمت فرمانے لگے ہیں اور تنگدستوں میں زادِ راہ تقسیم فرمانے لگے ہیں۔''

میں نے کہا میں بھی تو انہیں محتاجوں میں سے ہوں۔ پس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاج کی جانب تشریف لائے تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کے دست مبارک کو چوم لیا، آپ نے میرے ہاتھ میں خبصہ نما (بالائی کھجور اور میدہ سے تیار کی ہوئی مٹھائی یا حلوہ، مترجم) کوئی چیز تھما دی، میں نے وہ اپنے منہ میں رکھ لی، میں جب بیدار ہوا تو میں اس (کے ذائقہ اور) خوشبو کی وجہ سے اپنے منہ کو حرکت دے رہا تھا پس میں وہاں سے اس حال میں واپس آیا کہ اللہ رب العزت نے میرے لئے سواری کا انتظام فرما دیا اور اپنے مقرب بندوں میں سے ایک بندہ میرے لئے

مقرر فرما دیا جو میرے مکہ مکرمہ پہنچنے تک میری خدمت کرتا رہا یہ سب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کا نتیجہ ہے۔

ہیں تیرے سپرد سب امیدیں
اے جود و نوال مصطفائی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکارِ کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے گمشدہ بچے کا مل جانا:

میں نے شیخ ابو القاسم بن یوسف اسکندری کو فرماتے ہوئے سنا کہ
میں مدینۃ الرسول میں حاضر تھا، میں نے روضہ نبوی کے پاس ایک شخص کو اس حال میں دیکھا کہ

وَهُوَ يَسْتَغِيْثُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ تَحَسَّبْتُ بِكَ رُدَّ عَلَّى وَلَدِىْ

''وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگتے ہوئے عرض کر رہا تھا یا رسول اللہ! بس آپ ہی میری امیدوں کا محور ہیں، میرا بیٹا مجھے ملوا دیجئے۔''

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

میں نے اس شخص سے اس کی پریشانی پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں جدہ سے نکلا تو میرا بیٹا کجاوہ کی ایک طرف بیٹھا ہوا تھا، وہ اپنی حاجت کو اترا تو پھر وہ مجھے نظر نہ آیا۔

ابو القاسم فرماتے ہیں کہ:

بعدازاں دو برس کے بعد میں نے اس آدمی کو مصر میں دیکھا میں نے اس سے اس کے بیٹے کے بارے پوچھا تو اس نے بتایا کہ رب تعالیٰ نے مجھے میرا بیٹا ملا دیا تھا۔ وہ بنی شعبہ کے پاس ان کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔

ایک نیک عورت کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے اسے حکم دیا کہ بنی شعبہ سے فلاں مصری نوجوان لے کر اس کے گھر والوں تک پہنچا دو، یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے اور آپ پر بھروسہ کرنے کی برکت سے ہی ہوا ہے۔

مدرسے کے طلباء کا اجتماعی طور پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنا:

میں نے ابوعبداللہ محمد بن ابوالامان سے سنا وہ کہتے ہیں

جب ابوعزیز قتادہ مدینہ پاک میں اس پر قبضے کے ارادہ سے داخل ہوا تو وہ ''باب البلاط'' سے ''باب الحدید'' کی طرف داخل ہوا، مدینہ پاک کے کچھ حصے پر اس نے قبضہ بھی کر لیا، اتنے میں ایک بشریٰ نامی خادم آیا جو ایک مدرسے کے بچوں کو پکڑ کر ان کی گردنوں میں عمامے ڈالے ہوئے انہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے آیا، وہ سب بیک زبان یوں فریاد کرنے لگے:

اِسْتَجَرْنَا بِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ

یارسول اللہ! ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔''

یا نبی کس کی امان چاہئے رضائے خستہ
تیرے دامن کے سوا اور ہے دامن کس کا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پھر دو مردوں شریف اور مولیٰ نے ہی ابوعزیز اور اس کے لشکر کو مدینہ منورہ سے مار بھگایا۔

فائدہ:

(مصنف فرماتے ہیں) اگر میں اس عنوان پر تتبع اور جستجو کروں تو (اتنا مواد اکٹھا ہو جائے کہ) قلمیں گِس جائیں، دواتیں خشک ہو جائیں اور رجسٹر ختم ہو جائیں [1]

کہہ لے گی سب کچھ ان کے منگتے کی خامشی:

میں نے اپنے بعض مجتہد بھائیوں سے پوچھا جو شہر نبوی میں سفر تجرید کے ساتھ قیام پذیر رہے۔ کہ تم جتنا عرصہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گوشہ نشین رہے کبھی کسی معاملے میں آپ سے مدد چاہی یا آپ کی مانگی؟ وہ فرمانے لگے۔

کُنْتُ اَسْتَحِیْ مِنْهُ اَنْ اَسْئَلَهٗ اِذْ کُنْتُ فِیْ حَضْرَتِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم

''آپ کی بارگاہ ناز میں رہتے ہوئے مجھے حیا آتی کہ آپ سے کسی چیز کا سوال کروں۔''

کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر
کہ تجھ پہ مری حالت دل کھلی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] اسی سلسلے کی وہ روایت ہے جو امام بیہقی نے ''شعب الایمان ۳/ ۴۹۵ میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق ثقفی سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق قرشی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ مدینہ منورہ میں ہمارے ہاں آدمی تھا، وہ جب کوئی برائی دیکھتا اور اسے روکنے کی طاقت نہ رکھتا تو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر یوں عرض کرتا:

اَیَا قَبْرَ النَّبِیِّ وَصَاحِبَیْهِ اَلَا یَا غَوْثَنَا لَوْ تَعْلَمُوْنَا

اے نبی پاک اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے مزارات، اے ہمارے مدد گار کاش کہ آپ ہمیں جانتے (یعنی ہماری مدد کیجئے)

ایک فاقہ کش کا بارگاہ قاسم رزق ﷺ میں استغاثہ کرنا:

شیخ ابو عبداللہ بن خفیف کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا کہ مجھے سخت بھوک لگ گئی، جب مجھے بھوک کی شدت محسوس ہوئی تو میں روضۂ رسول پہ حاضر ہوا اور عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللہِ اَنَا جَائِعٌ

''یا رسول اللہ! میں بھوکا ہوں۔''

(یہ عرض کرتے ہی) مجھے میرے نفس نے زجر و توبیخ کی تو میں شرمندہ ہو گیا (کہ اتنی بڑی بارگاہ سے ایسا حقیر سا سوال) اس دِن مجھ کو کھانا کھلا دیا گیا، میں نے خود کو کئی بار کوسا۔

ایک بھوک کے مارے فریادی پر نوازش مصطفیٰ ﷺ:

میں نے فقیہہ، امام ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق بن خضر مالکی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فقیہہ برہان الدین ابراہیم بن طیب مالکی کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معتمد انسان سے سنا کہ وہ مدینۃ الرسول ﷺ میں حاضر تھا، اسے بھوک لگ گئی، وہ قبر نبوی پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:

یَارَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ جَائِعٌ

''یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں۔''

(عرض کر کے) حجرۂ مقدسہ کے قریب ہی بیٹھ گیا، اس کے پاس سادات میں سے ایک شخص آیا اور اسے کہا اٹھئے، اس نے کہا کہاں کے لئے؟ انہوں نے کہا میرے ہاں سے کچھ کھانا کھا لیں۔

وہ شخص سید صاحب کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا، انہوں نے اس کو ایک پیالہ دیا جس میں شوربا، گوشت اور تیل ڈالا ہوا تھا، سید صاحب نے اسے کہا کھا

لیجئے، اس نے پیٹ بھر کے کھا لیا، جب واپس آنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا اور کھالیں، انہوں نے پھر کھایا جب وہ واپس جانے لگا تو سید صاحب نے کہا:

اے میرے بھائی! آپ حضرات دور دراز کے شہروں سے آتے ہو، بیابانوں اور جنگلوں کا سفر طے کرتے ہو اور اپنے اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر سمندروں کو چیرتے ہوئے مشقتوں کے ساتھ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہو اور آ کر تمہاری سب سے بڑی درخواست یہ ہوتی ہے کہ تمہیں روٹی کا ایک ٹکڑا مل جائے۔

یَا اَخِیْ لَوْ طَلَبْتَ الْجَنَّةَ اَوِ الْمَغْفِرَةَ اَوِ الرِّضَا اَوْ مَهْمَا طَلَبْتَ لَنَلْتَهُ بِبَرَكَةِ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ ﷺ

''اے میرے بھائی! (یہ تو شہنشاہوں کا در ہے، اورتم چھوٹی چھوٹی التجائیں کرتے ہو) کاش کہ تم جنت مانگو، یا مغفرت طلب کرو یا دولت رضا مانگو یا پھر اپنی حاجت طلب کو ہی ترک کر دو تو بھی اس کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے تمہیں تمہارا مقصود ضرور حاصل ہو گا۔''

یہ اسی طرح ہے یا اس کے ہم معنیٰ

جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
زرنا خرید ایک کنیز ان کے گھر کی ہے
اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے
مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ ''لا'' ہے نہ حاجت ''اگر'' کی ہے

ابو العباس احمد بن نفیس مقری کا بھوک کی شدت کی وجہ سے بارگاہِ دستگیر دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ اور ان پر کرم نوازی:

ہمیں خبر دی ہمارے شیخ امام ابو الحسن بن ابو الفضل شافعی نے، انہیں شیخ امام ابو طاہر احمد بن محمد شافعی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ''ثغر'' میں ابو الفضل احمد بن عبد الکریم بن مقاتل قیروانی مقری سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے ابو العباس احمد بن عمر بن احمد باجی سے ''تونس'' میں سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نابینا استاذ القراء ابو العباس بن نفیس تونسی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ:

> ''جس وقت میں حجاز مقدس سے واپس آیا اور مغرب کی طرف جا رہا تھا تو مصر میں مجھے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا اے ابو العباس تم تو ہمیں پریشان کر گئے ہو، آپ نے یہ اس لئے فرمایا تھا کہ میں آپ کی قبر انور کے پاس کثرت سے تلاوت قرآن کیا کرتا تھا۔''

باجی کہتے ہیں:

''میں نے پوچھا استاد جی آپ نے سرکار کی بارگاہ میں کتنی بار قران مجید ختم کیا؟ آپ نے فرمایا:

''ایک ہزار بار۔''

فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مدینہ پاک میں تین دِن تک بھوک میں مبتلا رہا، میں روضہ رسول کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

یا رسول اللہ! مجھے بھوک لگی ہے پھر میں (شدت بھوک کی وجہ سے) حالت ضعیفی میں ہی سو گیا، مجھے ایک بچی نے اپنے پاؤں کے ساتھ حرکت دے

کے جگایا تو میں اُٹھ کھڑا ہوا، وہ کہنے لگی کہ میرے ساتھ چلو میں اس کے ساتھ اس کے گھر چلا گیا، اس نے مجھے گندم کی روٹی، کھجور اور گھی دیا اور مجھے کہنے لگی۔

كُلْ يَا اَبَا الْعَبَّاسِ فَقَدْ اَمَرَنِي بِهٰذَا جَدِّيْ ﷺ وَمَتٰى جُعْتَ فَأْتِ اِلَيْنَا

''اے ابو العباس! کھا لیجئے، آپ کو کھانا کھلانے کا حکم میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا، آپ کو جب بھی بھوک لگے ہمارے گھر آ کے کھانا کھا لیا کریں۔''

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر۹:

صحراؤں، بیابانوں اور سمندروں کی سرکش لہروں میں اُمید حیات منقطع کر بیٹھنے والوں اور ظالموں اور کفار کے چنگل میں پھنسے ہوئے لوگوں کا نبی مشکل کشا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا

سب کی ہے تم تک رسائی
بارگہ تک تم رسا ہو
کیوں رضا مشکل سے ڈریے
جب نبی مشکل کشا ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا دشمن کی قید سے نجات پانا:

امام واحدی، اللہ تعالٰی کے اس فرمان:

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا

''اور جواللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔'' (ترجمہ کنز الایمان طلاق:۲)

کے بارے فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی ہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین نے حضرت عوف بن مالک اشجعی کے بیٹے کو قید کر لیا تو وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور اس پریشانی کی شکایت کی کہ دشمنوں نے میرے بیٹے کو قید کر لیا ہے، اس وجہ سے اس کی ماں بہت زیادہ رورہی ہے۔ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں (میں کیا کروں)؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم اللہ سے ڈرتے رہو اور صبر کا دامن تھامے رکھو، اور تم زوجین اس وظیفے کی کثرت کرو۔

"لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

آپ اپنے گھر آئے اور آکر اپنی بیوی کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم دونوں کے لئے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ ہم ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' کی کثرت کریں۔

بیوی کہنے لگی، آپ نے بہت اچھا حکم دیا ہے، پھر وہ دونوں ان کلمات

کی کثرت کرنے لگے۔

پس (ایک دِن) دشمن آپ کے بیٹے سے بے خبر ہوا تو وہ ان کی چار ہزار بکریوں کا ریوڑ ہانک کر اپنے والد کے پاس لے آیا، اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی ہے[1]

پہلی امتوں کے لوگ بھی ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے ہی کامیاب ہوا کرتے تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان سے جنگ وجدال کیا کرتے، ان یہود کا جب کبھی بھی ان کا سامنا ہوا یہود کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ پھر انہوں نے اس دعا کے ذریعے استغاثہ کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا اٰخِرَ الزَّمَانِ اِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ

''اے اللہ! ہم تجھ سے اس امی لقب نبی کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں جن کے بارے تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو ہمارے لئے انہیں آخری زمانے میں مبعوث فرمائے گا، اس محبوب کے طفیل تو دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔''

ابن عباس فرماتے ہیں:

''پھر جب بھی ان کی لڑائی غطفان سے ہوئی انہوں نے ایسے ہی دعا کی اور انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔''

اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے یہ آیت پاک نازل فرمائی ہے:

---

[1] اسے امام سیوطی نے ''لباب النقول'' ص ۴۹۳ پر نقل کیا ہے، (بحوالہ حاشیہ جلالین) یونہی امام حاکم نے ''مستدرک'' ۲/ ۵۳۴ میں ہدیث نمبر ۳۸۲۰ کے تحت نقل کیا ہے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهِ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ (البقرہ:۸۹)

اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہنچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔''

حضرت ابن عباس اس کی تفسیر یوں فرمایا کرتے:

اَیْ بِکَ یَا مُحَمَّدُ ﷺ

''یعنی اے محبوب آپ کے وسیلے سے۔''

رومیوں کی قید میں پھنسے ایک نوجوان کے والد کی بارگاہ مصطفوی ﷺ میں فریاد اور اس کے بیٹے کی رہائی:

ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی مخزومی نے بیان کیا انہیں ابو محمد عبداللہ بن محمد ازدی کحال اندلسی نے خبر دی جو کہ ایک نیک آدمی تھے وہ کہتے ہیں کہ:

''اندلس میں ایک آدمی تھا جس کے بیٹے کو گرفتار کرلیا گیا، وہ اپنے شہر سے نکلا تا کہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کے حوالے سے درخواست پیش کر سکے۔''

رستے میں اسے اس کا ایک جاننے والا مل گیا، اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں شفاعت کی بھیک مانگنے جا رہا ہوں کیونکہ میرے بیٹے کو رومیوں نے قید کر لیا ہے جسے چھوڑنے کا انہوں نے تین دینار تاوان مقرر کر رکھا ہے اور میں اتنی رقم دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔

تو اس نے اسے کہا:

اِنَّ التَشَفُّعَ بِالنَّبِیِّ ﷺ فِی کُلِّ مَکَانٍ نَافِعٌ

نبی پاک ﷺ کی شفاعت چاہنا ہر جگہ ہی مفید ہے۔(یعنی تو ادھر سے بھی چاہے گا تو کرم ہو جائے گا۔)

مگر وہ نہ مانا بلکہ وہ بارگاہ نبوت کی طرف چل دیا وہ جب مدینہ منورہ پہنچا تو:

تَقَدَّمَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَاَخْبَرَهٗ بِحَاجَتِهٖ وَتَوَسَّلَ بِهٖ

حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنی حاجت کی خبر کی اور آپ کی ذات کو سیلہ بنا کر بیٹے کی بازیابی کی دعا کی۔

تلاطم ہے کشتی پہ طوفان غم کا
یہ کیسی ہوئے مخالف چلی ہے

(علیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پس اس نے خواب میں نبی رحمت ﷺ کی زیارت کی، آپ نے اسے فرمایا اپنے شہر لوٹ جاؤ (تمہارا بیٹا مل جائے گا) پس وہ اپنے شہر واپس آ گیا اس نے دیکھا کہ رب تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو رہائی عطا فرما دی اس نے اپنے بیٹے سے اس کی رہائی کی روئیداد پوچھی تو بیٹے نے بتایا کہ فلاں رات اللہ تعالیٰ نے مجھ سمیت قیدیوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو رہائی عطا فرما دی تھی۔ یہ وہی رات ہے جس رات اس کے باپ نے بارگاہِ ہر دوسرا ﷺ میں پہنچ کر اس کی خلاصی کی فریاد کی تھی۔

تیرے ہی دامن پہ پڑتی ہے ہر عاصی کی نظر
ایک جان بےخطا پر دوجہاں کا بار ہے

(علیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ابن سمجون ناسخ کا حالت قید میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں استغاثہ پیش کرنا اور انہیں رہائی کا پروانہ ملنا:

میں نے حافظ ابو الحسین یحییٰ بن قرشی کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ مرسی سے سنا، وہ حافظ ابو طاہر اسمٰعیل بن انماطی سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہیں یہ واقعہ ابن سمجون ناسخ نے بیان کیا کہ:

''انہیں رومیوں نے قید کر لیا، اور وہ ایک عرصے تک ان کی قید میں رہے انہوں نے ایک دِن دل میں خیال کیا کہ نہ میرے پاس مال ہے اور نہ ہی میرا کوئی رشتہ دار ہے جو منہ مانگا تاوان دے کر مجھے قید سے آزاد کرا سکے۔''

اب میرے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہے کہ میں ایک خط لکھوں، جس میں اپنی یہ حالت زار درج کر کے اسے بارگاہ فریاد رس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں روانہ کر دوں۔

فرماتے ہیں کہ:

''میں نے ایک کاغذ پر اپنی صورت حال لکھی اور ایک مسلمان تاجر کے ہاتھ مدینہ پاک کی جانب روانہ کر دیا، وہ تاجر اسی شہر میں تجارت کیا کرتا تھا جس میں میں پابند سلاسل تھا۔ میں نے اسے کہا کہ جب تو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہنچے تو یہ کاغذ روضہ انور کے پاس کسی جگہ پر لٹکا دینا۔''

(گویا اس نے خط میں عرض کیا ہوگا)

غم ہو گئے بے شمار آقا

بندہ تیرے نثار آقا
مجبور ہیں تو فکر کیا
تم کو تو ہے اختیار آقا
میں دور ہوں تم پاس میرے
سن لو میری پکار آقا

(علیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس آدمی نے اسی طرح کیا، جب لوگ حج کر کے واپس آئے تو ایک تاجر اس شہر میں آیا جہاں میں قید تھا، اس نے بادشاہ سے میری رہائیکا مطالبہ کیا، اسی دِن بادشاہ کا قاصد تلاش کرتا ہوا مجھ تک پہنچا اور مجھے پکڑ کر اس کے پاس لے گیا۔ جب میں بادشاہ کے پاس پہنچا تو میں نے اس کے پاس ایک آدمی موجود پایا، میرا گمان ہے کہ وہ کوئی عجمی تھا، بادشاہ نے اس سے پوچھا، کیا یہ وہی ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا تو میں نے اسے بتایا، اس نے کہا یہاں کچھ لکھ کر مجھے دکھا۔ میں نے کچھ الفاظ لکھے، جب اس نے میری لکھائی دیکھی تو کہنے لگا ہاں یہ وہی ہے۔ اس نے مجھے خرید کر اپنے ساتھ لیا اور مجھے کافروں کے شہر سے باہر نکال کر لے گیا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسا سبب ہے جس کی وجہ سے آپ نے مجھ پر یہ مہربانی فرمائی ہے؟

وہ کہنے لگا کہ میں نے جب اس برس حج کیا اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے میں مدینہ منورہ حاضر ہوا، میں جب آپ کی بارگاہ میں حاضری دے چکا تو قبر انور کے پاس ہی بیٹھ گیا، میں نے اپنے دل میں کہا کاش میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں ہوتا تو مجھے اس بات سے کتنی خوشی ہوتی کہ آپ

مجھے کسی کام کے کرنے کا حکم کرتے اور میں اس کی بجا آوری کرتا۔

میں اسی سوچ میں مبتلا تھا کہ اچانک میری نظر ایک لٹکے ہوئے کاغذ پر پڑی جسے ہوا اِدھر ادھر اچھال رہی تھی۔ میں نے دِل میں خیال کیا گویا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے کھول کر پڑھو۔ میں نے جب پکڑ کر اسے پڑھا تو اس میں تیرا نام لکھا ہوا پایا۔

وَاَنْتَ تَسْتَغِيْثُ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي خَلَاصِكَ مِنَ الْاَسَرِ

''اور تو نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قید سے آزادی کے لئے مدد مانگی ہے۔''

تو میں اس شہر کی طرف چل پڑا جس کا تو نے اس کاغذ پر تذکرہ کیا تھا، میں نے اس شہر میں پہنچ کر اس کے بادشاہ سے تیری رہائی کا مطالبہ کر دیا، جب میں اس کے پاس حاضر ہوا اور تیرے بارے پوچھا اور میں نے تحقیق کی تو وہ خط لکھنے والا تو ہی تھا۔ پس میں نے تجھے خرید لیا۔

وَفَعَلْتُ هٰذَا الْاَمْرَ لِاَجْلِ رَسُوْلِ اللهِ۔

''اور یہ کام میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لئے کیا ہے۔''

لے طوق الم سے اب آزاد ہو اے قمری
چٹھی لئے بخشش کی وہ سرو رواں آیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حافظ ابو الحسن کہتے ہیں کہ شیخ مرسی کے کلام کا مقتضیٰ یہی ہے، پھر میں نے یہ واقعہ شیخ مرسی سے بھی سنا ہے۔

فقیہ ابوعلی حسین بن عبداللہ حموی کو انعام شہادت کا ملنا:

میں نے حافظ ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ ابوعلی حسین بن عبداللہ بن رواحہ بن ابراہیم حموی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح پر ایک قصیدہ لکھا، جس میں انہوں نے راہِ خدا میں شہید ہونے کا انعام طلب کیا تھا۔

فَقُتِلَ شَهِيْدًا

''پس انہیں شہادت کا جام عطا کر دیا گیا ہے۔''

حافظ ابومحمد قاسم بن عساکر فرماتے ہیں کہ انہیں ''مرج عکا'' میں ۵۸۵ھ شعبان میں بدھ کے روز شہید کیا گیا تھا۔

ایک شخص کا بارگاہِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھا گیا خط اور اس کی تمنا کی برآری:

قیروان کے بعض معتبر مشائخ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے اپنے شہر سے حج پہ جانے کا عزم کیا، اس کے ایک دوست نے کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم پوری ذمہ داری سے پورا کرو۔

اس نے کہا وہ کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرا یہ رقعہ لے جاؤ اور جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچو تو آپ کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا اور اس خط کو آپ کے سروالی جانب کسی جگہ دفن کر دینا۔ یہ میرا بہت اہم کام ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نہ تو نے اسے کھولنا ہے اور نہ اسے دیکھنا ہے۔

اس نے کہا میں نے ایسا ہی کیا،، پس جب میں قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچا آپ کو سلام عرض کیا اور

سَأَلْتَهٗ حَوَائِجَ تَخُصُّنِی

''آپ کی بارگاہ میں اپنی خصوصی حاجات کی برآری کی درخواست کی۔''

پھر میں نے وہ کام کیا جس کا صاحب خط نے مجھ سے تقاضا کیا تھا، جب میں حج کر کے واپس اپنے شہر پہنچا تو شہر کے باہر مجھے وہی خط والا آدمی مل گیا۔ اس نے قسم دے کر اصرار کیا کہ میں پہلے اس کے گھر چلو، چنانچہ میں اس کے گھر چلا گیا۔ اس نے بہترین طریقے سے میری مہمان نوازی کی اور میرے گھر والوں کو بھی کھانا بھجوایا، پھر مجھے کہنے لگا، اللہ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے آپ نے میرا پیغام پہنچا دیا۔

مجھے اس کی اس بات پہ بہت حیرت ہوئی کہ ابھی اس نے خط کے بارے مجھ سے پوچھا بھی نہیں اور پہلے ہی جان گیا کہ میں نے وہ پہنچایا ہے جب میں سفر حج کے لئے روانہ ہونے لگا تو اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں نے وہ کام کر دیا تھا؟

وہ کہنے لگے:

میرا قصہ سن لیں، میرا ایک بھائی فوت ہو گیا جس نے ایک چھوٹا بچہ چھوڑا، میں نے بہت اچھے طریقے سے اس کی پرورش کی، لیکن وہ بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، لوگ سخت جدو جہد کی وجہ سے سخت پیاس میں مبتلا ہیں، دریں اثنا میں نے اپنے اس بھتیجے کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں پانی ہے میں نے پینے کے لئے اس پانی مانگا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ میرے والد آپ سے زیادہ اس سے کے حقدار ہیں۔ اس کی یہ بات مجھ پہ بہت گراں گزری میں بیدار ہوا تو میں اس خواب

کی وجہ سے بہت غمزدہ تھا اور اس کے سلوک کی وجہ سے غمگین تھا جو میں نے اپنے بھتیجے کی جانب سے دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے سب دینار صدقہ کر دیئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے نرینہ اولاد عطا کرے، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا، یہ وہی تھا جو تو نے جاتے ہوئے میرے پاس دیکھا تھا جب وہ اس عمر کو پہنچا جب تجھے سفر حج کا اتفاق ہوا، تو میں نے وہ رقعہ لکھا جو تیرے ہاتھ روانہ کیا تھا۔

وَاَنَا اَسْئَلُ النَّبِیَّ ﷺ اَنْ یَّسْئَلَ اللہَ اَنْ یَقْبَلَہٗ مِنِّیْ
رِجَاءً اَنْ اَجِدَہٗ یَوْمَ الْفَزْعِ الْاَکْبَرِ

''اس میں میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ رب تعالیٰ سے میرے لئے یہ سوال کریں کہ وہ میرے بچے کو قبول فرما لے۔ اس امید پر کہ میں اس کو فزع اکبر (قیامت کے) دِن اپنا ساتھی پاؤں۔''

پھر فلاں دِن اسے بخار ہوا اور اسی رات کو اس کا وصال ہو گیا۔

(اس کے وصال سے) میں نے جان لیا کہ میرا خط پہنچ چکا ہے اور میری مراد پوری ہو چکی ہے۔

وہ حاجی صاحب کہتے ہیں:

اس کا بچہ بیمار ہو کر فوت ہوا یہ وہی دِن ہے جس دِن عشا کے وقت میں روضۂ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور میں نے اس کی درخواست سرکار ﷺ کی بار گاہ میں پیش کی تھی۔

امام ابو یونس کا دوسو علماء کی رہائی کیلئے بارگاہِ نبی حاجت روا ﷺ میں فریاد کرنا:

ابو القاسم بن تمام کہتے ہیں کہ ہم دس افراد وفد کی صورت میں ''قصرِ طوب'' امام ابو یونس کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں عرض کیا کہ آپ امیر کی والدہ کو ہماری سفارش میں خط لکھ دیں کیونکہ امیر ''زیادۃ'' نے قرآن وسنت کے ۲۰۰ علماء کو پکڑ کر تیر اندازی کرنے کے لئے لشکر میں بھیج دیا ہے۔

امام ابو یونس نے انہیں فرمایا:

نہ ہم امیر کو جانتے ہیں اور نہ ہی اس کی ماں کو:

اِنَّمَا نَعْرِفُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ

''ہم تو بس اللہ اور اس کے رسول کو جانتے ہیں۔''

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آج رات ہم ان کے بارے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے ان شاء اللہ وہ آزاد ہو جائیں گے، وہ جمعہ کی رات تھی۔ پس جب رات ہوئی تو امام ابو یونس اٹھ کر یوں فریاد کرنے لگے:

يَا اَحْمَدُ يَا مُحَمَّدُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ يَا مَنْ جَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِكَ اَتَوْنِي يَسَالُوْنِي فِي قَوْمٍ صَالِحِيْنَ اَنْ يُطْلَقُوْا فَقَدْ سَاَلْتُكَ فَاسْئَلِ اللهَ فِيْهِمْ

''اے ہمارے محبوب احمد، اے محمد، اے ابو القاسم، اے خاتم النبیین اے تمام رسولوں کے سردار، اے وہ ہستی کہ جسے رب تعالیٰ نے سب جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی

امت کے یہ افراد میرے پاس آئے تھے تاکہ میں ان نیک لوگوں (علماء) کی آزادی کیلئے امیر وقت کی ماں کو سفارش کروں، (لیکن حضور ہمارے شہنشاہ تو آپ ہیں اس لئے)''

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

(علیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

میں آپ کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں کہ آپ ان علماء کی رہائی کے لئے رب تعالیٰ کی جناب میں عرض کیجئے۔

راوی کہتے ہیں:

''جب وہ یہ وظیفہ کر کے سوئے تو ان کی خواب میں دستگیر بیکساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور انہیں فرمایا:
اے ابو یونس تونے ان لوگوں کی آزادی کے لئے رب تعالیٰ سے عرض کرنے کی درخواست کی تھی ان شاء اللہ وہ کل کو آزاد ہو جائیں گے۔''

ابن تمام کہتے ہیں:

جب صبح ہوئی تو ہم نے انہیں عرض کی اے ہمارے سردار ہماری حاجت کا کیا بنا؟

آپ نے فرمایا:

قَدْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيهِمْ فَقَالَ لِي غَدًا يُطْلَقُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

''میں نے ان کی رہائی کی درخواست بارگاہ نبوت میں پیش کر دی تھی جس پر آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو وہ سب

کل رہا ہو جائیں گے۔''

پھر جمعہ والے دِن وہ سب کے سب لشکر کے امیر ''زیادۃ اللہ بن اغلب'' کے پاس آئے علماء نے اسے سلام کیا اس نے جواب دیا۔ اور انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں کہنے لگا۔

اے گروہ علماء اللہ کی لعنت ہو ابن صائغ پر جس نے تم کو میرے پاس (اس حالت میں) بھیجا، میں تم کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام میں آزاد کرتا ہوں۔''

زنجیروں میں جکڑے ہوئے ایک مظلوم قیدی کا نجات دہندہ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ میں مدد مانگنا اور اس کا نجات پانا:

میں نے ابراہیم بن مرزوق بیانی کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

ایک آدمی کو ''جزیزہ شکر'' سے قید کر لیا گیا اور اس کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر اس کے سینے پر ایک ڈنڈا باندھ دیا گیا:

فَكَانَ يَسْتَغِيثُ وَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللهِ

وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگتے ہوئے صدا دیتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم! اے رسول خدا کرم۔

بکار خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

دشمنوں کا سردار اسے کہتا اپنے نبی کو کہہ کہ تجھے چھڑا لے (تو گویا وہ مسلسل عرض کرتا)

ندارم جز تو ملجائے ندارم جز تو ماوائے

تو ئی خود ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ
گرفتارم رہائی دہ مسیحا مومیائی دہ
شکستم رنگ سامانم اغثنی یا رسول اللہ
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

راوی فرماتے ہیں کہ:
جب رات چھائی تو ایک شخص نے اسے حرکت دیتے ہوئے کہا اٹھ اور اذان کہہ، قیدی نے اسے کہا آپ دیکھ نہیں رہے میں کس حالت میں ہوں؟ (کیسے اذان دوں؟) اس کے اصرار پر اس نے اذان دینی شروع کی۔

حَتّٰی بَلَغَ اِلٰی قَوْلِہٖ! اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ

یہاں تک کہ جب وہ اذان کے اس حصے ''اشہد ان محمد رسول للہ'' پر پہنچا تو اس کی سب زنجیریں اور سینے پہ باندھا ہوا ڈنڈا سب کھل کر گر پڑیں، اور اس کے سامنے اک باغ ظاہر ہوا جس میں وہ چلنے لگا، پھر اس کے لئے ایک راستہ کھلا جس میں وہ چلتا ہوا ''جزیرہ شکر'' پہنچ گیا، اس کی رہائی کا یہ واقعہ پورے شہر میں مشہور ہو گیا۔

صدقے اس رحم کے اس سایہ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

علی بن عبدون سبتی کا حالت قید میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا:

میں نے علی بن عبدون سبتی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دشمن نے گرفتار کر لیا، میرے ہاتھوں کو کندھوں کے پیچھے مضبوطی سے جکڑ دیا گیا، درج ذیل اشعار میرے دل میں گردش کرنے لگے:

اَوۡقَفَنِی حُبُّكَ فِیۡمَنۡ یُرِیۡدُ
فِی شَكۡلَةِ الذُّلِّ وَنَعۡتِ الۡعَبِیۡدِیۡ

''مجھے تیری محبت نے ان لوگوں میں کھڑا کر دیا ہے جو مجھے ذلالت شکل اور غلامانہ صفت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔''

قَدۡ حَضَرَ الۡبَائِعُ وَالۡمُشۡتَرِیۡ
عَبۡدُكَ مَوۡقُوۡفٌ فَمَاذَا تُرِیۡدُ

''میرے مولا! خریدار اور بیچنے والا دونوں موجود ہیں اور آپ کا یہ غلام درمیان میں کھڑا ہے۔اب آپ کی کیا رضا ہے؟''

وَقَدۡ خَرَجۡتُ اِلٰی حَبِیۡبِیۡ ﷺ اَللّٰهُمَّ بِفَضۡلِ عِنۡدَكَ فَرِّجۡ عَنِّیۡ

''اے اللہ! میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نکلا ہوں، اللہ! تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کا جو مرتبہ ہے اس کے صدقے سے ہمیں رہائی عطا فرما۔''

فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے کی برکت سے دوسری رات ہی ہمیں رہائی نصیب ہوگئی۔

شیخ امام ابو الحسن المعروف ''ابن قفل'' کا بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہائی کیلئے فریاد کرنا:

میں نے اپنے شیخ مقتدا ابو الحسین علی بن ابو القاسم المعروف ''ابن قفل'' سے سنا وہ فرماتے ہیں میرے پاس علم الدین ابو البرکات عبدالرحمٰن بن معد بن بوری تشریف لائے، اس وقت ہم دمیاط (اللہ اس کی حفاظت فرمائے) کی سرحد پر دشمن کی قید میں تھے۔ وہ مجھے کہنے لگے گذشتہ شب مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی زیارت ہوئی تو میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا

مَاتَرٰی مَانَحۡنُ فِیۡہِ یَارَسُوۡلَ اللہ؟

''حضور! آپ دیکھ رہے ہیں نا ہم کس حالت میں ہیں؟''

آپ نے مجھے فرمایا:

تم ابن قفل سے دعا کراؤ، میرے شیخ نے مجھے بتایا کہ میں دعا کرنے کی بہت کوشش کرتا مگر دعا کرنے پر قدرت و طاقت نہ پاتا، جب صبح کے وقت بیدار ہوتا تو میں اپنے دست دعا دراز ہوئے پاتا، پھر میں اس وقت دعا کرتا۔

پھر جب ٦١٨ھ رجب کی پہلی جمعرات آئی تو میں نے چھوٹے بچوں کو کہا کہ سب روزہ رکھو، جب افطاری کا وقت ہوا تو ہم نے نماز مغرب پڑھی اس کے بعد معمول کے مطابق ''صلوٰۃ الرغائب'' ادا کی، میں دعا مانگنے لگا اور بچے روتے ہوئے امین کہتے۔

اسی رات ملعون دشمن کو''راس الجزیرہ'' پر شکست فاش ہوئی، پھر جمعہ کی صبح ان پر مسلمانوں نے غلبہ پایا اور دمیاط کی سرحد کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا گیا۔

مذکورہ رجب کی ١٩ بروز بدھ کو''افرنس'' اللہ اسے ذلیل کرے، نے دمیاط میں حملہ کر کے اس پر غلبہ پا لیا اس کے دمیاط پر قبضہ کرنے کی خبر اٹھارہ دِن بعد جب مدینہ منورہ پہنچی تو:

فَضَجَّ اَهۡلُهَا بَالۡبَكَاءِ وَالۡعَوِيۡلِ وَالۡاِسۡتِغَاثِةِ بِالنَّبِيِّ ﷺ

''اہل مدینہ نے آہ و بکا کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی۔''

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

مجھے ایک نیک آدمی نے بتایا کہ جس دِن یہ خبر مدینہ پاک پہنچی میں وہیں حاضر تھا۔ اہل مغرب سے ایک سید زادے جو مدینہ پاک میں ہی رہائش پذیر تھے، وہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے اور رو رو کر عرض کرنے لگے:

یا رسول اللہ! دشمن نے دمیاط پر قبضہ کر لیا ہے (کرم فرمایئے) وہ اسی پریشانی میں کئی دِن بھوکے رہے۔

لوگوں کی ایک جماعت نے خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی بارگاہ میں دشمن کا یہ معاملہ پیش کیا، تو آپ نے انہیں دشمن کی ہلاکت کی خوشخبری دی۔ پس رب تعالیٰ نے دشمن کو ہلاک فرما دیا جیسا کہ پہلی بار کیا تھا۔

فلك الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ

ہم نے اس واقعہ کو اپنی کتاب عدۃ المجاہدین عند قتال الکفرۃ المجاہدین'' میں بھی نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیل وہاں پر دیکھیے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک غیر مسلم کا مدد مانگنا اور اس پر ہونے والا کرم:

میں نے اپنے استاد ابو العباس احمد بن محمد جرخی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ''اہل دنویہ'' سے ایک آدمی دیکھا جو فارس میں ''سیمون ہیجاوی'' کے نام سے مشہور تھا۔ جس وقت دشمن دمیاط کی سرحد پر قابض تھا ہیجاوی سلطان ملک کامل کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ لیا۔

وہ (اپنے اسلام لانے کی روائیداد) بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس

کے اور ''دنوبہ'' کے مابین کچھ تلخ کلامی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے وہ انہیں چھوڑ کر آ گیا۔

میں خچر پر سوار ہو گیا اور اپنے گھوڑے کی لگام ہاتھ میں پکڑ لی، وہ لوگ میرا تعاقب کرنے لگے جس کی وجہ سے میں ڈرنے لگا اور میرے ہاتھ سے گھوڑا بھی چھوٹ گیا تو اس وقت میں نے یوں فریاد کی:

يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ (ﷺ) اِنْ رَجَعَ حَصَانِيْ اِلَيَّ اٰمَنْتُ بِكَ

''اے محمد بن عبداللہ اگر میرا گھوڑا واپس آجائے تو میں آپ کا کلمہ پڑھ لوں گا۔''

اسی اثناء میں وہ گھوڑا واپس آیا، میرے گرد ایک یا دو چکر لگائے پھر ٹھہرا تو میں نے اسے پکڑ لیا، پس میں بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اور جہاد میں حصہ لیا۔

نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ کے نام پاک کی برکت سے اس کا خاتمہ بالایمان ہوا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)

مغرب کے شہروں میں میں نے بہت کم ایسا دیکھا کہ علماء تو رہے علماء عوام الناس کو بھی اگر کانٹا چبھ گیا ہو یا اس سے بھی کم تکلیف پہنچی ہو تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مدد مانگتے ہوئے ''یا محمد'' کا نعرہ نہ لگایا ہو! حتیٰ کہ یہ بات

کفار کے شہروں میں بھی مشہور ہے (بوقت مصیبت وہ بھی ہمارے آقا سے مدد مانگتے)

تنبیہ از مترجم:

(سبحان اللہ! ایک طرف ایسی خوش اعتقادی ہے کہ مسلمان ہر دور ہر وقت اور ہر مصیبت میں کانٹا چبھ جانے پر بھی نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگتے، پکارتے اور فریاد کرتے آئے ہیں اور کرتے ہیں، دوسری جانب اس دور کے ''نجدی'' حضرات ہیں جو اللہ کے پیاروں سے مدد مانگنے اور ندا کرنے کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اسے شرک بتاتے، کہتے نہیں تھکتے!!!

کوئی ان سے پوچھے کہ تم مٹھی بھر لوگوں کا یہ عقیدہ شرک سچا ہے یا مسلمانوں کی چودہ سوسالہ یہ تاریخ سچی ہے؟؟؟

امام اہل سنت نے درست فرمایا تھا:

اور تم پر میرے آقا کی عنائیت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

مسلمان قیدیوں کا بیک زبان ہوکر ''نعرۂ رسالت لگانا اور رہائی پانا:

مجھے ایک صالح آدمی نے بیان کیا جو کفار اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کرے۔ کے شہر میں گرفتار تھے فرماتے ہیں جس ملک میں میں قید تھا وہاں اس کے بادشاہ یا اس کے بھائی کا ایک بحری جہاز آیا، پس سب قیدیوں کو جمع کیا گیا جن کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ تھی، وہ کشتی اتنی بڑی تھی کہ تین ہزار افراد بھی مل کر کھینچ کے اسے کنارے پر نہ لگا سکے۔

بالآخر ان میں سے ایک آدمی نے بادشاہ کو کہا کہ اس کشی کو فقط مسلمان

ہی نکال سکتے ہیں، شرط یہ ہے کہ انہیں کسی قسم کے نعرہ لگانے سے منع نہ کیا جائے گا۔

راوی کہتے ہیں:

انہوں نے ہم سب مسلمانوں کو جمع کیا اور ہمیں کہنے لگے کہ تم جو بھی نعرہ لگانا چاہتے ہو لگاؤ (لیکن ہمیں کشتی کنارے پر ملنی چاہئے) فرماتے ہیں ہم چار سو بچاس (۴۵۰) مسلمان تھے۔

فَقُلْنَا بِاَجْمَعِنَا يَارَسُوْلَ اللهِ

''ہم نے بیک زبان ہو کر نعرہ لگایا ''یا رسول اللہ''

پس ہم نے ایک ہی جھٹکے سے کشتی کو کنارے لگا دیا۔

فَلَمْ نَتَوَقَّفْ اِلٰى اَنْ اَخْرَجْنَاهُ اِلَى الْبَرِّ بِبَرْكَةِ اِسْتِغَاثَتِنَا بِالنَّبِيِّ

''ہم نے جو کشتی کو کھینچ کر خشکی پہ کیا یہ فقط نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے کی برکت سے ہی ممکن ہوا۔''

لاج رکھ لی طمع عفو کے سودائی کی
اے میں قربان میرے آقا بڑی آقائی کی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک صالحہ خاتون کا ہر معاملے کی طرح قبر کے امتحان کے وقت بھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا، اور کامیاب ہونا:

میں نے اپنے شیخ زاہد ابو العباس احمد بن محمد توالی المعروف ''ابن تامتیت'' کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

ہمارے ہاں شہر ''فاس'' میں ایک عورت تھی اسے جب کبھی بھی

کوئی مصیبت پہنچتی یا کسی پریشان معاملے کا سامنا کرنا پڑتا تو
وہ اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے برابر کرتی، آنکھوں کو بند
کرتی اور صدا کرتی۔

یَامُحَمَّدُ

حضور! میری مدد کیجئے۔
(اس وظیفے سے اس پر کرم ہو جاتا)

جب اس کا وصال ہوا تو مجھے اس کے ایک قریبی رشتے دار نے بتایا کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا:

اے پھوپھی جان! کیا آپ نے امتحان لینے والے نکرین فرشتوں کو دیکھا تھا؟

اس نے کہا ''ہاں'' جس وقت وہ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں دیکھا تھا۔

جَعَلْتُ یَدَیَّ عَلٰی وَجْهِیْ وَقُلْتُ یَا مُحَمَّدُ

پس میں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرے پہ رکھے اور پکارا ''یا رسول اللہ'' جب میں نے اپنے ہاتھ ہٹائے تو وہ مجھے نظر نہ آئے۔''

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سواری کے گم ہو جانے کی وجہ سے سید ابو اسحاق حسینی کا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا اور ان کی مراد کا پورا ہونا:

میں نے سید ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ بن ماجد حسینی سے سنا، وہ فرماتے

ہیں کہ میں مدینہ پاک اور ملک شام کے درمیان تھا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا، اور مجھ تک حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان پہنچا ہوا تھا کہ جسے کوئی حاجت درپیش ہو وہ ''عبادان'' کی طرف میرے مزار کی جانب متوجہ ہو کر سات قدم چلے اور مجھ سے مدد مانگے تو اس کی حاجت روائی کی جائے گی۔

میں نے عبادان کی طرف رخ کر کے آپ سے استغاثہ کرنے کا ارادہ کیا تو ہاتف غیبی نے مجھے آواز دی۔

اَمَا تَسْتَحِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَسْتَغِیْثُ بِغَیْرِہٖ

''کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ اور سے مدد مانگ رہے ہو؟''

پھر میں نے (فوراً) اپنا چہرہ مدینہ پاک کی طرف کرتے ہوئے عرض کیا:

یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا مُسْتَغِیْثُكَ بِكَ

''اے میرے آقا اے رسول خدا میں آپ سے مدد مانگتا ہوں۔''

میری ابھی یہ فریاد بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ اونٹ ہانکنے والے نے کہا ہمیں آپ کا اونٹ مل گیا ہے۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین ہے
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ابوحجاج یوسف بن علی کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا:

میں نے ابوحجاج یوسف بن علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مدینہ منورہ کی جانب پیدل چلنے والوں کے رستے پہ روانہ ہوا اچانک میں رستے سے بھٹک گیا۔

فَاسْتَغَثْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ

''پس میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگی۔''

جوش طوفاں بحر بے پایاں ہوا ناساز گار

نوح کے مولیٰ کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پس اچانک مدینہ پاک کی طرف سے ایک خاتون نمودار ہوئی، اس نے اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کیا، میں اس کے پیچھے پیچھے چل دیا حتیٰ کہ مدینہ شریف پہنچ گیا۔

رستہ بھٹکے ہوئے فقیر کا فریاد کرنا اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم فرمانا:

یہ واقعہ بھی میں نے انہیں سے سنا کہ ایک فقیر زیارت کی طرف جا رہا تھا جو رستہ بھول گیا۔

فَاسْتَغَاثَ النَّبِيَّ ﷺ

''تو اس نے بارگاہِ نبوت میں فریاد کی۔''

پس اس کے لئے حضرت عباس کے مزار کا گنبد ظاہر ہوا، حالانکہ اس کے اور حضرت عباس کے مزار کے مابین تقریباً دو دِن کی مسافت تھی۔

حضرت خواجہ ابوعبداللہ محمد بن سالم کا واقعہ استغاث:

میں نے ابوعبداللہ محمد بن سالم المعروف ''خواجہ'' سے فرماتے ہوئے سنا کہ:

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دریائے نیل میں اک جزیرے پر کھڑا ہوں تو اچانک اک مگر مچھ نمودار ہوا جو مجھ پہ حملہ کرنے والا تھا، بایں وجہ میں بہت خوف زدہ ہو گیا۔ فوراً میں نے ایک ہستی دیکھی، میرے دل میں خیال آیا کہ یہ میرے

نبی ﷺ ہیں، آپ نے مجھے فرمایا تو جب کبھی بھی گرفتار ہو
یوں صدا دیا کر:

اَنَا مُسْتَجِيْرٌ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

''یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

انہیں خواجہ صاحب کا ایک اور واقعہ اور وظیفہ ''رداالبلاء'':

یہی خواجہ صاحب! انہیں دنوں سفر پہ نکلے، جب ''رابغ'' پہنچے تو وہاں پر پانی کی بہت قلت تھی۔ آپ کا ایک خادم تھا جو پانی کی تلاش میں نکلا، فرماتے ہیں وہ خادم جب واپس آیا تو کہنے لگا، میں نے بہت پانی تلاش کیا لیکن خالی مشکیزے کے ساتھ ہی لوٹنا پڑا۔

حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے فوراً وہ وظیفہ ''ردالبلاء'' یاد آگیا۔

میں نے ندا دی

انا مشتجیرك یا رسول الله

انا فی عطش وسخاک اتم اے گیسو پاک اے ابر کرم
برسن بارے رم جھم رم جھم دو بوندا ادھر بھر بھی گرا جانا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پس وہ ابھی اپنی یہ فریاد پوری بھی نہ کر پایا تھا کہ مجھے اک شخص کی آواز سنائی دی، اپنا مشکیزہ بھریئے، میں مشکیزے میں پانی بھرنے کی آواز سن رہا تھا

حتیٰ کہ وہ بھر گیا۔ مجھے نہیں معلوم وہ آدمی کہاں سے آیا تھا۔

حضرت شیخ صالح ابوالحسن، بغوی کا سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ:

میں نے شیخ صالح ابوالحسین علی بن یوسف بغوی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک رات سویا تو میں نے اپنے خواب میں بہت بڑا شیر دیکھا جو سامنے سے مجھ پر حملہ آور ہوا تا کہ مجھے چیر پھاڑ دے:

فَقُلْتُ مُحَمَّدٌ مُسْتَغِيثًا بِالنَّبِيِّ

''تو میں نے سرکار ﷺ سے مدد مانگتے ہوئے پکارا 'یا رسول اللہ۔''

(یہ سنتے ہی) وہ دور ہٹ گیا، پھر وہ حملہ کرنے کیلئے میری بائیں جانب سے آیا میں نے پھر پکارا ''یا محمد'' ﷺ تو مجھ سے دور ہٹ گیا، وہ مجھ پہ حملہ کرنے کے لئے پھر میرے پیچھے سے آیا میں نے پھر صدا دی، ''یا محمد'' ﷺ، پس اچانک میرے اور اس شیر کے مابین کوئی شخص حائل ہو گیا پھر میں نے اسے نہیں دیکھا بعد ازاں میری آنکھ کھل گئی۔

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے
التجاء و استعانت کیجئے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بارگاہِ بیکساں ﷺ میں حضرت ابو محمد عبدالواحد منہاجی کی فریاد کرنے کی وجہ سے پانی کا وافر مقدار میں میسر آنا:

میں نے ابو محمد عبدالواحد بن علی منہاجی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ

میں ملک شام میں تقریباً چھ ماہ تک بیمار رہا، میں نے جب دیکھا کہ قافلہ جا رہا ہے تو میں نے بھی سفر کا فیصلہ کر لیا، قافلے والوں نے اعلان کیا کہ تین دن تک کے لئے پانی اپنے ساتھ رکھ لیں، جب رات ہوئی تو میں نے سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کی اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ میں تو آپ کی ضیافت میں ہوں۔''

پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمائے، تاکہ میں اپنے معاملے میں آپ سے مشورہ کر سکوں۔

جب میں سویا تو میں نے آپ کی زیارت کی، آپ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور مجھے فرمایا:

اِبْشِرْ بِحَاجَتِكَ وَلَا تَخَفْ

''تجھے مبارک ہو کہ تیری مراد پوری ہونے والی ہے اور تو خوف نہ کرنا۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے صبح کو ہمیں اتنا پانی میسر آیا کہ سارے قافلے کو کفائت کر گیا اور میں بھی خود میں ایسی قوت محسوس کرنے لگا کہ قافلے والے مجھے سواری پیش کرتے تو میں انہیں منع کر دیتا اور پیدل ہی سارے قافلے سے آگے آگے سفر کرنے لگا۔

وَذٰلِكَ كُلُّهُ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

''یہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ہوا۔''

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس گناہِ عنائیت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے اصغر عبید اللہ حسن بن حارث بن مسکین سے مصائب کا ٹلنا:

اصغر عبید اللہ حسن بن حارث بن مسکین فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی اپنے ہاتھوں میں لمبی لمبی چھریاں لے کر مجھے ذبح کرنے کے ارادے سے میری طرف آرہے ہیں میں نے ان سے کہا:

أُتْرُكَانِي لِرَسُوْلِ اللهِ

''سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے مجھے چھوڑ دو۔''

انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تو ان سے محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا:

إِيْ وَاللهِ أُحِبُّهُ

''ہاں! اللہ کی قسم میں اُن سے پیار کرتا ہوں۔''

پھر انہوں نے چھریاں پھینک دیں اور مجھے چھوڑ دیا۔

مجھے نہیں معلوم کہ یہ خبر مجھ تک کیسے پہنچی کہ قلعے میں حاضر ہوں پس میں حاضر ہوا مجھے کہا گیا کہ (آج کے بعد) تم 'دمشق'' کے قاضی ہو، میں نے اس سے منع کر دیا، پھر کئی دن تک مجھ سے اس کا مطالبہ کیا جاتا رہا اور کئی بار مجھے قلعے میں بلایا گیا، میرے دل میں خیال آیا کہ جو شخص مجھے اس عہدہ کی قبولیت پر مجبور کر رہا ہے میں اسے وہ کہتا ہوں جو میں نے خواب میں کہا تھا، پس میں نے اسے بھی وہی کہا (یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیا) تو مجھ سے یہ مصیبت ٹل گئی۔ اس کے بعد مجھے اس قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے میرے سوا کسی اور کو ہی دمشق کا قاضی مقرر کیا گیا۔

سفر مدینہ میں حضرت سجلمانی کا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کرنا:

میں نے ابو عبداللہ محمد بن سالم سجلماسی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے جب زیارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ پاک کی حاضری) کا ارادہ کیا تو میں پیدل چلنے والوں کے رستے پہ روانہ ہوگیا، جب کبھی بھی مجھے (بھوک، پیاس اور تھکاوٹ کی وجہ سے) کمزوری لاحق ہوتی تو میں عرض کرتا:

اَنَا فِیْ ضَیَافَتِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

''اے رسول خدا میں آپ کی ضیافت میں ہوں۔''

تو مجھ سے کمزوری زائل ہو جاتی جو میں محسوس کرتا تھا۔

صحرائی کنویں میں گر جانے کے وقت حضرت احمد سلاوی کا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کرنا:

میں نے احمد بن محمد سلاوی سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب گنبد خضراء کو الوداع کہنے لگا تو میں نے عرض کیا:

یَا حَبِیْبِیْ یَا مُحَمَّدُ یَا سَیِّدَ الْكَوْنَیْنِ

''اے میرے محبوب، اے محمد اے کونین کے مولا، میں صحراء میں سفر کرنے والا ہوں۔ مجھے جب بھی کوئی مصیبت پہنچی تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے آپ کا وسیلہ پیش کروں گا، پھر میں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ ہی عرض کیا، پھر میں سات دِن تک صحرا میں سفر کرتا رہا (اچانک) میں ایک پانی والے کنویں میں گر گیا، صبح سے لے کر عصر تک میں اسی میں رہا، جس میں سوائے موت کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ میں نے بارگاہِ نبوی میں کیا عرض کیا تھا، پس میں نے صدا دی۔''

یاحبیبی یامحمد

یارسول اللہ میری مدد فرمایئے

آپ کی جناب میں ویسے ہی عرضی پیش کرتا ہوں جیسے آپ کے حضور کرتا تھا، یونہی بارگاہِ صدیق وعمر رضی اللہ عنہما میں عرض کیا۔

یوں لگا جیسے کسی نے مجھے حرکت دی ہو، پس میں سرکار کی برکت سے کنویں سے باہر نکل آیا۔

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا

مفلسو سامان دولت کیجئے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک فقیر کا بارگاہ رسالت میں فریاد کرنا:

میں نے یاسین بن ابو محمد سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہوئے اور وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو مجھے ایک درویش کہنے لگا کہ مجھے بھوک لگ گئی ہے۔ میں نے اسے کہا اب تو ہم سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے بھی نکل آئے ہیں۔ پس اس فقیر نے پکار کر کہا:

یَارَسُوْلَ اللهِ نَحْنُ جِيَاعٌ وَنَحْنُ فِي ضِيَافَتِكَ

''اے رسول خدا! ہم بھوکے ہیں اور ہم آپ کی ضیافت میں ہیں۔''

(یہ عرض کرنا ہی تھا کہ) ہمیں بھوبھل کی پکی ہوئی ایک روٹی میسر آئی جو ہم تین دِن تک کھاتے رہے وہ روٹی پاکیزہ علامت والے آٹے سے پکی تھی۔

حضرت الحاج قاسم کا سمندر میں غرق ہوتے ہوئے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا اور نجات پانا:

میں نے اپنے شیخ مقتداء ابو الحسن علی بن ابو القاسم المعروف ''ابن قفل'' اور ابو الحسن علی بن ابو الفضائل سے سنا، یہ دونوں بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

میں سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ اچانک سمندر بپھر گیا اور ہمیں موت دکھائی دینے لگی، پس میں نے کسی کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا اے دشمنو اور دشمنوں کی اولاد تمہیں یہاں پر کون لے آیا؟

میں نے اپنے دست دعا دراز کرتے ہوئے یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفٰى عِنْدَكَ اِلَّا مَا اَنْقَذْتَنَا وَسَلَّمْتَنَا

''اے اللہ تجھے تیرے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام و مرتبہ کا واسطہ جو تیری جناب میں ہے ہمیں صحیح سلامتی کے ساتھ بچا لے۔''

ابو الحسن علی بن ابو الفضل نے ان الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے کہ حضرت امام مرسی فرماتے ہیں کہ

میں ابھی یہ دعا بھی پوری نہ کر پایا تھا کہ میں نے فرشتوں کا مشاہدہ کیا جنہوں نے کشتی کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیا اور مجھے سلامتی کی خوشخبری دی۔

پس میں نے اپنے ساتھیوں کو یہ بشارت دی کہ ان شاء اللہ ہم کل صبح سلامتی کے ساتھ مرسیٰ پہنچ جائیں گے۔

ابو الحسن فرماتے ہیں کہ:

'' پھر حضرت مرسی مجھے فرمانے لگے کہ بیٹا اس بات پہ استقامت اختیار کرلو کہ

اِذَا كَانَتْ لَكَ اِلَى اللهِ حاجةٌ فَادْعُ اللهَ تَعَالٰى بِهٖ ﷺ

''تجھے رب تعالٰی کی بارگاہ میں جب کبھی بھی کوئی حاجت درپیش ہوتو رب سے نبی پاک کے صدقے سے دعا کرنا۔''

سمندری سفر میں دشمن کے تعاقب کے وقت حضرت بلنسی کا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا:

میں نے محمد بن عبداللہ بن عزانہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے الحاج صالح بن شوشا بلنسی کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

ہم کشتی میں سفر کر رہے تھے کہ ہمارے پیچھے دشمن کا بحری جہاز لگ گیا، وہ اتنا قریب پہنچ گیا کہ ہماری کشتی کو ٹکرانے والا ہی تھا کہ میں نے صدا دی:

يَا مُحَمَّدُ نَحْنُ فِي ضِيَافَتِكَ الْيَوْمَ

''اے ہمارے لجپال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج ہم آپ کی ضیافت میں ہیں۔''

کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تجھ پہ فدا تم پہ کروروں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اچانک ہم نے اس جہاز کی ایک زور دار آواز سنی (دیکھا تو) ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا، اس کی بلند و بالا منزلیں گر گئیں، اور دشمنوں کو اپنی پڑ گئی، اور ہم سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سلامتی کے ساتھ تونس پہنچ گئے۔

سمندری طوفان کے وقت سب سواروں کا بیک زبان ہو کر لجپال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا، اور نجات پانا:

طرابلس مغرب سے مجھے میرے بھائی ابومحمد عبداللہ محمد بن ابراہیم سلاوی نے مکتوب لکھا، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مجھے شہر ''طرابلس'' کے ایک آدمی الحاج قاسم نے بتایا کہ:

''ہم ایک بڑی کشتی میں سوار ہوکر سکندریہ سے آرہے تھے کہ سمندر میں طوفان آ گیا قریب تھا کہ ہم ڈوب کر ہلاک ہو جاتے، پس میں نے لوگوں میں کھڑے ہوکر انہیں کہا:

اِسْتَغِيْثُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ

''سب مل کر دستگیر غلاماں ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کرو۔''

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
مفلسو سامان دولت کیجئے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

تو ہم نے بیک زبان ہوکر سب نے پکارا:

اَلْغِيَاثَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْعَفْوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ خَاطِئِيْنَ مُذْنِبِيْنَ اِسْتَجَرْنَا بِكَ اَجِرْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ يَا مُحَمَّدُ اَلْحَسْبُ الْحَسْبُ يَا حَبِيْبَنَا يَا شَفِيْعَنَا يَا وَلِيَّنَا

''یا رسول اللہ مدد، یا رسول اللہ کرم، ہم خطا کار گناہگار آپ کی پناہ چاہتے ہیں، ہمیں اپنی پناہ میں لے لیجئے، اے ہمارے آقا ہمیں آپ ہی کافی ہیں، ہمیں بس آپ ہی کافی ہیں، اے ہمارے محبوب، اے ہمارے شفیع معظم، اے ہمارے مشکل کشا۔

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا

میں ڈوبا، تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر
اے شاہ اُمم ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

کشتی سواروں میں اس وقت ایک شخص تھا جو خیر اور نیکی میں مشہور تھا، وہ سویا تو خواب میں اسے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

تمہیں نجات پانے اور سلامتی سے کنارے لگنے کی مبارک ہو۔

وہ شخص جب بیدار ہوا تو اس نے ہمیں اپنے خواب والا مژدہ جانفزا سنایا۔

جب صبح ہوئی تو سمندر کی طغیانی ختم ہو چکی تھی اور وہ اتر کر تیل کی طرح ہو چکا تھا، گویا کہ وہ ایک سفید انڈا ہوا، ہم خیر و عافیت سے طرابلس پہنچ گئے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور ''نا'' کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اسی سے ملتا جلتا حضرت ابوالحسن عقالی کا واقعہٗ استغاثہ:

میں نے ابوالحسن علی مصطفیٰ عقالی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہم بحرِ عیذاب میں بحری سفر کر رہے تھے، ہماری منزل جدہ تھی، پس اچانک دریا میں طغیانی آ گئی، ہمارے پاس جو ساز و سامان تھا وہ سب ہم نے سمندر میں پھینک دیا، ہماری حالت یہ تھی کہ ہم موت کو آیا ہی دیکھ رہے تھے۔

فَجَعَلْنَا نَسْتَغِيْثُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَقُوْلُ! يَا مُحَمَّدَاهُ

یَا مُحَمَّدَاہٗ

''تو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگتے ہوئے یوں پکارنے لگے
یارسول اللہ مدد، یا نبی اللہ مدد۔''

رحمۃ للعلمین! آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولا میں تو اس دِل سے بلا میں گھر گیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ہمارے ساتھ ایک مغربی صالح آدمی تھا وہ ہمیں کہنے لگا، اے حجاج کرام تم اپنی جانوں پر رحم کھاؤ (تمہیں کچھ نہیں ہوتا) تم بچ جاؤ گے، ابھی ابھی مجھے خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی میں نے آپ کے حضور عرض کیا:

''اے ہمارے آقا و مولا آپ کے غلام آپ سے فریاد کناں ہیں، آپ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

یَا اَبَا بَکْرٍ اَنْجِدْھُمْ

''اے ابوبکر ان کی مدد کرو۔''

فرماتے ہیں کہ:

''میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمندر میں غوطہ زن ہیں اور اپنا ہاتھ کشتی کے اگلے کنارے پر ڈالا ہوا ہے اور اسے مسلسل کھینچ رہے ہیں یہاں تک کہ آپ نے کشتی کو کنارے پر لگا دیا۔''

تمہارے لئے اتنی فریاد ہی کافی ہے تم بچ جاؤ گے، پس ہم بچ گئے۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے ہوں میری سرکاروں کے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد ہم نے فقط بہتری (کی راہ) ہی دیکھی، ہم سلامتی کے ساتھ خشکی پر پہنچ گئے والحمدللہ

حضرت ابوعبداللہ خزرجی کا اسی جیسا واقعہ استغاث :

میں نے ابو عبداللہ محمد بن علی خزرجی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں ''جوجز'' (جگہ کا نام) میں تھا، میں سمندر میں داخل ہوا تو ایک موج نے مجھ کو اس زور کا طمانچہ مارا کہ میں قریب المرگ ہوگیا، پس میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کرتے ہوئے صدا کی۔

یَارَسُوْلَ اللہِ

''حضور! میری مدد کیجئے

پس رب تعالیٰ کی عطا سے مجھے اک لکڑی میسر آ گئی جسے پکڑ کر میں کنارے پر پہنچ گیا۔

وَنَجَّانِي اللهُ بِاسْتِغَاثَتِي بِالنَّبِيِّ ﷺ

''نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔''

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری جانب وسیلہ کیا ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت امام قاسم جزولی اور ان کے ساتھیوں کا سمندر کی سرکش موجوں کی مصیبت میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگ کر نجات پانا:

میں نے فقیہ امام قاسم بن فقیہ امام شہید عبدالرحمٰن بن قاسم جزولی جن کے والد ''نویدی'' کے نام سے مشہور ہیں سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہم ۶۴۵ھ میں ''قیصر شامی'' سے مکہ معظّمہ حاضری دینے کے لئے روانہ ہوئے ہمارا ارادہ تھا کہ ہم جزیرۂ ''سرناقہ'' سے سمندری راستہ اختیار کریں گے، عصر کے بعد ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ ہم سمندر میں روانہ ہوئے تو سمندر میں طوفان آ گیا اور سخت طوفانی ہوا چلنے لگی، سورج بھی غروب ہو گیا ہم خشکی پر پہنچنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے۔ نہ ہی ہمیں یہ پتہ چل رہا تھا کہ ہم نے جانا کدھر کو ہے۔ ہم نے (اپنی سانسوں کے) معاملات خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیئے۔ جب تہائی رات کا وقت ہوا تو طوفان میں مزید شدت آ گئی اور کشتی کا بادبان پھٹ گیا۔

فَاَسْتَغَثْنَا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ

''پس ہم نے دستگیر دو جہان ﷺ سے مدد مانگی۔''

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ کشتی سواروں میں سے ''الحاج مخلوف'' نامی ایک شخص خوشی کے عالم میں بیدار ہوا اور ہمیں کہنے لگا کہ تمہیں مبارک ہو، مجھے سرکار ﷺ کی زیارت ہوئی ہے آپ فرما رہے تھے کہ تمہیں نجات کا مژدہ مبارک ہو تم پیر کے دِن عافیت کے ساتھ مکہ پاک پہنچ جاؤ گے۔

پس ہم اس سفر اور اس رات کی مصیبتوں سے محفوظ رہے، نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہم نے کوئی پریشانی نہ دیکھی، حتیٰ کہ پیر کے دِن ہم مکہ پاک پہنچ گئے۔

سخت کٹھن حالات میں شیخ صفی الدین کا بارگاہِ رسالت ﷺ میں فریاد کرنا:

ہم نے شیخ عارف صفی الدین ابوعبداللہ حسین بن ابومنصور سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ میں شام کے قلعہ ''حمص'' میں تھا میں نے ملک مصر جانے کا پروگرام بنایا اور راستے میں فرنگیوں عربوں اور غاجریہ کا خطرہ تھا، بایں وجہ میں سفر پر روانہ نہ ہوسکا۔ مجھے بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی تو مجھے نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا فِیْ حَسْبِكَ

''یا رسول اللہ مجھے فقط آپ ہی کا بھروسہ ہے۔''

آپ نے مجھے فرمایا تمہیں کسی چیز کا ڈر نہیں ہوگا۔

میں نے پھر یہی عرض کیا

آپ نے پھر فرمایا

تمہیں کسی چیز کا ڈر نہیں ہوگا۔

میں نے تیسری بار بھی یہی عرض کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ میرا سفر بہت لمبا ہے۔

آپ نے پھر فرمایا

تجھے کسی چیز کا خطرہ نہیں ہوگا۔

میں بیدار ہوا تو میں حمص سے روانہ ہو کر مصر پہنچ گیا، میں نے (سارے سفر میں) اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں میں فقط بھلائی ہی دیکھی۔ باوجود اس کے کہ میرے آگے پیچھے لوگوں کو گرفتار بھی کیا جاتا رہا اور انہیں قتل بھی کیا جاتا رہا ہے۔

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۱۰:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مدد مانگنا، جن کے رتبۂ صحابیت کا قرآن وحدیث گواہ ہے نیز جس وقت سراقہ نے ان دونوں ہستیوں کا تعاقب کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ہی کی پناہ چاہی اور غار میں بھی ان پر سکینہ کا نزول ہوا۔

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سکینہ (اطمینان وسکون) کا نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بیان فرماتے ہیں:

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

''تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔'' (ترجمہ کنز الایمان توبہ: ۴۰)

فرماتے یعنی حضرت صدیق اکبر پر، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سکینہ کا ہمیشہ ہی نزول ہوتا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دِن میری ساری آل سے افضل ہے: فرمان عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ہمیں ابو المعالی بن علی نے خبر دی، وہ مبارک بن علی سے وہ ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن محمد سے روایت کرتے ہیں، انہیں ان کے دادا ابوبکر احمد بن حسین حافظ نے بیان کیا انہیں ابوعبداللہ حافظ نے املاً خبر دی، انہیں ابوبکر احمد بن اسحاق نے بیان کیا انہیں موسیٰ بن حسن بن عباد نے خبر دی، انہیں عثمان بن مسلم نے بیان کیا، انہیں سری بن یحییٰ نے بیان کیا انہیں محمد بن سرین نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کچھ افراد کا تذکرہ کیا گیا گویا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے رہے تھے۔ یہ بات جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَلَيْلَةٌ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ آلِ عُمَرَ وَلَيَوْمٌ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ آلِ عُمَرَ

''قسم بخدا! بے شک ابوبکر کی زندگی کی فقط ایک رات عمر کی
ساری آل سے بہتر ہے اور بلاشبہ ابوبکر کا ایک دِن عمر کی ساری
آل سے بہتر ہے۔''

کیونکہ ایک رات (شب ہجرت) نبی اکرم ﷺ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے۔ درانحالیکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، پس حضرت ابوبکر کچھ دیر آپ کے آگے چلتے، پھر کچھ دیر آپ کے پیچھے چلتے، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا یہ عمل دیکھ کر فرمایا:

''اے ابوبکر تجھے کیا ہے کہ تو کبھی میرے آگے چلتا ہے اور کبھی
میرے پیچھے چلتا ہے؟''

عرض کیا:

''یا رسول اللہ! جب مجھے یہ یاد آتی ہے کہ دشمن ہمارے تعاقب
میں ہے تو میں آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب راستے کی
دشواری کا خیال آتا ہے تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں۔''

آپ نے فرمایا:

اے ابوبکر کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اگر کوئی چیز نقصان دہ ہو تو وہ تجھے تکلیف پہنچائے نہ کہ مجھے؟

آپ نے عرض کیا:

نَعَمْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَانَتْ لِتَكُوْنَ مِنْ
مُلِمَّةٍ إِلَّا أَحْبَبْتُ أَنْ تَكُوْنَ لِي دُوْنَكَ

''جی حضور! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ
معبوث فرمایا میں یہی چاہتا ہوں کہ اگر کوئی موذی اذیت دے

تو مجھے دے، آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے۔''

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس جاں فدا دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

یہ دونوں ہستیاں جب غار ثور پہ پہنچی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور آپ ذرا ٹھہریئے میں آپ کے لئے غار کی صفائی کر دوں، پس آپ غار میں اترے، اس کی صفائی کی، جب باہر آئے تو پھر یاد آیا کہ سوراخ کو بند ہی نہیں کیا، آپ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! ذرہ ٹھہرئے میں سوراخ کو بھی بند کر لوں۔

جب آپ نے سوراخ کو بھی بند کر دیا تو پھر عرض کیا اے رسول خدا! اب اُتر آیئے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غار میں اُترے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان،
بلا شبہ یہ رات عمر کی ساری آل سے بہتر ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، جب مجھے رستے کی فکر پڑتی ہے تو میں آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب دشمن کی جستجو یاد آتی ہے تو آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں، اس لئے کبھی آپ کے دائیں ہوتا ہوں اور کبھی بائیں، تاکہ آپ کی حفاظت کر سکوں۔''

راوی فرماتے ہیں کہ:

اس رات (زیادہ چلنے کی وجہ سے) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیروں کی انگلیوں پر چل رہے تھے، حتیٰ کہ آپ کے قدمین طیبین گھسے جا رہے تھے، حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب آپ کے قدمین طیبین کی یہ حالت دیکھی تو آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور تیز تیز چلنے لگے، یہاں تک کہ آپ کو غار کے منہ کے آگے لا کے کندھوں سے اتارا۔

(غار ثور کا یہ مشکل ترین اور کٹھن سفر پھر غار میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قربانی، بلا مبالغہ عشق و محبت کی معراج اور وفا و جان نثاری کی لازوال داستان ہے۔ جو حضرات غار ثور کی زیارت کر چکے ہیں یقیناً وہ جانتے ہوں گے کہ اس بلند و بالا پہاڑ کا سفر جو کم و بیش ۵ ہزار فٹ کی بلندی پر مشتمل ہے خالی ہاتھ طے کرنا کتنا مشکل ہے۔ ۲۰۱۵ء میں مترجم کو جب دوسری بار حرمین طیبین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور ہم چند ساتھی اس مبارک غار کی زیارت کیلئے جبل ثور کی زیارت کے لئے چڑھائی چڑھ رہے تھے تو راستے میں ایک تقریباً پچاس سالہ آدمی کی لاش پڑی ہوئی دیکھی، جو گرمی و پیاس اور تھکاوٹ کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گیا!!!!

لاکھوں سلام ہوں تاجدار صدق و صفا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت، قوت اور جانثاری پر جو بار نبوت کو کندھوں پہ اٹھا کے تیزی کے ساتھ چل کر غار تک پہنچے۔)

سایۂ مصطفٰی مایۂ اصطفٰی
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر عرض گزار ہوئے۔

یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس میں آپ داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ میں نہ داخل ہو جاؤں۔

فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْئٌ نَزَلَ بِي قَبْلَكَ

''تا کہ اگر اس میں کوئی موذی چیز ہوتو وہ آپ سے پہلے مجھ پہ حملہ آور ہو۔''

پس آپ غار میں اترے، کوئی ایسی چیز نہ دیکھی پھر آپ نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا کر غار میں داخل کر دیا۔

غار میں ایک سوراخ تھا جس میں کیڑے مکوڑے اور سانپ تھے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سوراخ سے کوئی چیز نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گزند نہ پہنچا دے تو آپ نے اس سوراخ کے منہ پر اپنا قدم رکھ دیا۔ پس افاعی اور دیگر قسم کے سانپ آپ کو ڈسنے لگے۔[1]

جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو فرمایا:

يَا اَبَابَكْرٍ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

''اے ابوبکر غمگین نہ ہوں بے شک رب تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

پس رب تعالیٰ نے اپنی سکینہ نازل فرمائی، یعنی حضرت ابوبکر کو اطمینان مل گیا۔

حضرت عمر پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''وہ آپ کی رات یہ ہے۔''

---

[1] فائدہ از مترجم:

افاعی مادہ سانپ کو کہتے ہیں یہ نہایت بہادر اور کالے رنگ کا ہوتا ہے جو اچھل کر انسان پر حملہ کرتا ہے۔ یہ سانپ تمام سانپوں سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ڈس لینے کی وجہ سے انسان کی پیشانی بھی پھٹ جاتی ہے (ملخصاً مترجم حیات الحیوان ص ۱۲۹، ۱۳۰)

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک دن عمر کی ساری آل سے بہتر ہے:

فرمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما

بہرکیف آپ کا وہ دِن تو وہ یہ ہے:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ظاہری ہوا، اور کچھ عرب مرتد ہو گئے، ان میں سے کچھ نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے اور کچھ نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ ہی زکوٰۃ دیں گے۔

پس میں آپ کے پاس حاضر ہوا (اور میری عادت یہ تھی کہ) میں آپ سے خیر خواہی کی بات کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا تھا، میں نے آپ کو کہا:

اے رسول اللہ کے خلیفہ! لوگوں میں الفت پیدا کیجئے اور ان پر شفقت کیجئے۔

آپ نے فرمایا:

''اے عمر تم جاہلیت میں بہت بہادر تھے، کیا اسلام میں آ کر بزدل ہو گئے ہو۔''

ان کے ساتھ کس طرح الفت سے پیش آؤں؟ کسی خود ساختہ اور افتریٰ پر مشتمل شعر کے ساتھ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ظاہری ہو چکا اور وحی کا سلسلہ بھی بند ہو چکا

قسم بخدا! اگر یہ بکری کا بچہ بھی زکوٰۃ دینے سے انکار کریں گے جو کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور دیا کرتے تھے تو میں تب بھی ان سے ضرور قتال کروں گا۔

پس ہم نے آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ قسم بخدا! اس بات پر جہاد کرنا ہی بہتر تھا۔ یہ آپ کا وہ دن ہے۔[1]

جان ہے عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

غار میں (جب سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو درد محسوس ہوا تو آپ نے خود کو مخاطب ہوتے ہوئے) یوں کہا:

اِنْ اَنْتِ اِلَّا اُصْبُعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ

''تو ایک انگلی ہی تو ہے جس نے خون بہایا تجھے جو بھی تکلیف پہنچی ہے وہ راہ خدا میں پہنچی ہے۔''

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو مزا ہو درد کا وہ ناز دوا اٹھائے کیوں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا کے مخاطب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں:

جب کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلے تو انہوں نے چشموں پر رہنے والوں کو پیغام بھیجا اور انہیں بڑے بڑے انعامات کا لالچ دیا۔ وہ (سراغ لگاتے) جبل ثور پر بھی آئے یہ وہی پہاڑ ہے جس کی غار میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما رہے حتیٰ کہ وہ اس غار کے دہانے پر بھی چڑھ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی آوازیں بھی سن رہے تھے۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/۴۷۶، ۴۷۷

بایں وجہ حضرت ابوبکر غمگین ہو گئے اور آپ پر خوف و ہراس طاری ہو گیا (کہ مبادا کفار نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچا دیں) اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا:

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔[1]

فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

(ترجمہ کنزالایمان توبہ:۴۰)

زجاج کہتے ہیں کہ مشرکین جب غار کے دہانے پر پہنچ گئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے پوچھا اے صدیق تجھے کس چیز نے رلایا؟

عرض کیا حضور! مجھے یہ خوف ہے کہ آپ کو شہید کر دیا جائے گا اور آج کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

تم غم نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت بھی فرمائے گا اور ہماری مدد بھی کرے گا۔

آپ نے عرض کی:

یا رسول اللہ! کیا ایسا ہی ہے؟''

فرمایا ہاں پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو تھم گئے اور آپ پُر سکون ہو گئے۔

---

[1] بحوالہ سابق ۲/۴۸۰

اور متفق علیہ حدیث[1] پاک میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں (جب) غار میں نبی پاک کے ساتھ تھا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف نظر ڈالی تو ضرور وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا:

اے ابوبکر! تیرا اس اللہ کے بارے کیا خیال ہے جو ہم دو کے ساتھ تیسرا ہے؟

ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں اگر ان میں سے کوئی اپنا قدم اٹھاتا تو ضرور ہمیں نیچے سے دیکھ لیتا

غار ثور کے منہ کے آگے درخت کا اُگنا، مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈے دینا:

حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم بیان کیا کرتے کہ:

جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں تشریف فرما تھے، اللہ عزوجل نے ایک درخت کو حکم دیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اُگ آیا اور آڑ بن کر کھڑا ہو گیا، مکڑی کو حکم دیا اس نے آپ کے سامنے جالا بن کر چھپا دیا اور دو جنگلی کبوتریوں کو حکم دیا وہ غار کے منہ پر (انڈے دے کر) بیٹھ گئیں۔

اور مشرکین نے قریش کی ہر شاخ سے نوجوان بھیجے جن میں سے ہر ایک ڈنڈے، کلہاریوں اور تلواروں سے مسلح تھا، حتیٰ کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

---

[1] اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب ''مناقب المہاجرین و فضلہم ۳/ ۷ حدیث نمبر ۳۶۵۳ کے تحت روایت کیا۔ اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں باب من فضائل ابی بکر الصدیق ۴/ ۱۸۵۴ میں حدیث نمبر ۲۳۸۱ کے تحت روایت کیا۔

چالیس ہاتھ کی مقدار قریب پہنچ گئے تو ان میں سے ایک شخص غار میں جھانکنے لگا، اس نے دیکھا کہ غار کے منہ پر کبوتریاں بیٹھی ہوئی ہیں جب وہ واپس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے غار میں کیوں نہیں دیکھا؟

اس نے کہا جب میں نے غار کے منہ پر بیٹھی ہوئی دو کبوتریاں دیکھی تو میں جان گیا تھا کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہے۔

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی گفتگو سن لی تو آپ کو محسوس ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتریوں کی وجہ سے دشمن کو دور فرما دیا ہے۔ آپ نے ان کبوتریوں کے لئے دعا فرمائی اور ان کے لئے یہ بدلہ مقرر فرمایا کہ انہیں حرم شریف میں رہنے کی سعادت بخشی ہے[1]

واقعۂ غار ثور کے بارے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نذرانہ عقیدت:

ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حسان! تم نے کچھ ابوبکر کے بارے بھی اشعار کہے ہیں؟

عرض کیا جی حضور

آپ نے فرمایا کہئے تا کہ میں بھی سنوں۔

[1] اسے ابونعیم نے دلائل النبوۃ ۲/۳۲۵ میں ہدیث ۲۲۹ کے تحت اور بیہقی نے دلائل النبوۃ ۲/۴۸۲ میں روایت کیا۔

حضرت حسان لب کشا ہوئے:

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعَّدَ الْجَبَلَا

''اور ابوبکر صدیق دو میں سے دوسرے گہری غار میں تھے کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کرنا کام چکر کاٹتے رہے۔''

وَكَانَ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ بَدَلَا

''آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے محبوب ہیں کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو بھی آپ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔''

یہ اشعار سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے۔[1]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ''حدیث ہجرت'' خود بیان کرنا:

متفق علیہ[2] حدیث حضرت براابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (میرے والد) عازب سے تیرہ (۱۳) ھ میں کجاوا خریدا اور عازب کو کہا کہ آپ براء کو کہیں کہ یہ کجاوا مجھ تک پہنچا دے تو عازب کہنے لگے، نہیں پہلے یہ بتایں کہ جب آپ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کی رات روانہ ہوئے اور مشرکین آپ کو تلاش کر رہے تھے تو آپ نے کیا کیا؟...... آگے حدیث طوالت کے ساتھ ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اندھیرے میں روانہ ہوئے

---

[1] اسے ابن سعد نے طبقات ۳/۱۲۹ میں کچھ مختلف اور الفاظ کے اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے۔
[2] بخاری ۳/۴ حدیث نمبر ۳۶۵۲، مسلم ۴/۲۳۱۰ حدیث نمبر ۷۰

درانحالیکہ مشرکین ہماری تلاش میں تھے، ان میں سے سوائے سراقہ بن مالک بن جعشم کے ہم تک کوئی نہ پہنچ سکا، وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دشمن تو ہمارے قریب پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

تو جس وقت دشمن ہمارے اتنا قریب آ گیا کہ ہمارے اور اس کے مابین دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے روتے ہوئے عرض کیا حضور دشمن تو ہمارے بالکل قریب آ گیا ہے۔

آپ نے پوچھا:

اے ابوبکر تجھے کس چیز نے رلایا؟

میں نے عرض کیا:

اَمَا وَاللّٰهِ مَا عَلٰى نَفْسِى اَبْكِىْ وَلٰكِنِّىْ اِنَّمَا اَبْكِىْ عَلَيْكَ

"قسم بخدا! میں اپنی جان کی فکر میں نہیں رویا بلکہ مجھے تو آپ کی وجہ سے رونا آیا ہے۔"

ع

دم قدم کی خیر اے جان مسیح

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ جیسے تو چاہتا ہے اسے ہماری طرف سے کفایت فرما۔"

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس کا گھوڑا اپنے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا، وہ چھلانگ لگا کر اتر گیا، پھر کہنے لگا، اے محمد! مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ ہی کا

کام ہے آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھ کو اس مصیبت جس
میں میں گرفتار ہوا ہوں سے نجات دے دے تو اللہ کی قسم میں
اپنے پیچھے آنے والے تمام لوگوں کو بہکا دوں گا (یعنی کسی اور
راہ پر ڈال دوں گا) اور یہ ہے میرا ترکش اس سے تیر نکال لیجئے،
نیز آپ کا گزر فلاں فلاں جگہ سے میرے اونٹوں اور بکریوں
کے ریوڑ کے پاس سے ہوگا آپ کو جتنی ضرورت ہو وہاں سے
لے لینا۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہمیں تیرے اونٹوں اور بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

(نادان جانتا نہ تھا کہ:)

مالک کونین ہیں گو کچھ پاس رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روانہ ہو گئے میں آپ کے ساتھ تھا حتیٰ کہ ہم مدینہ پاک پہنچ گئے۔

ایک روایت میں ہے آپ فرماتے ہیں:

''سورج ڈھلنے کے بعد ہم روانہ ہوئے اور سراقہ بن مالک
ہمارے پیچھے تھا، اس وقت ہم چٹیل زمین پر سفر کر رہے تھے۔''

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دشمن تو ہم تک آ پہنچا آپ نے فرمایا:

لا تحزن ان اللہ معنا

''آپ نے اس کے خلاف دعا کی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین
میں دھنس گیا۔''

اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے۔ تم میری خلاصی کی دعا کر دو، خدا کی قسم میں تمہارا پیچھا کرنے والوں کو واپس لٹا دوں گا۔

آپ نے اس کے لئے دعا کی تو وہ خلاصی پا کر واپس پلٹ گیا، اسے جو بھی ملتا وہ اسے کہتا کہ تمہیں ادھر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں ادھر دیکھ کر آیا ہوں، اسے جو بھی ملتا وہ اسے واپس کر دیتا اس نے ہمارے ساتھ کئے گئے اس وعدے کو خوب پورا کیا۔[1]

واقعہ ہجرت کے بارے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے اشعار:

اسی بارے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کے بعد ابوجہل کو جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔[2]

أَبَا حِكَمٍ وَاللهِ لَوْ كُنْتَ شَاهِدًا
لِأَمْرِ جَوَادِيْ إِذْ تَسِيْخُ قَوَائِمُهُ

اے ابو الحکم (ابو جاہل) قسم بخدا! اگر تو میرے گھوڑے کے معاملے کو دیکھتا جب اس کی ٹانگیں زمین میں دھنسی جا رہی تھیں۔

عَجِبْتَ وَلَمْ تَشْكُكْ بِأَنَّ مُحَمَّدًا
نَبِيٌّ وَبُرْهَانٌ فَمَنْ ذَا يُكَاتِمُهُ

تو تعجب کرتا اور تجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی اور برہان ربانی ہونے میں ذرا بھر شک نہ رہتا اور اس حقیقت کو چھپا کون سکتا

---

[1] یہ روایت مسلم کتاب الزہد ۴/ ۲۳۰، حدیث نمبر ۷۵ کے تحت،
[2] دلائل النبوۃ للبیہقی ۲/ ۴۸۹

ہے۔

عَلَيْكَ فَكُفَّ النَّاسَ عَنْهُ فَإِنَّنِيْ
اَرٰى اَمْرَهٗ يَوْمًا سَتَبْدُوْ مَعَالِمُهٗ

''تجھ پر لازم ہے کہ تو لوگوں کو آپ کی مخالفت سے روکے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں ایک دِن ان کی عظمتوں کے ہی ڈھنکے بجیں گے۔''

بِاَمْرٍ تَوَدُّ النَّصْرَ فِيْهِ بِاَلْبِهَا
لَوْ اَنَّ جَمِيْعَ النَّاسِ طُرًّا تُسَالِمُهٗ

''ان کا دین پوری قوت سے ظاہر ہو کر رہے گا، کاش تم سب لوگ ان سے صلح کر لو۔''

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سفر ہجرت کے بارے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مبارک قصیدہ:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے غار میں داخل ہونے اور سراقہ کے تعاقب کرنے کے بارے درج ذیل اشعار کہے تھے۔[1]

قَالَ النَّبِيُّ وَلَمْ اَجْزَعْ يُوَقِّرُنِيْ
وَنَحْنُ فِيْ سُدْفَةٍ مِنْ ظُلْمَةِ الْغَارِ

''ہم اندھیرے غار میں تھے میں نے (اپنے بارے) بے صبری کا اظہار نہیں کیا تھا پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تسلیاں

[1] اسے امام سہیلی نے الروض الانف ۲ / ۲۳۴ میں روایت کیا ہے۔

دے رہے تھے۔''

لَا تَخْشَ شَيْئًا فَإِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُنَا
وَقَدْ تَوَكَّلَ لِي مِنْهُ بِإِظْهَارِ

''تم کسی چیز سے نہ ڈرو کیونکہ ہم دونوں کا تیسرا اللہ ہے میرے معاملے کے غلبے کیلئے میرا اسی پر بھروسہ ہے۔''

وَإِنَّمَا كَيْدُ مَنْ تُخْشَى بِوَادِرُهُ
كَيْدُ الشَّيَاطِيْنَ كَادَتْهُ لِكُفَّارِ

''فقط شیطانوں کی جلد بازیوں کا خوف کیا جاتا ہے جو کفار کے لئے ہوتی ہیں۔''

وَاللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ طُرًّا بِمَا كَسَبُوْا
وَجَاعِلُ الْمُنْتَهٰى مِنْهُمْ اِلَى النَّارِ

''رب تعالیٰ ان سب کو ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ہلاک فرمائے گا اور ان کا ٹھکانہ جہنم بنانے والا ہے۔

وَاَنْتَ مُرْتَحِلٌ عَنْهُمْ وَتَارِكُهُمْ
اِمَّا غُدُوًّا وَاِمَّا مُدْلِجٌ سَارِيْ

''آپ انہیں چھوڑ کر کوچ کرنے والے ہیں یا تو صبح روانہ ہوں گے یا رات کی تاریکی میں۔''

وَهَاجِرٌ اَرْضَهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ لَنَا
قَوْمٌ عَلَيْهِمْ ذُوُوْا عِزٍّ وَاَنْصَارِ

''تم ان کی زمین چھوڑنے والے ہو، یہاں تک کہ ہمیں ایسے مددگار میسر آئیں گے جو ان کے مقابلے میں کہیں زیادہ معزز

ہوں گے۔'

حَتّٰی اِذَا الَّیۡلُ وَاٰرَانَا جَوَانِبُهُ
وَسَدَّ مِنۡ دُوۡنَ مَنۡ نَخۡشٰی بِاَسۡتَارِ

''یہاں تک کہ رات کے کناروں نے ہمیں ڈھانپ لیا اور جن سے اندیشہ تھا ان کے سامنے پردے ڈال دیئے۔''

سَارُ الۡاُرَیۡقَطُ یَهۡدِیۡنَا وَاَیۡنُقُهُ
یَبۡغِیۡنَ بِالۡقَوۡمِ بَغۡیًا تَحۡتَ اَکۡوَارِ

''راہ نما (عامر بن فہیرہ) رات کو ہمیں رستہ بتا رہا تھا اور اس کی اونٹنیوں کے کجاوے نیچے سے کسی اور طرف بھیج رہے تھے۔''

حَتّٰی اِذَا قُلۡتُ قَدۡ اِنۡحَدَّ عَارِضُنَا
مِنۡ مُدۡلِجٍ فَارِسٍ فِیۡ مَنۡصَبٍ وَارِ

''حتیٰ کہ میں نے کہا کہ میرا رخسار اندھیرے میں آنے والے گھر سوار (سراقہ) کی وجہ سے پسینہ سے تر ہو گیا۔''

فَقَالَ کُرُّوۡا فَقُلۡنَا اِنَّ کَرَّتَنَا
مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِكَ نَصۡرُ الۡخَالِقِ الۡبَارِی

''اس نے کہا واپس آجاؤ، ہم نے کہا ہمارے واپس آنے میں رب تعالیٰ کی امداد حائل ہے۔ (یعنی تم ہم پر قابو نہیں پا سکتے)

اَنۡ یَّخۡسِفَ اللّٰهُ بِالۡاَحۡوٰی وَفَارِسُهُ
فَانۡظُرۡ اِلٰی اَرۡبَعٍ فِی الۡاَرۡضِ عَوَّارِ

''یہ کہ رب تعالیٰ گھوڑا اور اس کے سوار کو زمین میں دھنسا دے تو تو زمین میں دھنسنے والی اس کی چار ٹانگوں کی طرف دیکھ۔''

فَهِيْلَ لَمَّا رَاٰی اَرْسَاغُ مُهْرَدِتَهٖ
يَرْسَخْنُ فِي الْاَرْضِ لَمْ تُحْفَرْ بِمَفَارِ

''اس نے جب اپنے گھوڑے کے کھروں کو زمین میں دھنستے ہوئے دیکھا حالانکہ زمین میں کسی آلے کے ساتھ سوراخ نہیں کئے گئے تھے۔''

فَقَالَ هَلْ لَّكُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا فَرَسِي
وَتَاخُذُوْا مَوْثَقًا مِنْ نُصْحِ اِسْرَارِ

''تو سراقہ نے کہا کہ کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ میرے گھوڑے کو رہا کر دو اور مجھ سے برراز داری کا پختہ عہد لے لو۔''

فَادْعُوَا الَّذِيْ كَفَّ عَنْكُمْ اَمْرَ عَدْوَتِنَا
يُطْلِقْ جَوَادِيْ فَاَنْتُمْ خَيْرُ اَبْرَارِ

''آپ دونوں اس ذات سے دعا کریں جس نے تم کو ہماری دشمنی سے محفوظ رکھا کہ وہ میرے گھوڑے کو آزاد کر دے، کیونکہ آپ تو بہت نیک لوگ ہو۔''

فَقَالَ قَوْلًا رَسُوْلُ اللهِ مُبْتَهِلًا
يَا رَبِّ اِنْ كَانَ يَنْوِي غَيْرَ اِحفَارِ

تو سرکار علیہ السلام نے گڑگڑا کر دعا مانگی کہ اے اللہ اگر اس کی نیت میں فتور نہیں ہے تو اسے اور اس کے گھوڑے کو ہماری دعا کے ضرر سے نجات عطا فرما اور اسے ہلاکت کے زخموں سے محفوظ فرما۔''

فَاَظْهَرَ اللهُ اِذْ يَدْعُوْ حَوَافِرَهٗ

وَفَازَ فَارِسُهُ مِنْ هَوْلِ اَخْطَارِ

''تو جس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو رب تعالیٰ نے اس کے گھوڑے کے کُھر زمین سے باہر نکال دیئے اور اس کا سوار خطروں کے خوف سے بچنے میں کامیاب ہو گیا۔''

باب نمبر ۱۱:

مختلف بیماریوں اور آفتوں میں مبتلا لوگوں کا کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنا اور آپ کی پناہ چاہنا اور ان کے بارے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں بینائی ختم ہونے کی شکایت کی۔

پھر نہ منہ پڑے کبھی خزاں کا
دے دے ایسی بہار آقا
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بارگاہِ مشکل کشائی میں ایک نابینا کا فریاد کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے اس کی بینائی کا لوٹنا:

ہمیں ابو المعالی نے مبارک بن علی سے خبر دی، انہیں ابو الحسین عبید اللہ بن محمد بن احمد نے خبر دی، انہیں ان کے جد امجد ابو بکر احمد بن حسین نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی، انہیں ابومحمد عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن سہل ریالی نے مکہ پاک میں بیان کیا، انہیں محمد بن علی بن یزید صائغ نے بیان کیا۔ انہیں احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے روح بن قاسم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، وہ ابوجعفر مدینی خطمی سے وہ ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے وہ اپنے چچا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

> ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا جب آپ کی بارگاہ میں ایک نابینا صحابی نے اپنی بینائی ختم ہو جانے کی شکایت کی کہ یارسول اللہ مجھے ہاتھ پکڑ کر چلانے والا بھی کوئی نہیں ہے یہ بات مجھ پہ بہت گراں گزرتی ہے۔''

آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیاء دیجئے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروروں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وضو والا برتن لاؤ، وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کر کے یوں دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيۡكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ
نَبِيِّ الرَّحۡمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّ فَيُجۡلِى لِیۡ

عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیری بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے یا رسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری آنکھیں روشن فرما دے۔''

اے اللہ! تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما اور میری درخواست کو میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَلَا طَالَ الْحَدِیْثُ حَتّٰی دَخَلَ الرَّجُلُ وَکَاَنَّهٗ لَمْ یَتَبَیَّنْ بِهٖ ضَرٌّ قَطُّ

''خدا کی قسم ابھی ہم محفل سے اٹھے بھی نہ تھے اور نہ ہی گفتگو لمبی ہوئی تھی کہ وہ صحابی تشریف لائے یوں لگا جیسے ان کو کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔''[1]

عطائے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب برب جہاں تمہارے لئے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس حدیث کی دوسری سند اور ہر پریشانی کا حل:

ہمیں ابو العالی عبدالرحمٰن بن علی نے دو بزرگوں ابو طاہر احمد بن محمد اور ابو العلاء محمد بن جعفر سے خبر دی، انہیں ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین اور ابو منصور محمد بن

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۴/ ۱۶۷

احمد بن علی نے اجازۃً خبر دی، انہیں ابوالقاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد نے خبر دی۔ انہیں ان کے والد نے بیان کیا، انہیں محمد بن احمد بن حسن نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں محمد بن اسمٰعیل سلمی سے مروی حدیث دیکھی جوان کے سماع پر دلالت کرتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہیں حماد بن سلمہ نے بیان کیا انہیں ابوجعفر خطمی نے عمارہ بن خزیمہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا وہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ایک نابینا صحابی نے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میری بینائی ختم ہوگئی ہے۔ آپ رب تعالیٰ کے حضور میرے لئے دعا فرمادیں۔

کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرو پھر اس طرح دعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ وَاَتَوَجَّبُ اِلَیۡكَ بِنَبِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحۡمَةِ یَا مُحَمَّدَ اِنِّیۡ اَتَشۡفَّعُ بِكَ فِیۡ رَدِّ بَصَرِیۡ اَللّٰھُمَّ شَفِّعۡ نَبِیَّ فِیَّ

''اے اللہ! میں تیرے حضور تیرے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یا رسول اللہ! میں اپنی بینائی کی واپسی کے لئے آپ کو اپنا شفیع بناتا ہوں، اے اللہ! میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔''

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری جانب وسیلہ کیا ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنْ كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَقُلْ ذٰلِكَ

(اے میرے غلام) تجھے کوئی بھی حاجت و پریشانی درپیش ہو تو یہی عمل کیا کر (تیری مشکل کشائی کی جائے گی)''

فائدہ:

(یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لئے غلاموں کے لئے بہت بڑا سامان تسلی ہے اور استعانت بامحبوبین خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلیل بین ہے، منکرین اس نورانی فرمان کو بغور پڑھیں اور اپنی اصلاح کی سعی کریں۔ از مترجم)

سنیو ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس فرما دی۔

اس حدیث کو امام بیہقی اور امام ابن شاہین دونوں نے اپنی اپنی دلائل میں نقل فرمایا ہے، یونہی اس حدیث کو امام نسائی نے بھی حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے۔[1]

نیز اسے امام ترمذی نے بھی حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے اور اس کے بارے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔[2]

---

[1] سنن کبریٰ ۶/۱۶۹ حدیث نمبر ۱۰۴۹۰

[2] ترمذی ۵/۵۳۱، حدیث نمبر ۳۵۷۸

سرکارِ کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت قتادہ کی آنکھ کا بحال ہونا:

صحابہ کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آنکھوں کی تکلیف کی شکایت کی تو وہ آپ کے لعاب دہن اور پھونک مارنے کی برکت سے ٹھیک ہو گئے۔

حضرت قتادہ بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے درانحالیکہ ان کی آنکھ نکل کر ان کے رخسار پر آ چکی تھی۔

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب آخر
آہ! عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھ کو اس کی جگہ رکھ کر فٹ کر دیا۔

تو ان کی وہ آنکھ ان کی دونوں آنکھوں سے زیادہ بہتر ہو گئی ہے[1]

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے حضرت فُویک رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا سفید موتیا ختم ہو گیا:

جب حضرت فویک رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں میں سفید موتیا اتر آیا اور انہیں کچھ دیکھائی نہیں دیتا تھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں پھونک ماری تو ان کی بینائی اتنی تیز ہو گئی کہ:

وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُدْخِلُ الْخَيْطَ فِي لْاِبْرَةِ وهُوَ اِبْنُ ثَمَانِيْنَ

''وہ اس کے بعد اسی برس کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیا

---

[1] یہ سب روایات دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۲۵۱ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

کرتے تھے۔'' (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۱۷۳)

لعاب دہن مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا ٹھیک ہوجانا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے حالت یہ تھی کہ شدت درد کی وجہ سے آپ نے چادر کے ایک حصے کی پٹی اپنی آنکھوں پر باندھی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا علی آپ کو کیا ہوا؟ عرض کیا میری آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔

آپ نے فرمایا میرے قریب آؤ (وہ قریب ہوئے تو)

فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ

آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا۔

پس فوراً ان کی تکلیف جاتی رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ (اس) خیبر کے دِن کے بعد عمر بھر نہ میری آنکھیں دکھی اور نہ ہی کبھی سر درد ہوا۔[1]

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

صالح شافعی نے اس بارے ہی کہا، اور وہ اشعار انہوں نے ہمیں بھی سنائے:

وَرَدَّ عَيُوْنًا جَمَّةً بَعْدَ مَا وَهَتْ
فَاَكْسَبَهَا الرَّحْمٰنُ نُوْرًا مُجَدَّدًا

---

[1] یہ تمام روایات دلائل النبوہ للبیہقی ۶/ ۱۷۹ پر دیکھی جاسکتی ہیں، ان کی اصل صحیحین میں بھی ہے۔

''بہت سوں کی آنکھیں ان کے بیکار ہونے کے بعد جانِ مسیحا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوٹا دیں اور رب تعالیٰ نے انہیں نئے نور سے روشن فرما دیا۔''

وَكَانَ عَلِيٌّ اَرْمَدًا يَوْمَ خَيْبَرَ
فَمَا عَادَ مُذْدَاوَاهُ بِالرِّيْقِ اَرْمَدَ

''خیبر کے دِن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں خراب ہوتو جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے لعاب مبارک سے ان کا علاج کیا تو پھر عمر بھر ان کی آنکھیں خراب نہ ہوئیں۔''

پھر نہ منہ پڑے خزاں کا
دے دے ایسی بہار آقا

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے حضرت علی ابو البشر کی آنکھوں کا روشن ہونا:

میں نے منصور بن سلیم شافعی علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا، انہوں نے بغداد میں ابو الحسن اسمٰعیل بن ابو بکر بن نقطہ سے سنا، انہیں محمد بن مبارک حزلی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ

علی ابو البشر آنکھوں سے نابینا تھے، انہیں خواب میں جان مسیحا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی:

فَاَمَرَّ يَدَهُ الْكَرِيْمَةَ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَاَصْبَحَ وَهُوَ يُبْصِرُ

''تو آپ نے اپنا دست مسیحائی ان کی آنکھوں پر پھیرا وہ صبح

اٹھے تو ان کی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔[1]

---

[1] دست ید اللہ کی برکت سے حضرت امام یعقوب کی آنکھوں کا روشن ہونا

اسی طرح کا ہی واقعہ امام یعقوب بن سفیان فسوی کو بھی پیش آیا تھا اس واقعہ کو امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۱۳/۱۸۱ میں ان کے سوانح میں ذکر کیا ہے۔

امام یعقوب فرماتے ہیں کہ:

''میں نے طلب حدیث کے لئے سفر کیا اور ایک شہر میں داخل ہوا وہاں ایک استاد سے میری ملاقات ہوئی، ان کے پاس کثرت حاضری کے لئے ان کے پاس رہائش اختیار کرنے کی مجھے ضرورت محسوس ہوئی۔ حالت یہ تھی کہ میرا زادِ راہ بھی کم پڑ گیا اور میں اپنے شہر سے بھی دور تھا۔ میں استاد کے پاس دن رات پڑھنے لگا، ایک رات میں بیٹھ کر حدیث لکھ رہا تھا رات بھی کافی گزر چکی تھی، میری آنکھوں میں پانی اتر آیا، مجھے نہ چراغ دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی گھر، تو میں بصارت کے ختم ہونے اور علم حدیث کے منقطع ہونے کی وجہ بہت رویا، روتے روتے میں پہلو کے بل ٹیک لگائے ہوئے ہی سو گیا۔ تو خواب میں مجھے سرکار ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے آواز دے کر پوچھا:

اے یعقوب بن سفیان تو کیوں رو رہا تھا؟

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! ایک تو میری بینائی چلی گئی ہے۔ دوسرا مجھے آپ کی سنتوں کی کتب کے استفادہ سے محرومی پر حسرت ہو رہی تھی۔ اور یہ بھی کہ میں اپنے شہر سے دور بیٹھا ہوں۔

آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، میں آپ کے قریب ہوا:

فَأَمَرَّ يَدَهُ عَلَى عَيْنَيَّ كَأَنَّهُ يَقْرَءُ عَلَيْهِمَا

''آپ نے اپنا دست ید اللہ میری آنکھوں پر پھیرا یوں محسوس ہوا جیسے آپ نے ان پر کچھ پڑھا بھی۔''

فرماتے ہیں:

میں جب بیدار ہوا تو بالکل ٹھیک دیکھ رہا تھا، میں نے کتاب لی اور چراغ کے نیچے بیٹھ کر لکھنے لگا۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ا

مسیحائے کائنات کے ہاتھ کی برکت سے ایک مریض لا علاج نابینا کی آنکھوں کا روشن ہونا:

میں نے شیخ ابو القاسم بن یوسف اسکندری سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک دوست نابینا ہو گیا، سب طبیبوں نے مل بیٹھ کر مشورہ کیا لیکن اس کے لئے کوئی دوائی نہ تجویز کر پائے، انہوں نے مجھے بتایا کہ سوتے ہوئے مجھے آقا کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو میں نے آپ پر ہی بھروسے کا اظہار کیا (کہ حضور! بس آپ ہی میری مسیحائی فرما سکتے ہیں) آپ نے فرمایا:

تُبْصِرُ

''تیری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔''

پس میں بیدار ہو گیا، پھر میں پندرہ دِن تک اسی حالت میں رہا۔ دوبارہ مجھے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، تو میں عرض گزار ہوا:

وَعْدُكَ يَارَسُوْلَ اللهِ

''یارسول اللہ! آپ نے میری مسیحائی کا وعدہ فرمایا تھا۔''

آپ نے فرمایا:

تم سہیہ کا خون اور لومڑی کا پتہ بطور سرمہ آنکھوں میں لگاؤ میں بیدار ہوا

سرکار کے کرم سے یوسف بن علی فارسکوی کی بینائی کا لوٹنا:

اسی طرح کا واقعہ امام سخاوی نے ''الضوء اللامع ۱۰/ ۳۲۵ میں یوسف بن علی بن محمد فارسکوی کے سوانح میں ذکر کیا ہے۔

وہ یہ کہ ان کی بینائی ختم ہو گئی، انہیں خواب میں سرکار ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

توصبح کو میں نے سہیہ پکڑوا کر اسے ذبح کروایا اور اس کا خون حاصل کیا اور لومڑی کا پتہ لے کر ان کا سرمہ لگایا تو میں فوراً روشنی دیکھنے لگا، اور میری آنکھیں یوں ٹھیک ہوگئی جیسے ان میں کبھی تکلیف تھی ہی نہیں ہے۔[1]

سب طبیبوں نے دے دیا جواب آخر
آہ! عیسیٰ گر دوا نہ کرے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] مصنف کے نے استاد حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری کی ایک کتاب ہے جس کا موضوع ہے ''زوال الظمافی ذکر من استغاث برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الشدۃ والعمیٰ'' اس کا تزکرہ صاحب ''ایضاح المکنون'' ١ / ٦١٤ پر بھی کیا۔

باب نمبر ۱۲:

دردِ سر میں مبتلا لوگوں کا طبیبِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنا

شافی و نافع ہو تم کافی و وافی ہو تم
درد کی کردو دوا تم پہ کروڑوں درود
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے فراس بن عمرو کی دردِسر کا زائل ہونا:

ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن جعفر بن عقیل بصری سے اجازۃً روایت کرتے ہوئے خبر دی، انہیں ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین سراج اور ابومنصور محمد بن احمد نے انہیں ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن احمد بن عثمان بن شاہین نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے، انہیں یحییٰ بن محمد بن صاعد نے بیان کیا، انہیں ابراہیم بن یوسف صیرفی کندی نے بیان کیا، انہیں ابو یحییٰ تیمی نے سیف بن وہب سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالطفیل نے بیان کہ:

''قبیلہ بنو لیث سے ایک آدمی تھا جسے فراس بن عمرو کہا جاتا تھا اس کے سر میں شدید درد اٹھا، اس کا باپ اسے لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کے دردِ سر کی شکایت کی۔''

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فراس کو اپنے سامنے بٹھایا اور اس کی آنکھوں کے مابین پیشانی کی جلد کو پکڑ کر کھینچا تو وہ جگہ پھول گئی، اس کی پیشانی پر جس جگہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں لگی تھی وہاں پر بال اُگ آئے اور اس کے سر کی درد یوں ختم ہوئی کہ پھر کبھی نہ ہوئی۔[1]

اسے امام ابن شاہین نے اپنی دلائل میں روایت کیا ہے۔

یونہی اس کی خبر ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی نے حافظ مبارک بن علی حرمی سے دی، انہیں ابو الحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد نے خبر دی، انہیں ان کے جد امجد ابو بکر احمد بن حسین حافظ نے خبر دی انہیں ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابو عمرو نے خبر دی۔ انہیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہیں ابو اسامہ کلبی

---

[1] عنقریب امام بیہقی کی سند سے اس کی تخریج آئے گی۔

نے بیان کیا، انہیں شریح میں مسلمہ نے بیان کیا انہیں ابو یحییٰ تیمی اسمٰعیل بن ابراہیم نے بیان کیا کہ انہوں نے یہ حدیث ذکر کی، ان کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ابوالطفیل فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا تو ان کے وہ بال گویا سہیہ کے تھے۔

راوی فرماتے ہیں کہ فراس نے حروراء والوں کے ساتھ مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تو ان کے والد نے انہیں پکڑ کر باندھا اور قید کر دیا، تو فراس کے وہ بال گر گئے، اس نے جب دیکھا کہ اس کے بال گر گئے ہیں تو اس پہ یہ بات بہت گراں گزری تو اسے کہا گیا کہ یہ تیرے اس غلط ارادے کی وجہ سے گرے ہیں فوراً توبہ کر۔

پس وہ اس سے تائب ہو گئے۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے ان کے وہ گرے ہوئے بال بھی دیکھیں ہیں، پھر جب دوبارہ اگے تب بھی دیکھے تھے۔[1]

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے حصرت اسماء بنت ابوبکر کے سر کے درد اورسوجن کا رفع ہونا:

اسی اسناد کے ساتھ ہمیں ابوعبد اللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے خبر دی، انہیں ابو العباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہیں عباس بن محمد دوری نے بیان کیا انہیں قیس بن حفص دارمی نے بیان کیا، انہیں بشر بن مفضل نے بیان کیا، انہیں کثیر ابوالفضل نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قرش کی شاخ آل زبیر میں سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ:

---

[1] اس کو امام ابوبکر حافظ نے بھی اپنی دلائل النبوۃ ۶ / ۲۳۰ میں ذکر فرمایا ہے اور کہا کہ اس میں ابویحییٰ تیمی کا تفرد ہے۔

’’حضرت اسماء بنت ابی بکر کے چہرے اور سر میں سوجن ہو گئی،
انہوں نے حصرت عائشہ بنت ابی بکر کی طرف پیغام بھیجا کہ
آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میری اس تکلیف کا ذکر کریں
تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا فرما دے۔‘‘

پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت اسماء کی تکلیف کا تذکرہ کیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسماء کے پاس تشریف لے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑے کے اوپر سے حضرت اسماء کے چہرے اور سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور یوں دَم فرمایا:

بِسْمِ اللهِ اَذْهِبْ عَنْهَا سُوْءَهَا وَفُحْشَهَا بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ
الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ بِسْمِ اللهِ

’’اللہ کے نام سے، اے اللہ! تو اس سے اس کی تمام تکلیف اور
درد دور فرما دے تیرے اس نبی کے صدقے سے جو تیرے ہاں
بہت بابرکت اور مرتبے والا ہے۔‘‘

آپ نے تین بار یہ پڑھ کر ان پر دم فرمایا اور انہیں بھی حکم دیا کہ وہ بھی یہ پڑھ کر خود پہ دم کیا کریں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تین دِن تک یہ عمل کیا تو ان کی سوجن ختم ہو گئی۔[1]

---

[1] بحوالہ سابق ۶/ ۲۳۰

باب نمبر ۱۳:

داڑھ اور گلے کے درد اور سانس کی تنگی میں مبتلا لوگوں کا جانِ مسیحا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنا

میرے عیسیٰ تیرے صدقے جاؤں
طور بے طور ہیں تیرے بیماروں کے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم فرمانے کی برکت سے حضرت عبداللہ بن رواحہ کی داڑھ درد کا ختم ہونا اور ہر درد کو رفع کرنے کا عمل:

امام بیہقی تک پہنچنے والی سند کے ساتھ ہمیں ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر بن ابراہیم فارسی نے خبر دی، انہیں ابوعمرو بن مطر نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن علی نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا انہیں اسمٰعیل بن عیاش نے بیان کیا، وہ یزید بن نوح بن زکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

> ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت عبداللہ بن رواحہ کو حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم کے ساتھ ''موتہ'' کی طرف بھیجا تو وہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے داڑھ اور کان میں بہت زیادہ تکلیف ہے۔''
>
> آپ نے فرمایا میرے قریب آؤ۔
>
> **وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَاَدْعُوَنَّ بِدَعْوَةٍ لَا یَدْعُوْ بِهَا مُؤْمِنٌ مَكْرُوْبٌ اِلَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ كَرَبَهُ**
>
> ''قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ معبوث فرمایا، میں تیرے لئے ایسی دعا کروں گا کہ اس تکلیف میں مبتلا جو مومن بھی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی وہ تکلیف دور فرما دے گا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درد والے رخسار پر ہاتھ رکھا اور سات بار یہ دعا پڑھ کر دم فرمایا:

> **اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ سُوْءَ مَا یَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِیِّكَ الْمُبَارَكِ الْمَكِیْنِ عِنْدَكَ**

''راوی فرماتے ہیں کہ ابھی وہ اسی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء عطا فرما دی۔[1]

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے گلے کی تکلیف کا رفع ہونا:

میں نے شیخ فقیہ امام عالم عامل عارف باللہ تقی الدین ابو محمد عبدالسلام بن سلطان قلیبی کو فرماتے ہوئے سنا یہ روایت بالمعنی ہے لفظاً نہیں۔

فرماتے ہیں کہ میرے بھائی ابراہیم کے گلے میں گلٹیاں تھیں جن کی وجہ سے انہیں بہت تکلیف تھی، خواب میں انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو ابراہیم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ میں کتنی تکلیف میں مبتلا ہوں۔

آپ نے فرمایا: تیری عرض قبول ہو چکی ہے۔ تیری عرض قبول ہو چکی ہے۔ تیری عرض قبول ہو چکی ہے۔

پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے صحت یاب ہو گئے۔

نگاہِ عنائیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت وجیہ بن بونی کی بیماری اور ان کے والد کی دمے کی تکلیف کا دور ہونا:

یہ واقعہ بھی میں نے روایت بالمعنیٰ کے طور پر وجیہ بن بونی سے دمشق میں سنا کہ میرے والد کو سانس کی تکلیف (یعنی دمے کی بیماری) تھی بایں وجہ وہ مکان کے بالا خانے سے بھی نہیں اتر سکتے تھے، لوگ ان کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور میں خود مکان کے نچلے حصے میں بیمار پڑا تھا۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۴/ ۱۸۲

میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں میں نے آپ کو گدا پیش کیا آپ اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! میرے والد بہت بوڑھے ہیں اور دمے کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ اوپر سے میرے پاس نیچے آنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے اور میں بھی اوپر ان کے پاس جانے کی ہمت نہیں رکھتا۔

آپ میرے پاس سے اٹھ کر ان کے پاس تشریف لے گئے، جب صبح ہوئی تو میں نے ان کو آہ آہ کرتے ہوئے سنا درانحالیکہ وہ نیچے آرہے تھے حتیٰ کہ میرے پاس آگئے۔

آ کے فرمانے لگے: اے میرے بیٹے اس رات میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے میں نے کہا آپ میرے پاس سے ہو کے آپ کے پاس تشریف لے گئے تھے

ہم دونوں کو ہی آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

تم ہی حاکم برایا تم ہی قاسم عطایا
تم ہی دافع بلایا تم ہی شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

کرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی کا دوبارہ اُگ آنا:

شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بھی مصائب میں مبتلا لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور عظیم ترین نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ میں نے علی بن ابراہیم بن سوار سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو محمد عبدالعزیز سے سنا وہ کہتے ہیں کہ

ہمیں ہمارے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ

ایک بار میں حمام میں داخل ہوا، وہاں پر میں نے مٹی کی طرح کوئی چیز دیکھی، اس میں سے کچھ میں نے اپنی داڑھی پر مل لیا (جس کی وجہ سے) میری داڑھی کے سب بال جھڑ گئے، ایک بھی باقی نہ بچا میں نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ نَبِيِّكَ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا رَدَدْتَّهَا

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے سوال کرتا ہوں، میری داڑھی واپس فرما دے۔''

پس اسی رات ہی میری داڑھی اُگ آئی، میں صبح بیدار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے میری داڑھی پہلے کی طرح یا اس سے بھی خوبصورت ہو چکی تھی۔

باب نمبر ۱۴:

ان لوگوں کا تذکرہ جن کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور وہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مسیحائی میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا لعاب دہن لگا کر ان کا ہاتھ جوڑ دیا

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار علیہ السلام نے اپنے صحابی کے کٹے ہوئے بازو کو اپنے لعاب سے جوڑ دیا:

امام ابوبکر بیہقی تک وہی سند ہے جو اس سابقاً بیان ہوئی، انہیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے انہیں خبر دی اسمٰعیل بن عبداللہ میکائی نے، انہیں علی بن سعد عسکری نے بیان کیا، انہیں ابوامیہ عبداللہ بن محمد بن خلاد واسطی نے بیان کیا، انہیں یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہیں مستلم نے بیان کیا، انہیں خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب نے بیان کیا، وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

ایک غزوہ میں میں اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ اس غزوہ میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کیا تم اسلام لے آئے ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں اسلام لے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا (جس میں) میرے کندھے پر دشمن کی تلوار کی ایسی ضرب لگی کہ میرا بازو (کٹ کر) لٹکنے لگا۔ پس میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔

فَتَفَلَ فِيهَا وَأَلْزَقَهَا

''پس آپ نے میرے بازو پر اپنا لعاب مبارک لگایا اسے اس جگہ پر جوڑ دیا۔

وہ بازو جڑ گیا اور ٹھیک ہو گیا۔

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اور جس شخص نے مجھ پر وار کیا تھا پھر میں نے اسے قتل کر دیا، پھر میں نے جس آدمی کو قتل کیا تھا اس کی بیٹی سے شادی کر لی، میری بیوی کہا کرتی تھی کاش میں اس شخص سے محروم نہ ہوتی جس نے آپ کو یہ زخم دیا۔ میں اسے کہا کرتا کاش تو اس شخص سے محروم نہ ہو جس نے تیرے باپ کو بہت جلد واصل جہنم کیا۔[1]

بدر کے دِن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معوذ بن عفراء کے کٹے ہوئے بازو کو جوڑ دیا:

بدر کے روز جب ابو جہل نے حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کا بازو کاٹ دیا تو وہ اپنے بازو کو اٹھائے ہوئے حاضر بارگاہِ اقدس ہوئے۔

فاذا فرغت فانصب یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمت عطایا
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

فَبَصَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَلْصَقَهَا فَلَصَقَتْ
''تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بازو پر اپنا لعاب دہن لگا کر جوڑا تو وہ جڑ گیا۔''[2]

لعاب دہن مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ عنہ

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۱۷۶،
[2] امام صالحی نے سبل الہدیٰ والرشاد ۱۰/ ۲۳

کے ہاتھ کے زخم کا ٹھیک ہونا:

سند مقدم کے ساتھ ہمیں ابوبکر فارسی نے خبر دی، انہیں ابواسحاق اصفہانی نے خبر دی، انہیں ابواحمد بن فارس نے خبر دی، انہیں محمد بن اسمٰعیل نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی نے بتایا کہ ہمیں یونہی بن محمد مودب نے بیان کیا، انہیں حماد بن زید نے بیان کیا انہیں مخلد بن عقبہ بن عبدالرحمٰن بن شرجیل جعفی نے بیان کیا وہ اپنے دادا وہ اپنے والدرضی اللہ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا، اس حالت میں کہ میرے ہاتھ پر آبلہ بنا ہوا تھا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ آبلہ مجھے بہت تکلیف دیتا ہے، اس کی وجہ سے میں تلوار کا دستہ اور جانور کی لگام بھی نہیں پکڑ سکتا۔

آپ نے فرمایا:

میرے قریب آؤ۔

میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا اپنا ہاتھ کھولو، میں نے اپنا ہاتھ کھولا

فَنَفَثَ فِي كَفِّي وَوَضَعَ كَفَّهُ عَلَى السَّلْعَةِ

تو آپ نے میرے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اس آبلے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔

فَمَا زَالَ يَطْحَنُهَا بِكَفِّهِ حَتّٰى رَفَعَهَا عَنْهَا وَمَا اَدْرِي اَيْنَ اَثَرُهَا

''پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھ کر تھوڑی دیر کیلئے دبایا پھر جب آپ نے ہاتھ مبارک اٹھایا تو میں نہیں جانتا

کہ اس کا اثر کہاں گیا ہے[1]

بے نواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریر دست
رہ گئیں جو پا کے جودِ یزالی ہاتھ میں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

لعاب دہن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت ابن حاطب رضی اللہ عنہ کے جلے ہوئے ہاتھ کا ٹھیک ہونا:

اسی سند کے ساتھ ہمیں ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن جعفر نے خبر دی انہیں یونس بن حبیب نے بیان کیا، انہیں ابوداؤد نے بیان کیا انہیں شعبہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

میرے ہاتھ پر ہنڈیہ گرگئی جس کی وجہ سے میرا ہاتھ جل گیا، میری والدہ مجھ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی:

فَجَعَلَ يَتْفُلُ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَيَقُوْلُ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ پر اپنا لعاب مبارک لگانے لگے اور ساتھ ساتھ یہ دعا بھی مانگ رہے تھے اے سب انسانوں کے رب اس کی تکلیف کو دور فرما۔

میرا خیال ہے کہ آپ دعا میں یہ بھی کہہ رہے تھے۔

وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ

اور اسے شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔

---

[1] دلائل النبوۃ ٦ / ١٧٤

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو اپنی ''دلائل'' میں اسی طرح روایت کیا ہے۔[1]

امام بیہقی نے محمد بن حاطب والی حدیث میں یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے باپ سے وہ اپنی ماں ام جمیل رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ

''میں تجھے حبشہ سے لے کر آئی، میں نے مدینہ پاک میں ایک یا دو راتیں گزاریں ہوں گی میں تیرے لئے کھانا بنا رہی تھی کہ لکڑیاں ختم ہو گئیں تو میں لکڑیاں تلاش کرنے لگی (اسی اثناء میں) تو نے ہانڈی پکڑ کر اپنے ہاتھوں پر انڈیل لی، جب میں مدینہ میں واپس آئی تو تجھے لے کر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ محمد بن حاطب ہے، آپ کے نام پر سب سے پہلے اسی کا نام رکھا گیا ہے۔ (کرم فرمایئے)

آپ نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی، پھر تیرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، پھر تیرے ہاتھ پر اپنا لعاب لگایا اور یہ دعا فرمائی۔

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

''اے سب انسانوں کے رب اس کی تکلیف کو دور فرما اور اسے شفا عطا فرما، کیونکہ ایسی شفاء فقط تیری ہی جناب سے ملتی ہے جو بیماری کو باقی نہیں رہنے دیتی۔''

---

[1] ۱۷۴/۶

فرماتی ہیں

میں ابھی تجھے لے کر آپ کی بارگاہ مسیحائی سے اٹھی بھی نہیں تھی کہ تیرا ہاتھ ٹھیک ہوگیا تھا۔[1]

واہ کیا جو دو کرم ہے شاہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار علیہ السلام کے کرم سے حُمادی کے ہاتھ کے آبلوں کا ٹھیک ہونا:

حافظ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی واعظ بیان کرتے ہیں کہ حمادی کے ہاتھ پر آبلے نکل آئے، بایں وجہ ان کا ہاتھ سوج گیا، سب طبیبوں کا فیصلہ تھا کہ اسے کاٹنا پڑے گا۔

حمادی کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے چھت پر گزاری، میں نے دعا کی اے جہاں کے مالک تیرے سوا اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔ تو بغیر کسی شی (میرے ہاتھ کے قطع کرنے) کے شفاء عطا فرما، میں سویا تو مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! میرا ہاتھ ملاحظہ فرمائیں
آپ نے فرمایا اسے آگے کرو۔
میں نے آگے کیا

فَأَمَرَّ بِيَدِهِ الْكَرِيْمَةِ عَلَيْهَا فَأَمَادَهَا

تو آپ نے اپنا دست شفا اس پر پھیرا۔ اور اسے کھینچتے ہوئے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہوا تو رب تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت

---

[1] ۶/۱۷۴

سے میرے ہاتھ کو شفاء عطا فرما دی۔

سب طبیبوں نے دے دیا جواب آخر
آہ! عیسیٰ گر دوا نہ کرے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید قاسم بن زید حسینی رضی اللہ عنہ کے ٹوٹے ہوئے بازو جوڑ دیئے:

اسی سے ملتا جلتا وہ واقعہ ہے جو ہم نے سید قاسم بن زید بن جعفر حسینی رضی اللہ عنہ سے مشاہدہ کیا۔ آپ مجتہدین میں سے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان کا بائیں بازو ٹوٹ گیا اور دائیں بازو کا جوڑ کھل گیا، آپ نے مجھے اپنے دونوں بازو دکھائے جن پر ٹوٹنے کے واضح اثرات تھے۔

فرماتے ہیں کہ مہینہ بھر میرے بازو میری گردن میں لٹکے رہے سردیوں کا موسم تھا، میں آسانی سے سو بھی نہیں سکتا تھا۔ پس میں ایک رات سویا تو مجھے تین ہستیوں کی زیارت ہوئی۔ جو سب سے آگے تھے میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ابوبکر ہوں یہ عمر فاروق ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

میں نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زور زور سے رونے لگا، میں نے عرض کیا

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا تَرٰی حَالِیْ

یا رسول اللہ! آپ ملاحظہ فرما رہے میری کیا حالت ہو چکی ہے؟

یا نبی کس کی امان چاہے رضائے خستہ
تیرے دامن کے سوا اور ہے دامن کس کا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پس آپ نے میرا ٹوٹا ہوا ہاتھ پکڑا اور اس پر اپنا دست مسیحائی پھیرا، اور مجھے فرمایا کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اس پر زیتون لگاؤ۔ میں نے عرض کیا حضور آپ میری حالت زار دیکھ رہے ہیں؟

پس آپ نے اپنے ہاتھ مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے فرمایا۔

تَوَسَّلْ بِيْ وَبِآلِ بَيْتِي

رب کی بارگاہ میں میرا اور میری اہل بیت کا وسیلہ پیش کرو۔ میں جب صبح اٹھا تو میں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، میں نے ان کو کھول دیا، دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے دونوں بازو ٹھیک ہو چکے تھے۔ پھر میں نے سرکار علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کیلئے اپنے بازوں پر زیتون کا تیل لگایا۔

لعاب دہن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت عتبہ بن فرقد سلمی کی بیماری کا رفع ہونا اور ان کا ہمیشہ کیلئے معطر ہونا:

ہمیں ابو الحسن علی بن محمود صوفی نے حافظ ابو موسیٰ محمد بن ابو بکر مدینی سے خبر دی۔ انہیں ابو الہیثم بن محمد اور ابو عدنان محمد بن محمد نے بیان کیا ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ان دونوں میں سے ہر ایک اور دوسرے حضرات سے یہ حدیث ۵۰۵ھ میں پڑھی وہ حضرات کہتے ہیں کہ ہمیں ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد نے خبر دی۔ انہیں سلیمان بن احمد بن ایوب نے خبر دی احمد بن عبداللہ لحیانی عکاوی نے شہر مکہ میں ۲۷۵ھ انہیں بیان کیا۔ انہیں آدم بن ایاس عسقلانی نے بیان کیا انہیں شیبان ابو معاویہ اور ورقاء بن عمر لشکری نے حصین بن عبدالرحمٰن سلمی سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام عاصم عتبہ بن فرقد سلمی کی بیوی نے بیان کیا۔

وہ فرماتی ہیں کہ:

ہم عتبہ کے ہاں ان کی چار بیویاں تھیں، ہم میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ دوسری بیویوں سے زیادہ اچھی خوشبو استعمال کرے۔ اور عتبہ کوئی خوشبو استعمال نہیں کرتے تھے بس تھوڑا سا تیل لگا کر اپنی داڑھی پر لگا لیتے، لیکن ہم سے کہیں زیادہ ان سے اچھی خوشبو آتی تھی۔ جب وہ باہر جاتے تو لوگ کہتے تھے کہ ہم نے عتبہ سے اچھی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ ایک دِن میں نے ان سے کہا کہ ہم ایک سے بڑھ کر ایک خوشبو استعمال کرتی ہیں لیکن آپ پھر بھی ہم سے زیادہ معطر ہوتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

انہوں نے بتایا کہ سرکار علیہ السلام کی ظاہری حیات میں میں جلد کی بیماری میں مبتلاء ہو گیا۔ میں نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی۔

آپ نے مجھے حکم دیا کہ اپنے کپڑے اتار دو، میں نے اپنی شرمگاہوں کے علاوہ سب کپڑے اتار دیئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

فَنَفَثَ فِي يَدِهِ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرِي وَبَطْنِي بِيَدَيْهِ

پس آپ نے اپنا لعاب مبارک اپنے ہاتھ پر ڈالا پھر اپنے ہاتھوں سے اسے میری پشت اور پیٹ پر ملا

فَعَبَقَ بِي هَذَا الطِّيبُ مِنْ يَوْمَئِذٍ

تو اس دِن سے یہ خوشبو میرے بدن سے مہک رہی ہے، امام طبرانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ورقاء سے صرف آدم نے روایت کیا۔[1] اور حصین

---

[1] معجم کبیر لطبرانی ۱۷/ ۱۳۳، حدیث نمبر ۲۳۰۔۲۳۱،

سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔[1]

گزرے جس راہ سے سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] اسے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ ۶/ ۲۱۶ میں روایت کیا اور فرمایا کہ ہمیں یہ حدیث حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کی گئی ......الخ، اسی طرح ابن اثیر نے اسد الغابہ ۳/ ۵۶۸ میں نقل فرمایا ہے۔

باب نمبر ۱۵:

پاؤں اور پنڈلیوں کی تکلیف میں مبتلاء لوگوں کا بارگاہ بیکس نواز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکائت کرنا اور آپ کے دست مسیحائی اور لعاب سے ان کا صحت یاب ہونا

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پہ فدا تم پہ کروڑوں درود
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

لعاب دہن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی زخمی پنڈلی کا شفایاب ہونا:

ہمیں شیخ معمر ابو الربیع سلیمان بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دی انہیں ابوالحسن علی بن حمید طرابلسی نے خبر دی، انہیں ابومکتوم عیسیٰ بن ابو ذر ہروی نے خبر دی، انہیں ان کے والد ابو ذر عبد بن محمد نے خبر دی انہیں ابومحمد عبداللہ بن حمویہ، ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن ابراہیم اور ابو الہیثم محمد بن زراع کشمیہنی مشائخ نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ محمد بن یوسف فربری نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے بیان کیا، انہیں مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہیں یزید بن ابوعبید نے بیان کیا۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلمہ کی پنڈلی پر ایک زخم کا نشان دیکھا، میں نے ان سے پوچھا اے ابوسلمہ یہ نشان کیسا؟

انہوں نے بتایا کہ یہ زخم مجھے خیبر کے دن لگا تھا۔ لوگ کہنے لگے سلمہ شہید ہو گئے (یعنی زخم اسقدر شدید تھا) پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

فَنَفَثَ فِيْهَا ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتّٰى السَّاعَةِ

''تو آپ نے تین بار اس پر اپنا لعاب مبارک لگایا، اس کے بعد آج تک مجھے اس کی کچھ تکلیف نہ ہوئی۔''

یہ حدیث امام بخاری نے اسی طرح روایت کی ہے۔[1]

---

[1] کتاب المغازی ۳/ ۷ ۱۳، حدیث نمبر ۴۲۰۶

سرکار علیہ السلام کے لعاب دہن سے حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ کے زخموں کا ٹھیک ہو جانا:

حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ حنین کے دِن جب زخموں سے نڈھال ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمیں خالد کے کجاوے تک کون لے کر جائے گا؟ کسی نے نشاندہی کی، آپ نے انہیں دیکھا کہ وہ کجاوے کے پچھلے حصے کی طرف ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں،

فَنَفَثَ عَلٰی جُرْحِهٖ فَبَرِئَ

پس آپ نے ان کے زخموں پر لعاب مبارک لگایا تو وہ صحت یاب ہو گئے۔

اس حدیث کو عبد بن حمید اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[1]

کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے حضرت علی بن حکم رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی کا ٹھیک ہونا:

اسی طرح خندق کے دِن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن حکم کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئی حتیٰ کہ وہ گھوڑے سے بھی نہ اترے۔[2]

یونہی جس وقت حضرت زید بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر تلوار لگی جو ٹخنے

---

[1] المسند ۵ / ۴۶۵ حدیث نمبر ۱۸۶۰۲، اسے امام ابوعبداللہ حمید نے بھی اپنی مسند ۲ / ۳۹۸، حدیث نمبر ۷۹۸ کے تحت روایت فرمایا، لیکن مجھے یہ حدیث ''المنتخب من مسند عبد بن حمید'' میں نہیں ملی

[2] اسے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ ۶ / ۱۸۵ میں روایت کیا اور اس کی نسبت بغوی معجم کی طرف کی، یونہی امام ہیثمی نے مجمع الزوائد ۶ / ۱۳۴ میں بیان کیا اور اس کو طبرانی کی طرف منسوب کیا۔

تک زخمی کر گئی تو آپ کے لعاب کی برکت سے تندرست ہو گئی۔[1]

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

لعاب اقدس کی برکت سے ایک آدمی کے لا علاج پھوڑے کا ٹھیک ہونا:

امام بیہقی تک پہنچنے والی سند کے ساتھ ہمیں ابو زکریحییٰ بن ابو اسحاق اور ابوبکر احمد بن حسین نے خبر دی، انہیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا۔ انہیں بحر بن نضر نے خبر دی انہیں ابن وہب نے بیان کیا، انہیں ابن لہیعہ نے عمارہ بن غزیہ سے بیان کیا، انہیں عمرو بن حارث نے خبر دی، انہیں سعید بن ابو ہلال نے بیان کیا، انہیں محمد بن ابراہیم نے بیان کیا کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک آدمی لایا گیا جس کے پاؤں میں ایک ٹکی نما پھوڑا تھا، سب اطباء نے اسے لا علاج قرار دے دیا تھا۔ آپ نے اپنی انگلی مبارک اپنے لعاب پر رکھی، پھر آپ نے اپنی چھوٹی انگلی اٹھا کر مٹی پر رکھی، پھر اسے اٹھا کر زخم پر رکھا اور دعا کی:

بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ رِيْقُ بَعْضِنَا بِقُرْبَةِ اَرْضِنَا يُشْفٰى
سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا

اے اللہ تیرے نام سے ہم سے بعض کا لعاب دہن ہماری

---

[1] اسے امام صالحی نے ''سبل الہدیٰ والرشاد'' ۱۰ / ۴۲ میں بیان کیا اور اس کی نسبت عبد بن حمید کی طرف کی اور بیان فرمایا کہ اسے واقدی نے روایت کیا ہے۔ لیکن انہوں نے زید بن معاذ کی جگہ حارس بن اوس کا نام ذکر کیا ہے۔

زمین کی مٹی کے ساتھ ہمارے رب کے اِذن سے ہمارے بیمار کوشفاء دیتا ہے۔‘‘

اسی بارے صالح شافعی نے شعر کہا جوانہوں نے ہمیں بھی سنایا۔

وَمَا تَفَلَ الْمُخْتَارُ فِي جُرْحِ صَاحِبٍ
فَاَوَّفٰی وَاِلَّا اَبْطَاءَ الشِّفَاءُ فَاَبْعَدَا

’’کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی صاحب کے زخم پر لعاب لایا گیا ہوتو اس کا خون بہا ہو(یعنی فوراً رک جاتا) اور جس پر لعاب نہ لگایا اس کی شفاء موخر اور دور ہوگئی۔‘‘

جس کے پانی سے شاداب جان و جنان
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

جانِ مسیحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اپاہج علوی بچی کو صحت یاب فرما دیا:

بغداد شریف میں ایک لڑکی رہتی تھی، جو پندرہ برس تک اپاہج رہی، ایک رات وہ سوکر اٹھی تو صحت یاب ہو چکی تھی اٹھ کر بیٹھ سکتی تھی کھڑی ہوسکتی تھی، اس بارے اس سے پوچھا گیا؟ اس نے بتایا کہ ایک رات میں بہت تنگ دِل ہوگئی۔ میں نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا تو اس تکلیف سے نجات دے دے یا مجھے موت دے دے، اور زاروقطار روئی۔

میں نے خواب میں دیکھا ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے، انہیں دیکھ کر میں کانپنے لگی، میں نے انہیں کہا کیا آپ کا اس طرح میرے پاس آنا درست ہے؟

انہوں نے فرمایا:

میں تیرا باپ ہوں۔

میں یہ سمجھی کہ وہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ میری حالت زار دیکھ رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا:

اَنَا اَبُوْكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

''میں تیرا باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔''

میں نے روتے ہوئے عرض کیا

یا رسول اللہ: اللہ تعالیٰ سے میری صحت کی دعا فرمائیں

آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت دی پھر فرمایا:

هَاتِ يَدَكِ

''اپنا ہاتھ دو۔''

میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اسے پکڑ کر کھینچا اور مجھے بٹھا دیا۔

پھر فرمایا:

قُوْمِيْ عَلٰى اِسْمِ اللهِ

''اللہ کا نام لے کر کھڑی ہو جاؤ۔''

میں نے عرض کیا میں کیسے کھڑی ہو جاؤں؟

آپ نے فرمایا اپنے دونوں ہاتھ مجھے پکڑاؤ، پس آپ نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو میں کھڑی ہو گئی۔ آپ نے اس طرح تین بار کیا۔

پھر فرمایا:

قُوْمِيْ قَدْ وَهَبَ اللهُ لَكِ الْعَافِيَةَ فَاحْمَدِيْهِ وَاتَّقِيْهِ

''کھڑی ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تجھے صحت فرما دی ہے اس کی

تعریف کر اور تقویٰ اختیار کر۔''

پھر مجھے چھوڑ اور تشریف لے گئے۔ جب میں بیدار ہوئی تو صحت یاب ہو چکی تھی۔

اس بچی کا یہ واقعہ بغداد میں بہت مشہور ہوا۔[1]

لے طوق الم سے اب آزاد قمری
چھٹی لیے بخشش کی وہ سرورواں آیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم سے ایک لاعلاج مریض تندرست ہو گیا:

فقیہ ابو محمد عبدالحق اشبیلی نے ایک کتاب لکھی ہے ''فضل الحج'' اس میں وہ واقعہ لکھتے ہیں کہ اہل غرناطہ سے ایک شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہوا کہ اس کا علاج کرنے سے سب طبیب عاجز آ گئے اور اس کی تندرستی سے مایوس ہو گئے تو اس کی طرف سے وزیر ادیب ابوعبداللہ محمد بن ابوالخصال نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک درخواست لکھی جس میں اس شخص کی صحت وتندرستی کی عرضی پیش کی گئی وہ خط درج ذیل اشعار پر مشتمل تھا:

كِتَابُ وَقِيْذٍ مِنْ زَمَانَتِهِ مَشْفِي
بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ اَحْمَدَ يَشْتَفِيْ

''یہ سخت بیماری میں مبتلا کی عرضی ہے جو اپاہج پن سے شفاء دیا جائے گا وہ اللہ کے رسول احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے وسیلے سے شفاء طلب کرتا ہے۔''

---

[1] اس کو امام قاضی ابوعلی تنوخی نے ''الفرج بعد الشِدّۃِ'' ۲/۲۸۲ اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور کہا کہ یہ واقعہ اس کے جاننے والے کئی افراد سے سنا۔

لَهُ قَدَمٌ قَيَّدَ الدَّهْرُ خَلْوَهَا
فَلَمْ يَسْتَطِعْ اِلَّا لِاِشَارَةٍ بِالْكَفِّ

''اس کے قدموں میں وقت نے چلنے سے بیڑیاں ڈال رکھی ہیں (یعنی یہ چل نہیں سکتا) یہ فقط ہاتھ سے اشارہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔''

وَلَمَّا رَاٰی الزُّوَّارَ یَبْتَدِرُوْنَهُ
وَقَدْ عَاقَهُ عَنْ قَصْدِهٖ عَائِقُ الضَّعْفِ

''اس نے جب دیکھا کہ شہر محبوب کے زائرین اس سے سبقت لے جا رہے ہیں اور اس کو کمزوری نے روک رکھا ہے۔''

بَکٰی اَسِفًا وَاسْتَوْدَعَ الرَّکْبَ اِذْغَدَا
تَحِیَّةَ صِدْقٍ تُفْعِمُ الرَّکْبَ وَالْعَدْفِ

''تو یہ افسوس کی وجہ سے رو پڑا جب قافلہ چلنے لگا تو اس نے صدق واخلاص (پر مشتمل) سلام کا تحفہ ان کے ہاتھ روانہ کیا جو قافلے کو معطر کئے رکھے گا۔''

فَیَاخَاتَمَ الرُّسُلِ الشَّفِیْعِ لِرَبِّهٖ
دُعَاءُ مَهِیْضٍ خَاشِعِ الْقَلْبِ وَالطَّرْفِ

''اے خاتم المرسلین! اپنے رب کے حضور اپنے غلاموں کی شفاعت کرنے والے یہ ایک ایسے بیمار کی درخواست ہے جس کا دِل اور آنکھیں (جدائی میں) رو رہی ہیں۔''

عُبَیْدُكَ عَبْدُ اللّٰهِ نَادَاكَ ضَارِعًا
وَقَدْ اَخْلَصَ النَّجْوٰی وَاَیْقَنَ بِالْعَطْفِ

''آپ کے ادنی سے غلام عبداللہ نے آپ کو روتے ہوئے پکارا

ہے اور مکمل اخلاص اور عقیدت سے غم سنایا ہے۔''

رَجَاكَ لِضُرٍّ اَعْجَزَ النَّاسَ كَشْفُهُ
لِيَصْدُرَ دَاعِيَتِهٖ بِمَاشَاءَ مِنْ كَشْفِ

''اس نے آپ سے ایسی بیماری کی شفاء یابی کی امید لگائی ہے جس کا علاج کرنے سے سب طبیب عاجز آ گئے تا کہ اس بیمار کا مسیحا جیسے چاہے اس کا علاج کرے۔''

لِرَجُلٍ رَمٰى فِيْهَا الزَّمَانُ فَقَصَّرَتْ
خُطَاهُ عَنِ الصَّفِ الْمُقَدَّمِ فِي الزَّحْفِ

''ایسے شخص کے لئے شفاء کی امید باندھی جا رہی ہے جس پر زمانے نے تیر برسائے تو اس کے قدم لشکر کی صف اول میں چلنے سے عاجز آ گئے۔''

وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَعُوْدَ سَوِيَّةً
بقُدْرَةِ مَنْ يُحْيِى الْعِظَامَ وَمَنْ يَشْفِيْ

اور مجھے امید ہے کہ میرے پاؤں بالکل درست ہو جائیں گے اس کی قدرت سے جو ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے اور شفاء عطا کرتا ہے۔''

فَاَنْتَ الَّذِيْ نَرْجُوْهُ حَيًّا وَمَيِّتًا
لِصَرْفِ خُطُوْبٍ لَا تُرِيْعُ اِلٰى صَرْفِ

''آپ ہی سے ہم امید وابستہ کرتے ہیں آپ کی ظاہری حیات میں بھی اور آپ کے وصال ظاہری کے بعد بھی کیونکہ آپ مضبوط مصائب کو بھی ٹال دیتے ہیں۔''

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ عِدَّةَ خَلْقِهٖ
وَمَا يَقْتَضِيْهِ مِنْ مَّزِيْدٍ وَمِنْ ضَعْفِ

''آپ پر مخلوقات کے برابر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ جتنا وہ چاہے۔''

راوی فرماتے ہیں کہ:

پس جیسے ہی وہ قافلہ روضہ رسول ﷺ پر پہنچا اور وہاں یہ اشعار پڑھے گئے وہ بیمار آدمی صحت یاب ہو گیا۔

جب وہ شخص واپس آیا جس کے ہاتھ اس نے اپنی یہ درخواست بھیجی تھی تو اس نے اس بیمار کو یوں پایا جیسے اسے کبھی کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔

جان و جہان مسیح درد کہ ہے جرتح
نبض چھٹیں دل چلا تم پہ کروروں درود
اف وہ رہ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ
اے مرے مشکل کشا تم پہ کروروں درود
آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود
تم ہو شفائے مرض خلق خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروڑوں درود
نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود
شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم
درد کی کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود
تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۱۶

پیٹ کے درد میں مبتلا لوگوں کا بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنا

سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایک بندے کے پیٹ کی بیماری رفع ہوگئی:

امام بیہقی تک پہنچنے والی سند کے ساتھ ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی انہیں ابوبکر بن عبداللہ نے خبر دی انہیں حسن بن سفیان نے خبر دی، انہیں بندار محمد بن جعفر نے بیان کیا انہیں شعبہ نے قتادہ سے انہوں نے ابو المتوکل سے انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ:

''بارگاہِ نبوت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص حاضر ہوکر عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ! میرے بھائی کو جلاب (دست) لگ گئے ہیں۔''

آپ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ، اس نے اسے شہد پلایا، پھر حاضر خدمت ہوکر عرض کی اے رسول خدا! میں نے اسے شہد پلایا ہے مگر اس کے جلاب اور زیادہ ہوگئے ہیں، آپ نے اسے تیسری یا چوتھی بار فرمایا:

صَدَقَ اللّٰهُ وَ كَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اِسْقِهِ عَسَلًا

''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے لیکن تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے (جاؤ) اسے شہد پلاؤ۔''

انہوں نے پھر شہد پلایا تو وہ تندرست ہوگیا۔

وہ زباں جس کو سب ''کن'' کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اسے امام بخاری ومسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔[1]

کرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کا درد جاتا رہا:

اسی سند کے ساتھ ہمیں ابوبکر احمد بن حسین نے خبر دیا انہیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہیں محمد بن نصر نے بیان کیا انہیں ابن وہب نے بیان کیا، انہیں یزید بن عیاض نے بیان کیا، وہ عبدالکریم سے وہ عبید بن رفاعہ سے وہ اپنے والد حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

> ''وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک ہنڈیا میں گوشت پکنے کے لئے جوش مار رہا تھا، اس میں چربی بھی تھی، (فرماتے ہیں) میں نے اس سے چربی لے کر کھا لی، جس کی وجہ سے ایک سال تک میرا پیٹ خراب رہا۔''

میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا وہ ہنڈیہ سات افراد کی نگاہ میں تھی، فرماتے ہیں:

> فَمَسَحَ بَطْنِي فَوَضَعْتُهَا خَضْرَاءَ فَمَا اشْتَكَيْتُ بَطْنِي بَعْدُ

> ''پس آپ نے میرے پیٹ پر ہاتھ مبارک پھیرا، تو مجھے سبز رنگ کا پاخانہ آیا، اس کے بعد مجھے کبھی پیٹ کی تکلیف نہیں ہوئی۔''[2]

---

[1] بخاری باب الدواء بالعسل ۴/ ۳۳ حدیث نمبر ۵۶۸۴، مسلم باب التداوی بسقی العسل ۴/ ۱۷۳۶، حدیث نمبر ۲۲۱۷

[2] اسے امام صالحی نے ابونعیم اور واقدی کی طرف نسبت کرتے ہوئے سبل الہدیٰ والرشاد'' ۱۰/ ۲۱ میں نقل کیا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے ایک غیر مسلم کے بیٹے کی مرضِ پیاس کا دور ہونا:

روایت کیا گیا ہے کہ ملاعب الاسنہ کے بیٹے کو شدت پیاس کی تکلیف لاحق ہوگئی، اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص کو بھیجا۔

فَأَخَذَ بِيَدِهِ حَثْوَةً مِنَ الْأَرْضِ فَتَفَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ أَعْطَاهَا رَسُولَهُ[1]

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین سے تھوڑی سی مٹی اٹھائی، اور اس میں اپنا لعاب مبارک ڈال کر اس قاصد کو دے دی، اس نے حیرانگی کے عالم میں لے تو لی، لیکن یہ خیال کیا کہ اس کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔ اس نے لاکر وہ اس کو دے دی، ملاعب نے اپنے بیٹے کو پانی میں ملا کر پلائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے ایک شخص کے پیٹ کی جان لیوا بیماری کا ختم ہونا:

ہمیں امام ابو الحسن علی بن ہبۃ اللہ شافعی نے شہدۃ کاتبہ سے خبر دی، انہیں نقیب طراد بن محمد نے خبر دی۔ انہیں ابو الحسن بن بشران نے خبر دی انہیں ابو علی بن صفوان نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن محمد نے بیان کیا انہیں ابوہشام نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے اپنے چچا کثیر بن محمد بن کثیر بن رفاعہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ:

''عبدالملک بن سعید بن حیان بن ابجر کے پاس ایک شخص آیا

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۱۸۴

اس نے ابن ابجر کا پیٹ چیک کر کے اسے کہا کہ تجھے ایسی بیمار ہے جو لا علاج ہے، اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ ''دُبیلہ''۔[1]

اس نے پہلو بدلا اور تین بار یوں دعا کی:

اللهُ اللهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ وَرَبِّیْ اَنْ یَرْحَمَنِیْ مِمَّا بِیْ رَحْمَةً یُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاهُ

''اے اللہ! میں تیری طرف تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے آپ اور رب تعالیٰ کی جناب میں متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میرا رب مجھ پر ایسی رحمت فرمائے کہ غیر کی رحمت سے بے نیاز کرتے ہوئے مجھے اس بیماری سے شفا عطا فرما دے۔''

ملک خاص کبریا ہو
مالک ہر ما سوا ہو
سب کی ہے تم تک رسائی
بار گہ تک تم رسا ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس طبیب نے جب دوبارہ ابن ابجر کا پیٹ دیکھا تو کہنے لگا کہ تم تو

---

[1] پیٹ میں نکلنے والی بڑی بڑی پھنسیاں یعنی رسولیاں، ان کی وجہ سے اکثر موت واقع ہو جاتی ہے۔

بالکل ٹھیک ہو تمہیں تو اب کوئی مرض نہیں۔[1]

[1] اسے امام ابن ابی الدنیا نے ''مجابی الدعوۃ ص٨۵ پر حدیث نمبر ١٢٧ کے تحت، اور علامہ سخاوی نے ''القول البدائع'' ص۴٣۵ پر نقل فرمایا ہے۔

باب نمبر ۱۷:

ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں برص، جنون، گونگے پن، بے خوابی، نسیان اور پاگل پن کی شکایت کی

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کروڑا تیرا
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت سے ایک بچے کی دائمی بے ہوشی دور ہو گئی:

اسی سند کے ساتھ جو امام بیہقی تک پہنچتی ہے، ہمیں ابو عبداللہ حسین بن حسن غفاری نے بغداد میں خبر دی، انہیں عثمان بن احمد بن سماک نے بیان کیا، انہیں ابو علی حنبل بن اسحاق بن حنبل نے بیان کیا انہیں سلمان بن احمد نے بیان کیا، انہیں عبدالرحیم بن حماد نے معاویہ بن یحییٰ صرفی سے بیان کیا۔ انہیں زہری نے خارجہ بن زید نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس حج کے لئے نکلے جو آپ نے ادا کیا تھا، آپ جب وادی ''بطن روحاء'' پہنچے تو آپ نے ایک عورت دیکھی جو آپ کی طرف آرہی تھی، آپ نے اپنی سواری روکی، وہ عورت آپ کے قریب آ کر عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا یہ میرا بیٹا ہے، میں نے جب سے اسے جنم دیا ہے آج تک یہ ہوش میں نہیں آیا۔''

راوی فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بچے کو پکڑ کر اپنے سینے اور کجاوے کے اگلے حصے کے درمیان بٹھایا۔

ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ وَقَالَ اُخْرُجْ يَا عُدُوَّ اللهِ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

''پھر آپ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، اور فرمایا

اے دشمن خدا نکل جا (تو جانتا نہیں کہ) میں اللہ کا رسول ہوں۔''

پھر آپ نے وہ بچہ اسے پکڑا دیا اور فرمایا اب اسے کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت اسامہ فرماتے ہیں:

''جب نبی کریم ﷺ ادائیگی حج کے بعد واپس تشریف لائے اور (اُسی) وادی ''بطن الروحا'' پہنچے تو وہی عورت بکری بھون کر آپ کی بارگاہ میں پیش کرنے حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! میں اسی بچے کی ماں ہوں جو آپ کے آغاز سفر میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تھی۔''

آپ نے پوچھا:

وہ بچہ اب کیسا ہے؟

اس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا، اس کے بعد مجھے اس کی جانب سے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

یہ طویل حدیث کا کچھ حصہ ہے۔[1]

تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ
غَش لگا تار ہے کیا ہونا ہے
کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

[1] دلائل النبوۃ ۶/۲۴، امام صالحی نے بھی ''سبل الہدیٰ والرشاد ۱۰/۲۹ میں بیان کی، ابونعیم نے اسے بہترین سند کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید سے روایت کیا

دست ید اللہ کی برکت سے ایک بچے کے پاگل پن کا دور ہونا:

ایک اور عورت اپنے بچے کو لے کر حاضر خدمت اقدس ہوئی، اس عورت نے کہا حضور! میرے اس بچے کو پاگل پن کے صبح و شام دورے پڑتے ہیں جس کی وجہ سے ہم بہت پریشان ہیں۔

راوی فرماتے ہیں:

فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی صَدْرِہٖ وَدَعَالَہٗ

''تو کریم نبی ﷺ نے اس کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور اس کیلئے دعا فرمائی۔''

تو فوراً اس نے ایک قے کی جس کے ساتھ اس کے پیٹ سے کتے کے چھوٹے سیاہ بچے کی طرح کوئی چیز نکلی اور وہ تندرست ہو گیا۔[1]

کرم مصطفوی ﷺ سے ایک گونگے کو قوت گویائی کا عطا ہونا:

ایک عورت دربار مصطفوی ﷺ میں اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئی جو فقط اشارہ کرتا تھا (یعنی بول نہیں سکتا تھا) اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے اس نے کبھی کوئی بات نہیں کی، تو آپ نے اسے فرمایا:

اسے میرے قریب لاؤ۔

میں نے آپ کے قریب کیا،

پس آپ نے اس بچے سے پوچھا

مَنْ اَنَا

---

[1] اسے امام احمد نے ''مسند'' میں حدیث نمبر ۲۲۸۸ کے تحت اور امام دارمی نے ''سنن'' میں حدیث نمبر ۴۱۱۹ کے تحت اور امام طبرانی نے معجم کبیر حدیث نمبر ۱۲۴۶۰ کے تحت اور بیہقی نے دلائل النبوۃ ۶/ ۱۸۲ میں روایت کیا۔

''میں کون ہوں؟''

اس نے عرض کیا:

اَنۡتَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ

ایک دوسری روایت میں ہے کہ

آپ کی بارگاہ میں ایک بچہ لایا گیا جس نے پیدا ہونے سے لے کر جوانی تک کبھی بات نہ کی۔

آپ نے اس سے پوچھا:

میں کون ہوں؟

وہ کہنے لگا آپ اللہ کے رسول ہیں۔[1]

قطرہ مانگو تو دریا دیتے ہیں:

بارگاہِ اقدس میں ایک اور عورت اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی، اس نے عرض کیا:

اے رسول خدا! میرے اس بیٹے کی اتنی عمر ہو چکی ہے لیکن اس نے آج تک کوئی بات نہیں کی، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اسے موت دے دے۔

آپ نے فرمایا:

اَدۡعُوۡ اللّٰهَ اَنۡ یَّشۡفِیَهٗ وَیَشُبَّ وَیَکُوۡنَ رَجُلًا صَالِحًا فَیُقَاتِلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَیُقۡتَلُ فَیَدۡخُلُ الۡجَنَّةَ

''میں دعا کرتا ہوں کہ رب تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائے، یہ جوان ہو، ایک نیک آدمی بنے اور اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا شہید ہو تا کہ جنت میں داخل ہو جائے۔''

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۶۱

آپ نے اس کیلیئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرما دی، وہ جوان ہوا ایک نیک آدمی بنا، اور رب کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوگیا۔[1]

سرکارِ کرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک بچے کی مرض دیوانگی دور فرما دی:

یعلیٰ بن مرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ ایک عجیب بات دیکھی (وہ یہ کہ) ایک سفر میں میں آقا علیہ السلام کے ساتھ تھا، تو آپ کے پاس ایک عورت اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئی جس کو دیوانگی کا مرض تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ کے دشمن! نکل جا، (تو جانتا نہیں کہ) میں اللہ کا رسول ہوں

راوی فرماتے ہیں کہ (آپ کا یہ فرمانا تھا کہ) وہ بچہ تندرست ہوگیا۔[2]

کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم سے پاگل پن جاتا رہا:

ابن شاہین نے اپنی دلائل میں اس عورت کا واقعہ عبداللہ بن یعلیٰ بن مرہ کی حدیث سے بیان کیا ہے۔

وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں تھے کہ آپ کا گزر ایک عورت کے قریب سے ہوا وہ عرض کرنے لگی:

یا رسول اللہ! میرے اس بیٹے کو پاگل پن ہے جس کی وجہ سے میرا سونا بھی حرام ہو چکا، اس کے لئے دعا فرما دیں۔

---

[1] اسے امام بیہقی نے ''دلائل'' ٦ / ٦٨٢ میں روایت فرمایا، یہ جید مرسل ہے،

[2] اسے امام احمد نے مسند میں حدیث نمبر ١٧١١٣ کے تحت روایت فرمایا اور حاکم نے مستدرک میں ٢ / ٦٨٤ حدیث نمبر ٤٢٣٢ میں روایت کیا، اور فرمایا اس حدیث کی سند صحیح، امام بخاری ومسلم نے اسے اس انداز سے نہیں روایت کیا ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

آپ نے فرمایا: تجھے یہ پسند نہیں کہ یہ اہل جنت سے ہو؟ اس نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! کیوں نہیں، آپ رب تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرما دیں، کیونکہ اس کی وجہ سے تو میں سو بھی نہیں سکتی۔

آپ نے فرمایا:

اے یعلیٰ! اس بچے کو میرے پاس لاؤ۔

(آپ نے ان کلمات طیبات کے ساتھ اس پر دم فرما)

بِسْمِ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ، اُخْرُجْ يَا عُدُوَّ اللّٰهِ

''اللہ کے نام سے، میں اللہ کا رسول ہوں اے دشمن خدا! نکل جا۔''

پھر اس بچے کو قے آئی (اور وہ ٹھیک ہو گیا)

دوبارہ واپسی پر ہمارا گزر اُسی عورت کے پاس سے ہوا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے یعلیٰ اس عورت سے اس کے بچے کے بارے پوچھو کہ اب وہ کیسا ہے؟

اس عورت نے کہا:

اب تو پورے خاندان میں اس سے اچھی حالت والا کوئی اور نہیں ہے۔

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالہ تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار علیہ السلام کے حکم سے حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے ایک کوڑھے پن والے کو ٹھیک کر دیا:

ابو الحسن علی بن ابو بکر ہروی اپنی کتاب ''الاشارات فی معرفۃ الزیارات'' میں ذکر کرتے ہیں کہ جزیرہ میں ایک شہر ہے ''تونہ'' وہاں پر ایک جگہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منسوب زیارت گاہیں ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں نے جزیرہ والوں سے ان زیارت گاہوں کے بارے پوچھا کہ کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے تعمیر کئے گئے ہیں؟

انہوں نے کہا ''ہاں'' اور ان زیارت گاہوں کا ایک واقعہ ہے، پھر انہوں نے ایک خوبصورت چہرے والے بزرگ کو بلایا اور بتایا کہ یہ کوڑھ پن کی مرض میں مبتلا ہو گئے تھے لوگوں نے ان کی اس بیماری کے پھیلانے کے ڈر سے انہیں جزیرے کے کنارے پر پھینک دیا، ایک رات انہوں نے زوردار چیخ ماری، حتیٰ کہ سب لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ یہ بغیر کسی بیماری کے کھڑے ہیں (یعنی بالکل تندرست ہو چکے تھے)

لوگوں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس جگہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، آپ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ یہاں مسجد بناؤ۔

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! میں تو کوڑھ میں مبتلا ہوں اور (ویسے بھی) میری تصدیق کوئی بھی نہیں کرے گا۔

آپ نے اپنے پہلو میں کھڑے شخص کو فرمایا:

یَا عَلِیُّ خُذْ بِیَدِہٖ

''اے علی اس کا ہاتھ پکڑو۔''

پس آپ نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا (اور مجھے پکڑ کر کھڑا کر دیا) پس میں کھڑا ہو گیا جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن

پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

مصنف فرماتے ہیں اس مسجد کی زیارت میں بھی کر چکا ہوں، میں نے یہ واقعہ اپنے شیخ اور صوبہ ''دمیاط'' کے مشائخ کی ایک جماعت سے سنا ہے، جو اس کا تذکرہ کرتے ہیں اور اسے صحیح قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ واقعہ ان میں بہت معروف ہے اور وہ مسجد ان میں ''مسجد النبی'' کے نام سے مشہور ہے۔

محبوب علیہ السلام کے دم کی برکت سے جنون و درد میں مبتلا شخص کا تندرست ہونا:

ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن ابو الفتح محمودی نے، انہوں نے ابو طاہر احمد بن محمد حافظ سے، انہیں خبر دی ابن بشرویہ نے، انہیں خبر دی ابونعیم حافظ نے، انہیں خبر دی ابو علی صواف نے انہیں بیان کیا یوسف بن یعقوب بن اسمٰعیل نے انہیں بیان کیا محمد بن ابوبکر نے انہیں بیان کیا عمر بن علی نے، وہ ابو جناب یحییٰ بن ابو حیہ سے وہ عبداللہ بن عیسیٰ سے وہ عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

میں بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا، اے نبی اللہ! میرا ایک بھائی ہے جو جنون اور تکلیف میں مبتلا ہے۔

آپ نے فرمایا؟

اسے تکلیف کیا ہے۔

عرض کیا ''جنون''

آپ نے فرمایا، اسے میرے پاس لے کر آؤ۔

(وہ لے کر حاضر خدمت ہوا تو) آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر یہ آیات پڑھ کر دم فرمایا:

سورۃ فاتحہ، بقرہ کی پہلی چار آیتیں، ''المفلحون'' تک

''الهكم اله واحد'' ''الرحیم'' تک

آیت الکرسی، ''العظیم'' تک

تین سورۃ بقرہ کی آخری تین آیتیں یعنی للله ما فی السموات'' سے لے کر آخر سورت تک

ایک آیت العمران کی ''شهد الله انه لا اله الا هوٗ'' سے لے کر ''العزیز الحکیم'' تک

اور اعراف کی ایک آیت '' ان ربکم الله الذی خلق السموات والارض''، ''من المحسنین '' تک

سورہ مومنون کی آخر سے ''فتعلٰی الله الملک الحق'' سے ''الرحمین'' تک

اور ایک آیت سورۃ جن کی وانہ تعلٰی جد ربنا سے ولدا'' تک

اور سورۃ صافات کی ابتدائی دس آیتیں

اور سورۃ حشر کی آخری تین آیات۔[1]

سورۃ فلق اور سورۃ ناس

---

[1] اسے امام حاکم نے ''مستدرک'' ۴/۴۵۸، حدیث نمبر ۸۲۶۹ میں، ابن ماجہ نے سنن میں حدیث نمبر ۳۵۴۹ میں، روایت کیا، یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں، ان کی روایت میں امام حاکم کی روایت کی نسبت کچھ اضافہ بھی اور اختلاف بھی۔

(آپ کے دم فرمانے کے فوراً بعد) وہ یوں کھڑا ہوا جیسے اسے کبھی کوئی شکائت تھی ہی نہیں۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نبی پاک کے کرم سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جن کے اثرات کا دور ہونا:

ہمیں عبدالرحمٰن بن علی قرشی نے مبارک بن علی بغدادی سے خبر دی، انہیں ابوالحسین عبید اللہ بن محمد بن احمد نے خبر دی، انہیں ان کے جد امجد ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے خبر دی، انہیں ابوحامد احمد بن ابوالعباس زوزنی نے خبر دی، انہیں ابوبکر محمد بن احمد نے بیان کیا، انہیں ابوبکر یحییٰ بن ابو طالب نے خبر دی، انہیں عبدالوہاب نے خبر دی، انہیں ہشام بن حسان نے حفصہ بنت مہرین سے خبر دی، وہ ابوالعالیہ ریاحی سے روایت کرتے ہیں کہ:

''حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ایک فریبی جن مجھ کو پریشان کرتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کر:

قُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَاتِ الَّتِی لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَا فِی الْاَرْض وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِی السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ

''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں، جن سے نہ کوئی
نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ ہی فاجر، ہر اس چیز کے شر سے جو
زمین میں پیدا ہوئی، اور اس کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے
اور ہر اس کے شر سے جو آسمان کو چڑھتی ہے اور ہر اس کے شر
سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر رات کو آنے والے کے شر
سے، سوائے اس کے جو رات کو بھلائی لے کر آئے، اے رحم
فرمانے والے۔''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دعا مانگی تو رب تعالیٰ نے اس جن کو مجھ سے دور فرما دیا۔

یونہی اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی دلائل میں روایت فرمایا۔[1]

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کا حافظہ ٹھیک فرما دیا:

یہ حدیث بھی امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا کہ مجھے قرآن مجید اچھے طریقے سے یاد نہیں ہوتا۔

آپ نے فرمایا یہ ''خنزب'' نامی شیطان ہے (جو تیرے حافظہ میں خلل ڈالتا ہے)

اے عثمان میرے قریب آؤ۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِيْ

آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا، جس کی ٹھنڈک میں نے

---

[1] ۵/۹۵

اپنے کندھوں تک محسوس کی، پھر آپ نے فرمایا:

أُخْرُجْ يَاشَيْطَانُ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ

''اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔

فرماتے ہیں:

اس کے بعد میں جو بھی سنتا تھا مجھے وہ یاد ہو جاتا۔[1]

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں جو کوئی بھی جنون کا مریض لایا گیا، آپ نے اس کے سینے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو مریض کا جنون جاتا رہا۔[2]

مالک کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بہترین حافظہ عطا فرما دیا:

آپ کی بارگاہ اقدس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ''بھول جانے'' کی شکایت کی تو آپ نے انہیں کپڑا بچھانے کا حکم دیا:

وَغَرَفَ بِيَدِهٖ فِيْهِ

''اور چلو بھر کر اس میں ڈال دیا۔''

پھر فرمایا کہ اسے سینے سے لگا لو۔

انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر اس کے بعد کچھ بھی نہ بھولے۔[3]

ہر خط کف ہے یہاں اے دوست بیضائے کلیم

---

[1] بحوالہ سابق ۵/۳۰۷،

[2] اسے امام صالحی نے سبل الہدیٰ والرشاد ۱۰/۲۹ میں روایت کیا اور فرمایا کہ اسے حافظ ابراہیم حربی نے ''غریب'' میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ لمس کا مطلب ہے جنون۔

[3] بخاری ۵۴۳۷، مسلم ۱۸۹

موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نیند نہ آنے کی پریشانی دور فرمادی:

ہمیں ابوعلی حسن بن ابراہیمی بن ہبۃ اللہ مصری نے خبر دی، انہیں محمد بن احمد حافظ نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ قاسم بن فضل نے خبر دی انہیں ابوالحسین بن بشران نے خبر دی، انہیں حمزہ بن محمد نے خبر دی، انہیں محمد بن یونس نے بیان کیا، انہیں عمرو بن حصین نے بیان کیا، انہیں محمد بن عبداللہ علاثہ نے بیان کیا، انہیں ثور بن یزید نے بیان کیا، وہ خالد بن ہمدان سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مروان سے سنا کہ مروان بن حکم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بے خوابی کی شکایت کی، آپ نے مجھے فرمایا کہ جب تو سونے کیلئے اپنے بستر پر لیٹنے لگے تو یہ دعا پڑھ لیا کر۔

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النَّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اَنِمْ عَیْنَیَّ وَاَھْدِئْ لَیْلِیْ

اے اللہ! ستارے غروب ہو گئے، آنکھیں پرسکون ہو گئیں اور تو حی قیوم ہے، یا حی قیوم میری آنکھوں کو نیند عطا فرما اور میری رات کو پرسکون فرمادے۔''

حضرت زید فرماتے ہیں:

''میں نے جب یہ دعا مانگی تو رب تعالیٰ نے میری بے خوابی دور

فرما دی۔''[1]

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایک شخص کی گھبراہٹ کا دور ہونا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے بارگاہِ نبوت میں گھبراہٹ کی شکائیت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس وظیفے کی کثرت کیا کر۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ
بِالْعِزَّةِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ

''پاکی ہے اس بادشاہ کیلئے جو قدوس ہے فرشوں اور روح کا رب ہے۔ اے اللہ! تو نے ہی اپنی عزت اور غلبے سے آسمانوں اور زمینوں کو بزرگی عطا فرمائی۔''

اس شخص نے جب یہ وظیفہ کیا تو رب تعالیٰ نے اس کی گھبراہٹ دور فرما دی۔[2]

دست یداللہ کی برکت سے شیخ ابو اسحاق کے مرض برص کا ختم ہونا:

میں نے ابو اسحاق الوری سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا ابو اسحاق الوری کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو العباس بن شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن طریف کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا:

وہ فرماتے ہیں میرے کندھوں پر برص (سفید) نشان ظاہر ہو گئے میں

---

[1] اسے امام طبرانی نے معجم کبیر میں حدیث نمبر ۴۸۱۷ کے تحت اور امام ابن سنی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں حدیث نمبر ۷۴۹ کے تحت روایت فرمایا۔

[2] اسے امام طبرانی معجم کبیر ۲ / ۲۴ میں اور امام ابن سنی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' ص ۵۹۵ پر روایت کیا ہے۔

نے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، پس میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رسول اللہ! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں یہ بیماری مجھ کو لاحق ہو رہی ہے؟

فَمَسَحَ بِيَدِهِ الْكَرِيمَةِ عَلَى كَتِفَيَّ

''پس آپ نے اپنا دست مسیحائی میرے کندھوں پر پھیرا۔''

میں جب بیدار ہوا تو وہ برص کے نشان ختم ہو چکے تھے۔ اس واقعہ میں طوالت تھی، میں نے اسے مختصراً بیان کیا ہے۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بنایا
تجھے حمد ہے خدایا

تم ہی حاکم برایا تم ہی قاسم عطایا
تم ہی دافع بلایا تم ہی شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۱۸:

سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بخار اور درد کی شکایت کرنے والوں کا تذکرہ

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور ''نا'' کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بخار کا حاضر ہونا:

ہمیں ابو المعالی بن ابو الحسن شافعی نے مبارک بن علی سے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن محمد بن محمد احمد ابو الحسن نے خبر دی، انہیں ان کے دادا احمد بن حسین حافظ نے خبر دی، انہیں علی بن احمد بن عبدان نے خبر دی، انہیں احمد بن عبید صفار نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے بیان کیا، انہیں ہشام بن لاحق مداینی نے ۱۸۵ھ میں بیان کیا، انہیں عاصم احول نے ابو عثمان نہدی سے وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''بخار نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟
اس نے کہا میں بخار ہوں، میں گوشت دبلے کر دیتا ہوں اور خون چوس لیتا ہوں۔
آپ نے فرمایا تو اہل قباء کے پاس چلا جا۔
پس وہ ان کے پاس چلا گیا۔ قباء والے سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے درانحالیکہ ان کے چہرے زرد ہو چکے تھے انہوں نے آپ کے حضور بخار کی شکایت کی۔
آپ نے فرمایا:

مَاشِئْتُمْ ؟ اِنْ شِئْتُمْ دَعَوْتُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ فَيَكْشِفُهَا عَنْكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُمُوْهُ فَاَسْقَطَتْ ذُنُوْبَكُمْ

''تمہاری کیا تمنا ہے؟ اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے رب تعالیٰ

سے دعا کر دیتا ہوں وہ تم سے دور فرما دے گا، اور اگر تم اسے
رہنے دو تو یہ تمہارے وہ کام تمہارے ذمہ سے گرا دے گا جو
تمہاری شان کے لائق نہیں۔''

وہ عرض گزار ہوئے:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اسے رہنے دیتے ہیں۔[1]

اسی طرح کی ایک اور حدیث مبارکہ:

اسی سند کے ساتھ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی، احمد بن عبید نے، انہیں بیان کیا محمد بن یونس نے، انہیں بیان کیا قرہ بن حبیب غنوی نے، انہیں ایاس بن ابو تیمہ نے بیان وہ عطا سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بخار حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:
یا رسول اللہ! مجھے اپنی پسندیدہ قوم کی طرف یا اپنے محبوب ترین
صحابہ کی طرف بھیج دیجئے (قرہ کو ان کلمات میں شک ہے)''

آپ نے فرمایا:

تو انصار کی طرف چلا جا۔

راوی فرماتے ہیں کہ بخار نے ان کے پاس جا کر ان پر ایسا حملہ کیا کہ انہیں بچھاڑ کے رکھ دیا، پس انصار صحابہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بخار نے ہم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، رب تعالیٰ سے ہمارے لئے شفاء کی دعا فرما دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی تو ان کا بخار جاتا رہا۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۱۵۹

راوی فرماتے ہیں:

بعدازیں ایک خاتون حاضر خدمت ہوئی، اور عرض کیا حضور! میں بھی انصار میں سے ہوں، میرا باپ بھی انصار میں سے ہے، جیسے آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی ہے میرے لئے بھی فرما دیں۔

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے فرمایا:

اَيَّمَا اَحَبَّ اِلَيْكِ اَنْ اَدْعُوَلَكِ فُيُكْشَفُ عَنْكِ
اَوْ تَصْبِرِيْنَ وَتَجِبُ لَكِ الْجَنَّةُ

''تجھے زیادہ اچھا کیا لگتا ہے؟ تیرے لئے دعا کروں تا کہ تیرا بخار اتر جائے یا تو اسی پہ صبر کرے گی کہ تیرے لئے جنت واجب ہو جائے؟''

اس نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قسم بخدا! نہیں، بلکہ میں تو صبر کروں گی، اس نے تین بار یہ کہا (کہنے لگی) میں تو رب تعالیٰ سے ملنے والی جنت کو کبھی بھی خطرے میں نہیں ڈالوں گی۔[1]

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] دلائل النبوۃ ٦ / ١٦٠ کتاب البر والصلہ حدیث نمبر ٥٣

بخار کو برا نہ کہو کیونکہ اس کی وجہ سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں:

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ روایت فرمائی ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام السائب یا ام المسیب کے پاس تشریف لائے، اور انہیں فرمایا اے ام السائب یا ام المسیب آپ بے چین کیوں ہو؟

کہنے لگی، مجھے بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

بخار کو گالی نہ دو، کیونکہ اس کی وجہ سے ابن آدم کے گناہ جھڑتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہے کے ردی حصے کو ختم کر دیتی ہے۔

ہمارے شیخ امام ابو محمد عبدالعزیز بن عبد السلام فرماتے ہیں بخار چونکہ گناہوں کے کفارے کا سبب بنتا ہے اس فائدے کی وجہ سے اسے برا کہنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

فرماتے ہیں:

اس بنیاد پر مناسب یہ ہے کہ دنیاوی کسی بھی مصیبت کو برا نہ کہا جائے کیونکہ یہ تمام مصائب گناہوں کے کفارے کا سبب بنتے ہیں۔

فرماتے ہیں تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی سے پہنچتی ہے۔

فتح خیبر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بخار کی شکایت کرنا:

حافظ ابو بکر تک پہنچنے والی سند کے ساتھ مجھے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے خبر

دی، انہیں ابوالحسن بن صبیح نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن محمد بن مشرویہ نے بیان کیا، انہیں اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہیں ابو عاصم عبداللہ بن عبید مرائی نے بیان کیا جو اہل عبادان سے ہیں، انہیں محبر بن ہارون نے خبر دی، انہوں نے ابو یزید مقری سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن مرقع سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح فرمایا تو اسے اٹھارہ حصوں میں تقسیم فرما دیا اور ہر سو افراد کی جماعت کے لئے ایک حصہ تھا۔ یہ علاقہ پھلوں سے سرسبز تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوب پھل کھائے اور بخار نے انہیں لاچار کر دیا پس انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بخار موت کا جاسوس، زمین میں اللہ کی جیل اور آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہ جب تم کو آلے تو اس کیلئے مشکیزوں میں پانی ٹھنڈا کرو اور دو نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کے مابین خود پہ انڈیل لو۔

راوی فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے کیا تو ان کا بخار جاتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بھرا ہوا برتن پیٹ سے برا پیدا نہیں فرمایا۔

اگر ضرور پیٹ بھر کر کھانے کو جی کرے تو اس کا ایک حصہ کھانے کیلئے رکھو، ایک پانی کے لئے اور ایک ہوا کیلئے۔

امام بیہقی نے اسے اپنی دلائل میں یونہی روایت فرمایا ہے۔[1]

سینے پر کتاب ''الشفاء'' رکھ لینے کی وجہ سے باری کا بخار جاتا رہا:

میں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد تجیبی کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ کو باری کا بخار ہو جاتا تھا، جس دِن بخار چڑھنے کی باری تھی میں نے ''الشفاء فی شرف

---

[1] ۱۶۰/۶

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کتاب لی اور اپنے سینے اور کندھوں پر رکھتے ہوئے عرض کیا:

تَحَسَّبْتُ بِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ

''یا رسول اللہ! مجھے تو بس آپ کا بھروسہ ہے۔''

فرماتے ہیں میرے لیٹنے کے بعد اسی وقت اس کا درد جاتا ہے۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین ہے

دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے کے سبب بخار جاتا رہا:

مجھے ایک صالح شخص نے بتایا کہ (ایک بار) ہمیں ماہ رمضان کا چاند دکھائی دیا تو مجھے بخار نے آلیا۔ مجھ کو اس کے روزے چھوٹنے کا خوف لاحق ہوا۔

فَاسْتَغَثْتُ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَكَوْتُ اِلَيْهِ الْحُمَّ

''پس میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی اور آپ کی جناب میں بخار کی شکایت کی۔

تو رب تعالیٰ نے مجھے اس سے بالکل شفاء عطا فرما دی اور سرکار اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے میں نے پورے ماہ رمضان روزے رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی سے حضرت عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ کا جان لیوا درد سے نجات پانا:

امام بیہقی تک پہنچنے والی سند کے ساتھ ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد زوباری نے انہیں خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، انہیں خبر ابو داؤد نے انہیں بیان کیا قعنبی نے، انہوں نے مالک سے وہ یزید بن حصیفہ سے روایت کرتے ہیں انہیں عمرو بن عبداللہ بن کعب سلمی نے خبر دی، انہیں نافع بن جبیر نے خبر دی وہ حضرت

عثمان بن ابو العاص سے روایت کرتے ہیں حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ:

میں ایسی خطرناک درد میں مبتلا ہوا کہ موت دکھائی دینے لگی، پس میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوا (اور صورت حال پیش کی)

آپ نے فرمایا کہ تم اپنی درد والی جگہ سات بار یہ پڑھ کر ہاتھ پھیرو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

''میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس تکلیف سے جو محسوس کر رہا ہوں۔[1]

فرماتے ہیں:

جب میں نے یہ عمل کیا تو رب تعالیٰ نے میری درد رفع فرما دی، پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں اور دیگر افراد کو یہ عمل مجرب بتایا کرتا تھا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ:

حضرت عثمان بن ابو العاص نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ وہ جب سے اسلام لائے ہیں اپنے جسم میں درد محسوس کرتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا:

تم اپنے جسم کے جس حصے پر درد محسوس کرتے ہو اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر تین بار ''بسم اللہ'' اور سات بار یہ کلمات پڑھو۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

''میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ چاہتا ہوں اس تکلیف سے جو محسوس کر رہا ہوں اور اس سے ڈر رہا ہوں۔''

صدقے اس رحم کے اس سایہ دامن پہ نثار

---

[1] دلائل النبوۃ ۵/ ۳۰۸

اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی درد جاتی رہی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درد کی شکایت ہوئی تو وہ دعا کرنے لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِشْفِهٖ وَعَافِهٖ

''اے اللہ! علی کو شفا اور عافیت عطا فرما۔''

پھر اپنے قدم مبارک سے انہیں ٹھوکر لگائی۔

پھر اس کے بعد انہیں اس درد کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔[1]

دو قمر، دو پنجہ خود، دو ستارے دس ہلال

ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کی برکت سے ابو طالب کا صحت یاب ہونا:

ابو طالب بیمار ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی عیادت کرنے تشریف لے گئے، تو ابو طالب نے کہا، اے میرے بھتیجے! جس رب کی تو عبادت کرتا ہے اس سے دعا کر کہ مجھے وہ تندرستی عطا کر دے۔

آپ نے دعا کی:

''اے اللہ! میرے چچا کو شفا عطا فرما۔''

تو ابو طالب (فوراً) یوں اٹھے کھڑے ہوئے جیسے انہیں باندھی گئی رسی

---

[1] دلائل النبوۃ ۶/ ۱۷۹

سے کھول دیا گیا ہو۔''

(یہ دیکھ کر) ابو طالب کہنے لگا:

اے میرے بھتیجے جس رب کی تو عبادت کرتا ہے وہ تو تیری بہت مانتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

اے میرے چچا! اگر آپ بھی اللہ رب العزت کی اطاعت کریں تو وہ آپ کی بھی مانے گا۔[1]

محبوب علیہ السلام کے دستگیری فرمانے سے محمد بن عبدالملک قرطبی کا مرض الموت سے شفا پانا:

میں نے ابو عبداللہ محمد بن عبدالملک قرطبی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ بیت المقدس میں میرے والد کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے، جس کی وجہ سے تین مہینے تک وہ بستر پر ہی پڑے رہے، لمحہ بھر اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اور تنگدستی ایسی چھائی کہ آپ کے پاس کوئی پیسہ بھی باقی نہ رہا۔

پس انہیں خواب میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو انہوں نے آپ کے حضور اپنی حالت زار کی شکایت کی:

اے ابر کرم فریاد فریاد! جلا ڈالا
اس سوزش غم کو ہے ضد میرے ہرے دل سے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی

---

[1] بحوالہ سابق ۶ / ۱۸۴

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی، عافیت اور سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔''

والد صاحب نے خواب میں ہی یہ دعا مانگی، جب بیدار ہوئے تو مکمل طور پر صحتیاب ہو چکے تھے، گویا کہ وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوئے ہوں۔ ان کے دوست و احباب حسب عادت ان کی عیادت کرنے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ بالکل تندرست بیٹھے ہیں، انہوں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے انہیں سارا ماجرا سنایا۔

سلطان ملک اشرف مسجد اقصیٰ کی زیارت کیلئے جا رہا تھا کہ اس کا گزر ہمارے گھر کے قریب سے ہوا، اس نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ہمارے گھر والد صاحب کے پاس آ جا رہے ہیں، اس نے پوچھا کہ یہ لوگوں کی آمد و رفت کیسی ہے؟

اسے بتایا گیا کہ فلاں شخص بیمار ہے یہ اس کی عیادت کرنے والے حضرات ہیں تو سلطان بھی ان کی عیادت کرنے ان کے پاس حاضر ہوا، اس نے انہیں تندرست پایا تو اسے اس بات سے بہت تعجب ہوا (کہ یہ سب لوگ ایک تندرست شخص کی عیادت کرنے آ رہے ہیں؟)

تو والد صاحب نے اسے بھی یہ واقعہ سنایا۔ اس نے واپس جا کر اتنا مال بھیجا کہ ہم طویل مدت تک خوشحال رہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم فرمانے کا خوبصورت انداز:

اسی طرح کا واقعہ شیراز کے صوفیاء کے ایک بزرگ ''فارس الحذاء'' کو پیش آیا۔

حضرت امام فارس فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک ایسی رات، بچہ پیدا ہوا جس میں بارش بھی ہو رہی تھی اور سردی بھی بہت زیادہ تھی، اور میرے پاس کوئی چیز بھی نہ تھی، نہ لکڑیاں، نہ چراغ کا تیل اور نہ ہی کچھ کھانے پینے کو، مجھے بہت زیادہ پریشانی لاحق ہوئی۔

میں نے خواب میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے سلامِ کرم فرمایا، اور مجھ سے فرمایا:

مَالَكَ؟

''تجھے کیا (پریشانی) ہے؟

میں نے عرض کیا کہ مجھے یہ یہ پریشانی ہے۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے فرمایا جب صبح ہو تو فلاں مجوسی کے پاس جانا آپ نے جس آدمی کا نام لیا میں اس کو جانتا تھا اور اسے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیرے لئے حکم ہے کہ تو مجھے بیس درہم دے دے۔

فرماتے ہیں:

میں بیدار ہوا تو میں نے کہا یہ عجیب بات ہے۔ (ایک مجوسی سے؟) اور شیطان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت بھی نہیں اختیار کر سکتا۔

میں پھر سو گیا۔

آقا علیہ السلام پھر تشریف لائے اور فرمایا سستی نہ کرو، صبح اس کے پاس جانا۔

جب صبح ہوئی تو میں اس کے پاس چل کر گیا، میں نے دیکھا کہ وہ اپنے

گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اور اس کی آستین میں کوئی چیز ہے۔

اس نے مجھ سے کہا:

اے شیخ! آپ نے مجھے پہچانا؟

مجھے ''ہاں'' کہتے ہوئے شرم محسوس ہوئی، میں نے کہا یہ مجھے احمق قرار دے گا۔ میں تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ اس نے پھر مجھ سے پوچھا اے شیخ تجھے کوئی کام ہے؟

میں نے کہا ''ہاں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجھے حکم ہے تم مجھے بیس درہم دو۔ فرماتے ہیں اس نے اپنی آستین کھولی اور کہا یہ بیس درہم تیرے لئے ہی ہیں۔ میں نے لے لئے۔ میں نے اس سے کہا: اے شخص مجھے تو اس کا علم تھا، لیکن تو نے کیسے جانا اور تو نے مجھے کیسے پہچانا؟ اس نے کہا:

پچھلی رات میں سویا تو میں نے ایسی ایسی صفات والی ایک ہستی دیکھی انہوں نے مجھے فرمایا صبح جب تیرے پاس اس حالت اور اس صفت کا آدمی آئے تو اسے بیس درہم دے دینا۔ پس میں نے تجھے ان علامات سے پہچان لیا۔

میں نے کہا وہ تو رسول اللہ (محمد عربی) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

فرماتے ہیں:

(یہ سن کر) وہ تھوڑی دیر کھڑا سوچتا رہا، پھر مجھے کہنے لگا مجھے اپنے گھر لے چل، میں اسے اپنے گھر لے آیا پس وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ پھر اس کی بہن، اس کا بیٹا اور اس کی بیوی بھی اسلام لے آئی، یعنی اس کے گھر کے چار افراد مسلمان ہو گئے اور اس پر اچھے طریقے سے قائم رہے۔

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور

ہر طرف سے وہ پر ارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آکر دستگیری فرما دی:

ایک اور شخص کو خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو اس نے آپ کی جناب میں اپنے حال زار کی شکایت کی۔ آپ نے اسے فرمایا:

تو علی بن عیسیٰ کے پاس جانا اور اسے کہنا کہ وہ تیری مالی معاونت کر دے تا کہ اس سے تو اپنے معاملات ٹھیک کر سکے۔ اس نے عرض:

یا رسول اللہ! میں اسے (اس خواب اور آپ کے اس حکم) کی کیا علامت پیش کروں گا؟

فرمایا: اسے جا کر کہنا کہ اس نے ایک پہاڑی درے پر میری زیارت کی تھی اونچی جگہ پر تھے تو وہ نیچے اترا آیا اور ہمارے پاس حاضر ہوا تھا تو ہم نے تجھے فرمایا تھا کہ اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔

پس وہ شخص اس کے پاس حاضر ہوا اور اسے یہ علامت بتائی (یہ سن کر) وہ کہنے لگا تو نے سچ کہا ہے۔ پھر اس نے اس آدمی کو چار سو دینار قرض کی ادائیگی کے لئے دیے اور چار سو دینار مزید دے کر کہا کہ اسے اپنا سرمایہ بنا لینا، جب یہ ختم ہو جائیں میرے پاس پھر آ جانا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

یہ واقعات جو ہم نے ذکر کئے ان جیسے اور بھی بہت سارے دیگر حضرات کے واقعات ہیں جن کو رب تعالیٰ نے سرکار علیہ السلام کی نظر عنائیت سے

پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات عطا فرمائی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کرم نوازی سے تنگ دستی دور فرما دی اور پورے گھرانے کی اچھے طریقے سے عید کی تیاری ہو گئی:

ہمیں امام ابو الفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز بن حارث بن اسعد بن لیث سے یہ بات پہنچی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک بار میرے والد صاحب کا ہاتھ اس قدر تنگ ہو گیا کہ ہمارے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا، عید بھی قریب آ گئی اور تنگ حالی میں ہی مبتلا تھے۔ حتیٰ کہ چاند رات آ گئی، ہمارے پاس (صبح عید کے دِن) پہننے کیلئے کپڑے تک نہ تھے، ہم بڑی پریشانی میں سو گئے۔ پس رات کی دو گھڑیاں گزری تھیں کہ اچانک ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا جانے لگا اور دروازے پر ایک شوروغل بپا تھا۔ ہم نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگ شمعیں پکڑ کر باہر کھڑے ہیں۔ انہوں نے میرے والد صاحب سے اندر آنے کی اجازت چاہی، آپ نے انہیں اجازت دی تو ان میں سے ابن ابو عمیر میرے والد صاحب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی، آپ نے مجھے فرمایا:

اِنَّ اَبَا الْحَسَنَ التَّمِيْمِيَّ وَاَوْلَادَهُ عَلٰى صُوْرَةٍ مِنَ الْفَقْرِ فَاحْمِلْ اِلَيْهِ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ مَا يَكْسُوْ اَوْلَادَهُ وَيَنْفَعُهُ فِيْ هٰذَا الْعِيْدِ

''ابوالحسن تمیمی اور اس کے بچے فاقے میں مبتلا ہیں تم اسی رات

انہیں کپڑے پہنچاؤ جو وہ اپنے بچوں کو پہنا سکیں اور ان کی مالی معاونت بھی کرو تا کہ وہ عید منا سکیں۔''

اور میں یہ کپڑے لایا ہوں اور اپنے ساتھ درزی بھی لے کر آیا ہوں۔

پس ہمارے والد صاحب نے ہم کو اٹھایا ہمارے گھر والوں میں سے ہر ایک کے کپڑے کاٹے گئے اور درزی بیٹھ کر سلائی کرنے لگے۔ والد صاحب نے درزویوں کو کہا کہ پہلے بچوں کے سلائی کرو تا کہ یہ کل پہن سکیں کیونکہ بڑے تو برداشت کر لیتے ہیں (لیکن بچوں سے نہیں ہوتا)

اور ابن ابو عمیر لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ فجر کی نماز تک میرے والد کے پاس بیٹھے رہے، پھر وہ واپس چلے گئے۔

ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا
مجھ سا کوئی غمزوہ نہ ہو گا
تم سا نہیں غمگسار آقا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

مختار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے ایک مظلوم علوی نوجوان کو قید سے آزادی کا پروانہ عطا ہونا:

مہدی ایک رات سویا ہوا تھا کہ اچانک خوفزدہ ہو کر بیدار ہوا اور اس نے ایک پولیس افسر کو بلا کر اسے کہا کہ جیل کے تہہ خانے میں جاؤ اور وہاں سے ایک علوی حسینی نوجوان قیدی کو آزاد کر دو، اور اسے کہنا کہ اگر وہ چاہے تو عزت و تکریم کے ساتھ ہمارے پاس ٹھہرے اور اگر وہ چاہے تو اپنے اہل خانہ کے پاس چلا جائے جیسے اس کے دل کی خوشی ہو۔

وہ پولیس والا جب جیل کے تہہ خانے میں گیاتو اس نے اس علوی نوجوان کو نکالا جس کی حالت پرانی مشق کی طرح ہو چکی تھی، اس نے اس کو وہاں ٹھہرنے یا گھر جانے کا اختیار دیا، لیکن نوجوان نے اپنے گھر جانا پسند کیا۔ مہدی نے جو کچھ پولیس والے کو حکم دیا تھا اس نے وہ چیز بھی نوجوان کے سپرد کی۔

وہ نوجوان جب سوار ہو کر جانے لگا تو پولیس والے نے اسے کہا تجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے رہائی عطا فرمائی کیا تو جانتا ہے کہ امیر المومنین نے تجھے کس سبب سے رہائی دی ہے؟

اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس رات سویا تو خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

آپ نے مجھے فرمایا:

ایک میرے بیٹے! ان لوگوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟

میں نے عرض کیا

جی حضور!

آپ نے فرمایا:

اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ اور اس کے بعد یہ دعا مانگ:

يَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَيَاسَامِعَ الصَّوْتِ وَيَاكَاسِيَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا اِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْعَيُوْبِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

''اے ضائع ہونے سے سبقت کرنے والے (یعنی جس کو تو

بچائے وہ ضائع نہیں ہوسکتا) اے ہر قسم کی آواز سننے والے،
اے مرنے کے بعد ہڈیوں پر گوشت چڑھانے والے تو محمد اور
آل محمد پر درود بھیج اور میرے معاملے میں کشادگی اور نکلنے کی
راہ پیدا فرما، بے شک تو جانتا ہے۔ میں نہیں جانتا اور تو قدرت
رکھتا ہے میں نہیں اور تو ہی سب عیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے
سب سے بڑے رحم فرمانے والے۔''

نوجوان نے کہا کہ:

میں یہ دعا بار بار مانگنے لگا حتیٰ کہ مجھے تو نے بلا لیا۔ وہ پولیس والا کہتا ہے میں جب دوبارہ مہدی کے پاس گیا اور اس نوجوان کی یہ بات اسے بتائی تو اس نے کہا قسم بخدا! اس نے سچ کہا۔

کیونکہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ایک حبشی نے لوہے کا گرز پکڑا ہوا ہے اور میرے سر کی طرف کھڑا اور مجھے کہہ رہا ہے کہ فلاں علوی حسینی کو رہا کر دو ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔

پس میں بیدار ہو گیا۔

قسم بخدا! جب تک تو نے آ کر اس کے رہا کرنے کا بتا نہیں دیا میں نے دوبارہ سونے کی جرأت نہیں کی۔[1]

منصور جمال کی رہائی کا واقعہ:

ایک رات خلیفہ ''معتمد علی اللہ'' سویا ہوا تھا کہ اچانک گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ قید خانے سے ''منصور جمال'' نامی آدمی کو میرے پاس لے کر آؤ، اسے لایا گیا معتمد نے اس سے پوچھا تو کتنے عرصے سے قید ہے؟

---

[1] اس واقعہ کو قاضی ابوعلی سنوخی نے ''الفرج بعد الشدۃ'' ۲/۲۳۹ میں ذکر کیا ہے۔

اس نے کہا تین برس سے معتمد نے کہا مجھے سچ سچ بتا تیرا کیا ماجرا ہے؟

منصور نے کہا میں اہل موصل میں سے ہوں۔ میرا ایک اونٹ تھا، جسے میں کرائے پہ دے کر اپنے گھر والوں کا گزارا کرتا تھا موصل میں میرا ذریعہ معاش تنگ ہو گیا، میں نے کہا شہر سے باہر جاتا ہوں شائد کوئی اچھا سبب بن جائے۔

میں موصل سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فوجی دستے نے ڈاکوؤں کو گرفتار کیا ہوا ہے انہوں نے اپنے مرکز کو خط کے ذریعے ان کی تعداد بھی لکھ بھیجی تھی کہ یہ دس ڈاکو ہیں۔ ان ڈاکوؤں میں سے ایک نے اپنی رہائی کے بدلے کافی سارے مال کی پیشکش کی تو فوجیوں نے انہیں چھوڑ کر اس کی جگہ مجھے گرفتار کر لیا اور میرا اونٹ بھی پکڑ لیا۔

میں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے بہت واسطے دیئے مگر وہ نہ مانے مجھے بھی ان کے ساتھ قید کر دیا گیا، ان ڈاکوؤں میں سے کچھ تو قید میں ہی مر گئے اور کچھ آزاد کر دیئے گئے۔ میں اکیلا ہی رہ گیا تھا۔ معتمد نے کہا:

مجھے پانچ سو دینار لا کر دو، (جب لائے گئے تو) اس نے وہ دینار میرے حوالے کئے، اور اس نے ماہانہ تیس دینار میری تنخواہ مقرر کی اور اپنے وزیروں کو کہا کہ ہمارے اونٹوں کی نگرانی اس کے ذمے کر دو۔

پھر معتمد ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ابھی ابھی خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی، آپ نے مجھے فرمایا:

يَا اَحْمَدُ تَوَجَّهِ السَّاعَةَ فَاخْرُجْ مَنْصُوْرَ الْجَمَّالَ فَإِنَّهُ مَظْلُوْمٌ وَاَحْسِنْ إِلَيْهِ

''اے احمد! اسی وقت توجہ کرو اور منصور جمال کو رہا کر دو، کیونکہ وہ مظلوم ہے اور اس پر احسان کرو۔''

ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا:

اہل خراسان میں سے ایک آدمی نے ابوحسان زیادی کے پاس ایک تھیلی بطور امانت کے رکھی جس میں دس ہزار درہم تھے، وہ آدمی حج کا ارادہ رکھتا تھا۔ اچانک اسے اس کے والد کی موت کی خبر ملی جس وجہ سے اس نے اپنا حج کا ارادہ ترک کر دیا۔

وہ آدمی ابوحسان زیادی کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا کہ میں نے جو کل آپ کے پاس تھیلی امانۃً رکھی تھی وہ مجھے دے دیں (ادھر) ابوحسان پر بہت سارے قرض بھی تھے۔ اس نے اس رقم میں سے کچھ قرضوں میں ادا کر دی، اب وہ بہت حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے؟

یہ واقعہ بہت طویل ہے (مختصر یہ کہ) مامون نے اسے پیغام بھجوا کر اپنے پاس بلایا اور اسے کہا کہ تفصیلاً اپنا واقعہ بیان کرو،اس نے مامون کو اپنا واقعہ سنایا اور شدت کے ساتھ رونے لگا۔

مامون نے کہا:

حیرت ہے تجھ پر! تیری وجہ سے رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سونے نہیں دیا، آپ رات کے پہلے حصے میں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

اَغِثْ اَبَا حَسَّانَ الزِّیَادِیَ

''ابوحسان زیادی کی مدد کرو''

پس میں بیدار ہو گیا، لیکن میں تو تجھے جانتا ہی نہ تھا (میں نے سوچا کہ)

میں تمہارے بارے دریافت کرلوں گا، میں نے تیرا نام اور نسبت لکھ لی پھر سو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس پھر تشریف لائے اور پہلے والا فرمان جاری فرمایا، میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا (لیکن) پھر سو گیا۔ آپ پھر تشریف لائے اور اب کی بار فرمایا:

تیرا بھلا نہ ہو (یعنی کچھ خفگی کا اظہار فرمایا) ابوحسان کی مدد کر۔

پھر میں سونے کی جرأت نہیں کر سکا، اس وقت سے اب تک جاگ رہا ہوں اور تیری تلاش میں کئی لوگ بھیج چکا ہوں۔ مامون نے مجھے دس ہزار درہم دیتے ہوئے کہا کہ یہ اس خرسانی کو دے دو اور دس ہزار مزید دیئے اور کہنے لگا ان سے کوئی کام کر لینا، اپنے معاملات ٹھیک کر لینا اور اپنا گھر تعمیر کر لینا۔

پھر تیس ہزار درہم اور دیئے اور کہنے لگا ان سے اپنی بیٹیوں کا سامان بنا لینا اور ان کی شادی کر لینا۔

پھر جب موکب (یعنی شاہی جلوس) کا دِن ہو تو میرے پاس آنا تاکہ تیرے ذمے کوئی اچھا سا کام لگا کر تجھ پہ مزید احسان کرسکوں۔

پس میں اپنے گھر واپس گیا تو وہ خراسانی میرے دروازے پر کھڑا تھا، میں اسے اندر لے گیا اور وہ تھیلی اس کے حوالے کر دی، وہ کہنے لگا یہ تھیلی تو میری نہیں ہے، میں نے اسے سارا واقعہ بیان کیا تو وہ رو پڑا، اور کہنے لگا اگر تو پہلے ہی سچ سچ بتا دیتا تو میں تجھ سے مطالبہ ہی نہ کرتا۔

قسم بخدا! جو میرے مال کا حصہ نہیں میں اسے اپنے مال میں شامل نہیں کرسکتا۔ یہ بھی تیرے لئے حلال ہے (یعنی میری طرف سے یہ بھی آپ کیلئے تحفہ ہے رکھ لیجئے)۔

(زیادی کہتے ہیں) جلوس کے دِن میں مامون کے محل کی طرف گیا، تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور اپنے مصلے کے نیچے سے ایک حکم نامہ نکالتے ہوئے

کہا میں تجھے مدینۃ السلام کی مغربی جانب سے مشرقی محلے تک کا قاضی مقرر کرتا ہوں اور تجھے ہر مہینے اتنی تنخواہ ملا کرے گی اللہ سے ڈرتے رہنا اورتم پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عنایات جاری رہیں گی۔[1]

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ذرا تیرا

سید ابن طبا طبا کا واقعہ:

ذکر کیا گیا ہے کہ ''العزیز باللہ'' نے اپنے ولی عہد کو حکم دیا کہ مصر کے عاملوں کے پاس جو باقی ماندہ رقمیں ہیں وہ وصول کرو تو اس نے سید ابن طبا طبا کے ذمے تین ہزار دینار پائے تو اس نے سید کی طرف حکم جاری کر دیا کہ انہیں مسجد مہرہ میں قید کر دیا جائے اور ان کی نگرانی پر کچھ افراد مقرر کر دیئے۔ سید صاحب نے اسی رات اپنے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا:

کیا العزیز کے ولی عہد نے تجھ پہ پہرہ لگا رکھا ہے؟

انہوں نے عرض کیا:

جی حضور!

آپ نے فرمایا:

تو ان پانچ آیات سے کیوں بے خبر ہے جو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں بغیر کسی رکاوٹ کے حاضر ہوتی ہیں اوران کے صدقے سے تیری مشکل کشائی کر دی جائے گی۔

کہتے ہیں میں نے عرض کیا:

---

[1] اس واقعہ کی روایات کو قاضی ابوعلی تنوخی نے الفرج بعد الشدۃ ۲ / ۲۲۳ میں ذکر کی ہیں۔ یونہی امام خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ۷ / ۳۸۷ میں ذکر کی ہیں، لیکن دونوں کتابوں میں امیر سے سوال کرنے والے کا نام حسن بن سہل ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا وہ یہ ہیں؟

(۱) ''وبشر الصابرین'' سے لے کر ''ہم المھتدون تک (بقرہ ۱۵۵، ۱۵۷)

(۲) الذین قال لہم الناس'' سے لے کر ''عظیم'' تک (العمران: ۱۷۴، ۱۷۳)

(۳) ''وایوب اذ نادی ربہٗ'' سے لے کر ''للعابدین'' تک (الانبیاء، ۸۴، ۸۳)

(۴) ''وذالنون'' سے لے کر ''نجی المومنین'' تک (الانبیاء، ۸۸، ۸۷)

(۵) ''فستذکرون'' سے لے کر ''سوء العذاب تک (مومن ۴۵، ۴۴)

سید ابن طبا طبا فرماتے ہیں کہ میں جب بیدار ہوا تو یہ آیات مجھے یاد تھیں، جب صبح ہوئی اور قید خانے کا دروازہ کھولا گیا تو میرے پاس ایسے لوگ آئے جنہیں میں پہچانتا نہیں تھا، وہ مجھے نکال کر العزیز باللہ کے ولی عہد کے پاس لے گئے۔ وہ مجھے کہنے لگا تو نے اپنے نانا کی بارگاہ میں میری شکایت کی ہے؟

میں نے کہا:

قسم بخدا! میں نے شکائت نہیں کی۔

اس نے کہا، نہیں تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی ہے۔

پھر اس نے بقایاجات والا رجسٹر منگوایا اور میرا نام کاٹ دیا اور بطور معاونت اس نے مجھے اپنی طرف سے ایک ہزار دینار دیئے اور مجھے رہا بھی کر دیا۔

ان پانچ آیات کی برکت کو میں نے یوں پہچانا

قسمت میں لاکھ پھیر ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک عطار کا واقعہ:

بغداد میں ایک عطار تھا جو کرخ کا رہنے والا تھا، وہ امانت داری اور راز داری میں بہت مشہور تھا (کسی موقعہ پر) اس پر بہت سارا قرض چڑھ گیا، وہ ہمہ وقت اپنے گھر میں ہی رہنے لگا اور دعا و درود پڑھنے میں مشغول رہتا۔

جب جمعہ کی رات آئی تو اس نے حسب معمول درود پاک پڑھا اور دعا مانگ کر سو گیا۔

وہ عطار کہتا ہے:

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، تو آپ نے مجھے فرمایا:

علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ، میں نے اسے حکم دیا ہے وہ تمہیں چار ہزار دینار دے گا وہ اس سے لے کر اپنی ضروریات پوری کر لینا۔

فرماتے ہیں:

مجھ پر قرض چھ ہزار دینار تھا۔

پس میں وزیر کے پاس گیا، لیکن مجھ کو اس کی ملاقات سے روک دیا گیا (اسی دورانیے میں) وزیر کا ایک شافعی دوست (ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی) باہر نکلا، جو مجھے تھوڑا تھوڑا جانتا تھا، میں نے اس کو ساری بات بتائی۔

وہ کہنے لگا، وزیر تو صبح سے لے کر اب تک تجھے ہی تلاش کروا رہا تھا۔ اس نے تیرے بارے مجھ سے بھی پوچھا لیکن میں تو تجھے بھول چکا تھا، تم ادھر ہی ٹھہرو۔ وہ واپس گیا تو فوراً ہی اس نے مجھے بلا لیا، پس میں ابوالحسن علی بن عیسیٰ کے پاس حاضر ہوا تو اس نے مجھ سے پوچھا:

تیرا نام کیا ہے؟

میں نے کہا فلاں بن فلاں عطار

اس نے کہا:

اہل کرخ سے؟

میں نے کہا ''ہاں''

اس نے کہا، اے بندۂ خدا! تم میرے پاس آئے ہو اس پر اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

اللہ کی قسم! میں پچھلی رات سو نہیں سکا، اس رات جب میں سویا تو میرے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا:

اَعْطِ فُلَانَ بْنَ فُلَانِ الْعَطَّارَ اَرْبَعَ مِئَةِ دِيْنَارٍ يُصْلِحْ بِهَا شَأْنَهُ

''فلاں بن فلاں عطار کو چار سو دینار دے دو تا کہ وہ ان کے ذریعے اپنے معاملات درست کر سکے۔''

میں نے کہا:

گزشتہ رات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور مجھے بھی ایسے ہی فرمایا تھا۔

اسی سرکار سے دنیا دیں ملتے ہین سائل کو
یہی دربار عالی کنز آمال و امانی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(یہ سن کر) علی بن عیسیٰ رونے لگا اور کہا: میرا یہ یقین ہے کہ:

اَنْ تَكُوْنَ هٰذِهٖ عِنَايَةُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

''یہ خالصتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کرم ہے۔''

پھر اس نے کہا:

ایک ہزار دینار لے کر آؤ۔

وہ دینار اس کے سامنے لائے گئے تو اس نے مجھے مخاطب ہوتے ہوئے کہا:

چار ہزار دینار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں لے لو اور چھ ہزار دینار میری طرف سے تحفۃً قبول کرو۔

میں نے کہا:

وزیر صاحب! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطیے سے زیادہ ایک دینار بھی نہیں لوں گا۔ مجھے امید ہے کہ انہیں میں برکت ڈال دی جائے گی۔

علی بن عیسیٰ پھر رو پڑا اور کہنے لگا یقین ایسا ہونا چاہئے جتنے دل کرتا ہے لے لیجئے۔

فرماتے ہیں:

میں نے چار سو دینار سے اپنا کچھ قرض ادا کر لیا اور باقیوں سے دکان کھول لی۔ ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ میرے پاس ایک ہزار دینار جمع ہو گئے، پس میں نے اپنا باقی کا سارا قرض بھی ادا کر دیا۔

پھر روز بروز میرا کاروبار بھی بڑھتا رہا اور حالات بھی بہتر ہوتے گئے۔

وَذٰلِكَ بِعِنَايَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

''یہ سب سرکار کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم کا نتیجہ ہے۔''

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

اس نگاہِ عنائیت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

طاہر بن یحییٰ علوی اور اک خراسانی کا واقعہ:

ایک خراسانی ہر برس حج کیا کرتا تھا، جب مدینہ پاک حاضر ہوتا تو طاہر بن یحییٰ کی کچھ نا کچھ خدمت کیا کرتا، اہل مدینہ میں سے کسی نے اعتراض کیا کہ اس کو دے کر اپنا مال ضائع نہ کیا کرو کیونکہ یہ رب تعالیٰ کے ناپسندیدہ کاموں میں خرچ کرتا ہے۔

پھر اس سال خراسانی نے اس کی کچھ بھی خدمت نہ کی۔

یونہی اگلے برس وہ جب مدینہ پاک داخل ہوا تو اس نے اہل مدینہ کو حسب معمول تحائف پیش کئے لیکن طاہر کو کچھ نہ دیا۔

خراسانی کہتا ہے کہ جب میں نے تیسرے سال حج کی تیاری کی تو خواب میں مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا اے میرے غلام تو نے طاہر بن یحییٰ کے بارے اس کے دشمنوں کی بات مان لی اور جو اس کی خدمت کرتا تھا اس سے ہاتھ روک لیا۔ ایسا نہ کرو، بلکہ جو تحائف اسے نہیں دے سکا وہ بھی دو، اور حسب توفیق اس کی ضرور خدمت کیا کرو۔

کہتے ہیں

میں ڈر کر جاگ اٹھا اور اس کا ارادہ کر لیا۔ میں نے ایک تھیلی لی جس میں چھ سو دینار تھے۔

پس جب میں مدینہ پاک حاضر ہوا تو سب سے پہلے میں طاہر بن یحییٰ کے گھر گیا، جب ان کے پاس حاضر ہوا تو ان کی محفل بھری ہوئی تھی۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہا:

اے فلاں! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے ہمارے پاس نہ بھیجتے تو تو ہمارے پاس کبھی نہ آتا۔ تو نے میرے بارے اللہ کے دشمن کی بات مان لی؟ اور تو نے

میری خدمت کرنے کا عمل روک دیا، پھر تیری خواب میں آ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ پہ خفگی کا اظہار فرمایا اور تجھے حکم دیا کہ تو مجھے سو دینار دے (یہ کہہ کر) اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔

یہ سن کر میں دہشت زدہ ہو گیا اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں نے کہا واقعہ تو اس طرح ہے پر آپ نے کیسے جانا؟

اس نے کہا جب تو پہلے برس آیا تھا مجھے تیرے آنے کی خبر دی، جس وقت تو نے میری خدمت نہ کی تو میرے حالات کافی متاثر ہو گئے، جب دوسرا برس ہوا تو بھی مجھے تیری آمد و رفت کی خبر تھی۔ میرے حالات مزید کشیدہ ہو گئے

پھر خواب میں مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا:

تو پریشان نہ ہو میں فلاں خراسانی سے ملا ہوں، میں نے تیرے بارے اسے تنبیہ کی ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ جو وہ تحائف نہیں دے سکا وہ بھی تجھ تک پہنچائے اور آئندہ بقدر طاقت تیری خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

پس میں نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کا شکر ادا کیا، میں نے جب تجھے دیکھا تو میں جان گیا تھا کہ تجھے میرا وہ خواب لے کر آیا۔ خراسانی کہتے ہیں میں نے وہ تھیلی نکال کر ان کو پیش کی، اور ان کے ہاتھ اور ان کی پیشانی چومی، اور ان سے درخواست کی کہ میں نے جوان کے بارے اس دشمن کی بات قبول کی تھی وہ بھی معاف کر دیں۔[1]

کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود
حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

[1] یہ واقعہ قاضی ابوعلی تنوخی نے اپنی سنت کے ساتھ ''الفرج بعد الشدۃ'' ۲/ ۲۷۹ میں نقل کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توسل کی برکت سے ''ملک صالح'' کا رہائی پانا:

میں نے شیخ صالح ابو محمد عبدالرحمٰن میدانی سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اسکندریہ کے سمندر کے کنارے جزیرے میں واقع اپنے گھر میں تھا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں ''ملک صالح'' کے لئے دعا کروں، کیونکہ اس وقت مقام ''کرک'' میں قید تھے، پس میں شیخ مغاوری کے گنبد کے پاس حاضر ہوا دو رکعت نماز پڑھی:

وَتَشَفَّعْتُ اِلَی اللّٰہِ بِالنَّبِیِّ ﷺ فِی الْمَلِكِ الصَّالِح

''اور اللہ کے حضور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شفیع بناتے ہوئے
ملک صالح کے حق میں دعا کی۔''

پھر سو گیا۔

میں نے دیکھا کہ کئی لشکر جمع ہیں اور ان کے مابین ایک شخص ہے جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے روک لیتے ہیں۔

پس اسی اثنا میں مجھے آقا کریم کی زیارت ہوتی ہے، درانحالیکہ آپ سبز حلے میں ملبوس تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ نور کے دو ستون ہیں جو آسمان تک بلند ہیں، پھر آپ ان کی جانب تشریف لے گئے تو وہ سب منتشر ہو گئے۔

شیخ میدانی فرماتے ہیں:

پھر میں بیدار ہو گیا، بعدازیں چند دِن ہی گزرے تھے کہ ہم تک یہ خبر پہنچ گئی کہ ملک صالح قید سے رہا ہو کر مصر پہنچ گئے ہیں۔

یہ تصورات باطل تیرے آگے کیا ہیں مشکل
تیری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا
میں انہیں شفیع لایا
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۱۹:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اونٹ کا شکایت کرنا اور آپ سے مدد مانگنا

ہاں یہاں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اونٹ نے بارگاہ بیکساں ﷺ میں شکایت کی کہ اس کا مالک اسے بھوکا رکھتا ہے:

ہمیں خبر دی ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی قرشی نے انہیں خبر دی دو بزرگوں ابو طاہر احمد بن محمد اصفہانی اور ابو العلاء محمد بن جعفر بصری نے، انہیں ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین نے اور ابو منصور محمد بن احمد بن علی نے اجازۃً خبر دی، انہیں ابو القاسم عبداللہ بن عمیر بن احمد نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہیں شیبان بن فروخ نے بیان کیا، انہیں مہدی بن میمون نے بیان کیا، انہیں محمد بن عبداللہ بن ابو یعقوب نے حسن بن یعقوب سے بیان کیا جو کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، وہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک دِن نبی کریم ﷺ نے مجھے سواری پہ اپنے پیچھے بٹھایا اور مجھ سے ایک ایسی راز کی بات کی جو میں لوگوں میں سے کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

فرماتے ہیں کہ قضائے حاجت کے لئے پردے کے طور پر نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ کسی چٹان کو یا کھجوروں کے جھنڈ کو پسند فرماتے تھے۔ پس آپ ایک انصاری مرد کے باغ میں داخل ہوئے تو اچانک سامنے سے اونٹ دکھائی دیا، اس اونٹ نے جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو

حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ

''وہ زارو قطار رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑھی بند گئی۔''

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری
للہ یہ بوجھ اتار آقا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

غمخوار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کی پشت اور سر پر اپنا دست شفقت پھیرا تو وہ چُپ کر گیا، ایک روایت میں ہے کہ وہ پرسکون ہو گیا۔

پھر آپ نے دریافت فرمایا:

اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ اچانک ایک انصاری نوجوان حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میرا ہے؟

آپ نے فرمایا:

اس جانور کے بارے تو اس اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے۔

فَاِنَّهُ شَكٰى اِلَيَّ اِنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ

''اس نے میرے حضور تیری شکایت کی ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور کام مسلسل لیتا ہے۔''

ابن شاہین نے اس حدیث کو اپنی ''دلائل'' کے اندر یونہی نقل فرمایا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے امام مسلم نے بھی اپنی صحیح [1] میں اول سے لے کر (راوی کے قول) کھجوروں کے جھنڈ'' تک حضرت عبداللہ بن محمد بن اسماء سے

[1] کتاب الحیض ۱/۲۶۸ حدیث نمبر ۷۹،

روایت کیا ہے۔

اور امام ابو داوٗد[1] نے بھی طوالت کے ساتھ موسیٰ بن اسمٰعیل عن مہدی بن میمون سے روایت کیا ہے۔

اور امام ابن ماجہ نے اس کا پہلا حصہ محمد بن یحییٰ عن ابی نعمان عن مہدی سے روایت کیا ہے۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے والے اونٹ پر آپ کی کرم نوازیاں:

ہمیں ابو الفضل احمد بن محمد نے خبر دی انہیں احمد بن محمد حافظ نے خبر دی، انہیں ابو الحسن علی بن حسین بن عمر موصلی نے مصر میں اپنی کتب اصول سے خبر دی انہیں ابو زکریا عبد الرحمٰن بن احمد بن نصر حافظ بخاری نے خبر دی، انہیں علی بن محمد بن فتح سامری نے بیان کیا، انہیں عمر بن محمد بن عثمان بغراسی نے بیان کیا، انہیں ابو عمرو سلامۃ بن سعید بن زیاد نے بیان کیا، انہیں ان کے والد سعید نے بیان کیا انہیں ان کے والد زیاد نے بیان کیا، وہ اپنے والد فائد سے وہ اپنے دادا زیاد بن ابو ہند سے روایت کرتے ہیں، انہیں حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کے سامنے کھڑا ہو کر آوازیں نکالنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا:

اے اونٹ پر سکون ہو جا، اگر تو سچا ہے تو تیرا سچ تیرے لئے نفع دہ ہو گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرا جھوٹ تیرے لئے نقصان دہ ثابت ہو گا۔

---

[1] کتاب الجہاد ۳/۷۔۲۳ حدیث نمبر ۲۵۴۲

[2] امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ ۶/۲۶ میں روایت کیا ہے۔

مَعَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَمَّنَ عَائِذَنَا وَلَیْسَ بِخَائِبٍ لَائِذُنَا

''اس کے ساتھ ساتھ (یہ بھی مژدہ سن لو کہ) ہماری پناہ میں آنے والے کو رب تعالیٰ نے امن دیا ہے اور جو ہماری پناہ میں آتا ہے وہ خسارے میں نہیں رہتا۔''

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک ''نہیں'' کہ وہ ہاں نہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ہم نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟

فرمایا:

یہ اونٹ (بتا رہا ہے کہ) اس کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کا ارادہ بنا رکھا تھا کہ یہ ان سے چھوٹ کر بھاگ آیا ہے۔

فَاسْتَغَاثَ بِنَبِیِّکُمْ

''اور تمہارے نبی سے مدد مانگنے حاضر ہوا ہے۔''

ہم اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے چند صحابہ دوڑتے ہوئے آئے جب اونٹ کی نظر ان پر پڑی تو

عَادَ اِلٰی هَامَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَاذَ بِهَا

''پھر اس نے مزید آپ کے قریب ہو کر آپ کی پناہ لی۔''

کس کا منہ تکئے کہاں جایئے کس سے کہئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے مالک عرض گزار ہوئے:

یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا یہ اونٹ تین دِن سے بھاگا ہوا ہے اور اب آپ کے پاس ملا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس نے ہمارے حضور تمہاری بہت سخت شکائت کی ہے۔

انہوں نے عرص کیا:

اس نے کیا شکائت کی؟

آپ نے فرمایا:

یہ کہتا ہے کہ اس نے کئی برس تمہاری حفاظت میں گزارے ہیں، گرمیوں میں تم اس پر سوار ہو کر گھاس والی جگہ جاتے تھے اور جب سردیاں آتی تو تم اس پر سوار ہو کر گرم جگہ پر چلے جاتے تھے تو جب یہ بوڑھا ہو گیا تو تم اس سے جفتی کرواتے تھے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں چرنے والے اونٹ عطا فرمائے اور جب اسے یہ خشک سالی لاحق ہوئی تو اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھانا چاہتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا:

اللہ کی قسم! یا رسول اللہ، معاملہ تو بالکل اسی طرح ہے۔

آپ نے فرمایا:

اچھے مملوک کیلئے اس کے مالکوں کی طرف سے یہ کیسا بدلا ہوا؟

وہ عرض کرنے لگے:

یا رسول اللہ! ہم نہ اسے بیچیں گے اور نہ ہی ذبح کریں گے۔

آپ نے فرمایا:

تم نے درست نہیں کہا، کیونکہ اس نے تم سے مدد مانگی تھی لیکن تم نے اس کی مدد نہیں کی۔

وَاَنَا اَوْلٰی بِالرَّحْمَةِ مِنْكُمْ

اور میں تمہاری نسبت رحمت کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے رحمت منافقین کے دلوں سے نکال کر ایمان والوں کے دلوں میں جاگزیں فرمادی ہے۔

پس نبی کریم ﷺ نے وہ اونٹ ان سے سو درہم کا خرید کر اسے فرمایا:

يَاأَيُّهَا الْبَعِيْرُ اِنْطَلِقْ فَاَنْتَ حُرٌّ بِوَجْهِ اللهِ

''اے اونٹ! جا چلا جا آج کے بعد تجھے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کیا جاتا ہے۔

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس اونٹ نے آقا کریم ﷺ کے سر انور کے پاس کھڑے ہو کر کچھ آواز نکالی۔

آپ ﷺ نے (سن کر) فرمایا:

آمین

اس نے دوسری بار بھی آواز نکالی۔

آپ نے فرمایا:

آمین

اس نے تیسری بار آواز نکالی

آپ نے پھر فرمایا:

آمین

اس نے چوتھی بار آواز نکالی تو نبی کریم ﷺ رو دیئے ہم نے عرض کیا:

اے اللہ کے نبی! یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟

فرمایا:

یہ کہہ رہا تھا،

اے نبی اللہ! رب تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

تو میں نے کہا

آمین

اس نے دوسری بار کہا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ کی امت کے غم دور فرما دے جیسا کہ آپ نے میری غمخواری فرمائی۔

تو میں نے کہا امین

پھر اس نے تیسری بار کہا

اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے خون اس کے دشمنوں سے محفوظ فرمائے جیسا کہ آپ نے میرے خون کی حفاظت فرمائی۔

تو میں نے کہا:

آمین

اس نے پھر کہا:

اللہ تعالیٰ آپ کی امت میں باہمی جنگ مسلط نہ فرمائے،تو میں رو دیا۔

کیونکہ ان صفات پر مشتمل دعائیں میں نے بھی رب تعالیٰ سے مانگیں تو اس نے باقی تو عطا فرما دیں لیکن اس آخری سے منع فرما دیا۔

اور جبرئیل نے ہمیں رب تعالیٰ سے یہ خبر دی ہے کہ آپ کی امت تلوار سے فناء ہوگی اور قیامت تک جو ہونے والا ہے قلم اسے لکھ چکا ہے۔[1]

اور اونٹ کا آوازیں نکالنا یقینا ذلت و پریشانی کی وجہ سے تھا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ اونٹ جب خوش ہوتا ہے تو اس کے دانت زرد ہو جاتے ہیں اور جب پریشان ہوتا ہے تو آوازیں نکالتا ہے۔

---

[1] ترغیب وترہیب للمنذری ۳/ ۱۵۵، حدیث نمبر ۳۳۵۴، انہوں نے اس کو ابن ماجہ کی جانب کی منسوب کیا ہے۔ علامہ ناجی نے ''عجالۃ الاملاء'' میں اس پر گفتگو کی ہے اور اس کی ابتداء میں اس کتاب کے کچھ الفاظ نقل کئے ہیں۔

فائدہ: اس اونٹ کے علاوہ بھی کئی اونٹوں نے آنجناب ﷺ کی بارگاہِ میں شکایتیں کی ہیں۔ حافظ ابو نعیم نے ''دلائل النبوۃ ۲/ ۳۸۰ میں اور امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۶/ ۱۴۱ میں، ایسی روایات بیان کیں۔

حافظ ابونعیم نے ان شکایات پر مبنی واقعات کے بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ احادیث واضح آیات و دلائل پر مشتمل ہیں یعنی کہ اونٹوں نے آپ کو سجدے کئے اور آپ کی بارگاہ میں فریادیں کی۔ یہاں دو صورتیں ہیں:

نبی کریم ﷺ کو ان جانوروں کی آوازوں اور شکائتوں کا علم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی تھی تو اس صورت میں نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہوا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

یا آپ نے وحی کے ذریعے جانا ہو۔ جو بھی صورت ہو یقیناً یہ عجائبات میں سے ہے اور آپ کا معجزہ ہے۔

اور اگر معترضین یہ اعتراض کریں گے کہ یہاں پر ایک تیسری صورت بھی ہے آپ نے انہیں پیش آمدہ صورت سے جان لیا ہو کہ ان حضرات کا معاملہ اونٹوں کے ساتھ اچھا نہیں

تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ یقیناً یہ بھی احتمال ہے لیکن قرینہ حال سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا مالک فلاں قبیلے سے ہے اور اس نے اس سے کتنے برس کام لیا اور اب اسے شادی وغیرہ کیلئے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ چیزیں پیش آمدہ صورت حال سے معلوم نہیں ہوسکتیں بایں وجہ یہ احتمال باطل ٹھہرا۔

ہمیں حضرت صالح شافعی نے اس عنوان پر یہ شعر سنایا تھا:

وَجَاءَ بَعِيْرٌ يَشْتَكِيْ جَوْرَ اَهْلِهِ
اِلَيْهِ فَاَشْكَاهُ فَاَعْفَوْهُ مُجْهَدًا

''اور اونٹ نے آ کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے مالکوں کے ظلم وستم کی شکایت کی تو آپ نے اس کی یہ پریشانی دور فرما دی اور اس کے مالکوں نے اس کی مشقت ختم کر دی۔''

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جان مراد کان تمنا کہوں تجھے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۲۰

ہرنی کا بارگاہ نبوت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرنا اور پناہ چاہنا

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ہرنی کا بارگاہِ بیکس نواز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرنا:

ہمیں عبدالرحمٰن بن علی شافعی نے حافظ مبارک بن علی سے خبر دی انہیں عبید اللہ بن محمد بن احمد نے خبر دی انہیں ان کے دادا ابو بکر حافظ نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی، انہیں ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم شیبانی نے خبر دی۔ انہیں احمد بن حازم بن ابوغرزہ غفاری نے بیان کیا، انہیں علی بن قادم نے بیان کیا، انہیں ابو العلاء خالد بن طہمان نے عطیہ سے بیان کیا، وہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک ہرنی کے پاس سے ہوا جو اک خیمے کے پاس بندھی ہوئی تھی۔ اس ہرنی نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں جب واپس آؤں تو پھر باندھ دینا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کچھ لوگوں کی شکار کی ہوئی ہے۔ اور ان کی باندھی ہوئی ہے۔ پس آپ نے اس سے واپس آنے کا عہد لیا، اس نے قسم اٹھائی تو آپ نے اس کھول دیا۔

بعدازیں تھوری ہی دیر گزری تھی کہ وہ واپس آ گئی درانحالیکہ اس کے پستان دودھ سے خالی ہو چکے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ باندھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خیمے والوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ یہ ہرنی ہمیں دے دو، انہوں نے وہ آپ کو نذرانۃً پیش کر دی تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

زور دہ نارساں تکیہ گہ بے کساں
بادشا ماورا تم پہ کروڑوں درود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا:

اگر چوپائے موت کے بارے وہ کچھ جان لیں جو تم جانتے ہو تو تمہیں کبھی بھی کھانے کیلئے موٹا تازا جانور نہ ملے۔

یہ حدیث پاک امام بیہقی نے اپنی دلائل میں اسی طرح روایت کی ہے۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنے والی ہرنی پر آپ کی کرم نوازی:

اسی سند کے ساتھ ہمیں ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے خبر دی، انہیں ابوعلی حامد بن محمد ہروی نے خبر دی، انہیں بشر بن موسیٰ نے بیان کیا، انہیں ابوحفص عمرو بن علی نے بیان کیا، انہیں یعلی بن ابراہیم غزالی نے بیان کیا، انہیں ہیثم بن جماز نے ابوکثیر سے بیان کیا وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں تھا، ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمے کے پاس سے ہوا اس کے خیمے کی ایک جانب ایک ہرنی باندھی ہوئی تھی۔

وہ ہرنی کہنے لگی:

یا رسول اللہ! یہ اعرابی مجھے شکار کر کے لے آیا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں اور میرے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ یہ نہ تو مجھے ذبح کرتا ہے کہ میری جان چھوٹ جائے اور نہ ہی مجھے رہا کرتا ہے کہ میں جنگل میں واپس اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں۔ آپ نے اسے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آجائے گی؟

---

[1] ۳۴/۶

اس نے عرض کیا:

جی!

اگر واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشر وصول کرنے میں ظلم کرنے والے جیسا عذاب دے۔

پس آپ نے اسے کھول دیا، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ دوڑتی ہوئی واپس آگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے خیمے کے پلو میں باندھ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی سے پوچھا کیا تو ہرنی بیچے گا؟

اس نے عرض کیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ آپ کو عقیدتاً پیش کرتا ہوں، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قسم بخدا! میں نے اس ہرنی کو دیکھا کہ وہ جنگل میں دوڑتی ہوئی جا رہی تھی اور یہ پکار رہی تھی:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ[1]

طوق غم آپ ہوائے پر قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سرو خرامان عرب

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

صحرا میں قید اک ہرنی کا سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا اور اس پر آپ کا کرم:

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۳۵، اسے ابونعیم نے بھی دلائل النبوۃ ۲/ ۳۷۵ میں حدیث نمبر ۲۷۳ کے تحت روایت کیا ہے۔

ہمیں شیخ معمر ابو الحسن علی بن ابو عبداللہ سلامی نے خبر دی، انہیں محمد بن ناصر سلامی نے خبر دی، انہیں ناصر بن نصر نے خبر دی، انہیں مکی بن علی نے خبر دی، وہ عبدالرزاق سے، انہیں ابو سلیمان محمد بن حسین بن علی حدانی نے خبر دی، انہیں محمد بن عثمان بن حمدون وراق عبدان نے بیان کیا، انہیں شعیب بن عمران نے بیان کیا انہیں زکریا بن یحییٰ بن سعید باہری نے بیان کیا، انہیں حیان بن اغلب سعدی نے اپنے باپ سے روایت کیا، وہ ہشام بن حسان سے وہ حسن سے وہ ضبہ بن محصن سے اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صحرا میں تھے کہ اچانک کوئی پکارنے والا آپ کو پکارنے لگا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا دے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پھر آپ نے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی انسان دکھائی نہ دیا۔ پھر توجہ فرمائی تو (پکارنے والی) ایک بندھی ہوئی ہرنی تھی۔

اس نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! میرے قریب تشریف لائیے، آپ نے اس کے قریب ہو کر اس سے پوچھا

هَلْ لَكِ مِنْ حَاجَةٍ؟

''کیا تجھے کوئی حاجت درپیش ہے؟''

اس نے عرض کیا:

جی ہاں، اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں، آپ مجھ کو کھول دیں تا کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا آؤں۔ پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں گی۔

آپ نے فرمایا:

کیا تو اپنا یہ وعدہ پورا کرے گی؟

اس نے عرض کیا:

اگر میں یہ وعدہ پورا نہ کروں تو رب تعالیٰ مجھے عشر وصول کرنے والے ظالم کے جیسا عذاب دے۔

پس آپ نے اسے کھول دیا، وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آ گئی تو آپ نے اسے دوبارہ باندھ دیا۔

اتنے میں وہ اعرابی بھی بیدار ہو گیا۔ اس نے (سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر) عرض کیا:

یا رسول اللہ! کوئی کام تھا؟

آپ نے فرمایا:

ہاں، اس ہرنی کو رہا کر دو۔

پس اس نے اسے رہا کر دیا۔

(راوی فرماتے ہیں)

وہ ہرنی دوڑتی ہوئی کہتی ہوئی جا رہی تھی۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتی ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ اور میں یہ

بھی گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"[1]

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
مر ہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مدد مانگنے والی ہرنی پر نوازشیں:

ہمیں ابوالحسن علی بن ابو عبداللہ نجار نے خبر دی، انہیں فضل بن سہل نے خبر دی، انہیں ابو محمد عبدالعزیز بن احمد حافظ نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابو محمد عبدالرحمٰن بن عثمان بن معروف کو پڑھ کر سنائی اور انہیں کہا کہ آپ کو ابو علی عبدالسلام بن احمد دمشقی نے خبر دی، انہیں ابو الحسین محمد بن اسمٰعیل تیمی نے خبر دی، انہیں محمد بن عبداللہ زاہد خراسانی نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن ابراہیم مروزی نے بیان کیا، انہیں حکیم بن نافع زوقی نے بیان کیا، وہ عبیدہ سے وہ حسان سے وہ ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں۔

وہ انصاری فرماتے ہیں ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں تھے کہ ایک جگہ ہم نے قیام کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ جب قضائے حاجت فرمانا چاہتے تو دور جا کر قضائے حاجت فرماتے۔ آپ

---

[1] اسے امام طبرانی نے معجم کبیر میں حدیث نمبر ۷۶۳ کے تحت روایت کیا، اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۵ میں روایت کیا اور کہا کہ ابونعیم نے اپنی دلائل میں اور ابو محمد عبداللہ بن حامد فقیہہ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں یونہی امام زرکشی نے "المعتبر" ص ۱۱۸ پر اور امام صالحی نے "سبل الہدیٰ والرشاد" ۹/۵۱۹ میں روایت کیا، لیکن یہ روایت دلائل کے طبع شدہ نسخے میں نہیں ہے، کیونکہ اصل نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا، جیسا کہ نسخہ دارالنفائس کے دو محققین نے اس کی وضاحت کی۔ لیکن امام زرکشی کی کتاب "المعتبر" کے محقق نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو ابونعیم کی جانب منسوب کیا ہے اور صفحہ ۱۱۸ کے حاشیے میں ان کی سند بھی ذکر کی ہے (پھر) اس سند میں ابن کثیر کی طرف اشارہ نہیں کیا بایں وجہ یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ حدیث الدلائل میں مل گئی ہے اور یہ تدلیس ہے۔

قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے، آپ کا گزر کچھ دیہاتیوں کے خیموں کے پاس سے ہوا، آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں پر ایک ہرنی باندھی ہوئی ہے۔ اس ہرنی نے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو عرض کرنے لگی:

اَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

''یا رسول اللہ! میں پہلے اللہ تعالیٰ سے پھر آپ سے مدد مانگتی ہوں۔''

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ان لوگوں نے مجھے تین دِن سے قید کر رکھا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں جو بھوکے ہیں، اگر آپ کرم فرما کر مجھے کھول دیں تاکہ میں ان کو جا کر دودھ پلا دوں، پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں گی۔

آپ نے فرمایا:

ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم واپس نہ آؤ،

اس نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں نہیں، میں ضرور واپس آؤں گی۔

راوی فرماتے ہیں:

آپ نے اسے کھولدیا، وہ گئی اپنے بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آ گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہلے کی طرح دوبارہ باندھ دیا۔

آپ جب قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو اس اعرابی کی طرف تشریف لے گئے، آپ نے فرمایا:

اِنۡ شِئۡتُمۡ قُلۡتُ لَکُمۡ مَا قَالَتۡ هٰذِهِ الظَّبِيَّةُ وَاِنۡ شِئۡتُمۡ اَخۡبَرۡتُمُوۡنِيۡ مَا صَنَعۡتُمۡ بِهَا

''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں اس ہرنی نے کیا کہا ہے، اور اگر تم چاہو تو تم خود بتا دو کہ تم نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے۔''

انہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ہی بتا دیجئے۔

آپ نے فرمایا:

یہ بتا رہی تھی کہ تم نے اسے تین دنوں سے باندھ رکھا ہے اور پہاڑ میں اس کے دو بچے ہیں، پس اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسے کھول دوں تا کہ یہ ان کو دودھ پلا لے، تو میں نے اسے کھول دیا۔ یہ (دودھ پلا کر اب) میرے پاس واپس آ گئی۔

انہوں نے نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا معاملہ اسی طرح ہے جیسے آپ نے فرمایا:

فَهِيَ فِدَاءُكَ

''یہ آپ پر قربان ہے۔''

پس دستگیر کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے آزاد فرما دیا۔

تو وہ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھی جا رہی تھی اور یہ کہتی جاتی تھی:

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ

اس نے یہ کلمات تین بار کہے۔[1]

کیوں نہ زیب ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم سے ہے سب جلوہ گری

ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس بارے صالح شافعی اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں:

وَجَاءَ اِمْرَأً قَدْصَادَ يَوْمًا غَزَالَةً

لَهَا وَلَدٌ خِشْفٌ تَخَلَّفَ بِالْكُدَا

''اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے، جس نے ایک ہرنی کا شکار کر رکھا تھا جس کا ایک دودھ پیتا بچہ مقام ''کدا'' میں پیچھے رہ گیا تھا۔

فَنَادَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْقَوْمُ حُضَّرٌ

فَأَطْلَقَهَا وَالْقَوْمُ قَدْ سَمِعُوْا النِّدَاءَ

پس اس ہرنی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا درانحالیکہ لوگ حاضر تھے ان سب لوگوں نے اس کی ندا کو سنا، اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آزاد فرما دیا۔''

ہاں یہاں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد

اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اک ہرنی کا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ حاضر ہو کر سلام عرض کرنا:

میں نے شیخ صالح ابو زکریا اسکندری جو کہ اولیاء اللہ میں سے تھے سے

---

[1] امام صالحی نے اس حدیث کو سبل الہدیٰ والرشاد ۹/ ۵۲۰ میں ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کی بہت ساری اسناد ہیں جو اس بات پر شاہد ہیں کہ اس واقعہ کی اصل ہے۔

سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار ''رشیدی'' کو فرماتے ہوئی سنا کہ:

''میں حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (یعنی روضہ اقدس پر) میں حاضر تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ہرنی عین دوپہر کے وقت ''باب الرحمہ'' سے آئی یہاں تک کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پہنچ گئی۔''

فَوَقَفَتْ مِنْ بَّعِيْدٍ وَهِيَ تُوْمِيْ بِرَأْسِهَا كَالْمُسَلِّمَةِ عَلَيْهِ ﷺ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوْعِ

''تھوڑی دور کھڑی ہو کر اپنا سر ہلانے لگی، گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام پڑھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔''

سب کروفر سلام کو حاضر ہیں السلام
ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرو فر کی ہے
سب بحرو بر سلام کو حاضر ہیں السلام
تملیک انہیں کے نام تو ہر بحرو بر کی ہے
دشت حرم میں رہنے دے صیاد اگر تجھے
مٹی عزیز بلبل بے بال و پر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پھر وہ الٹے پاؤں واپس ہوئی حتیٰ کہ باہر چلی گئی:

وَلَمْ تُوَلِّ ظَهْرَهَا تَعْظِيْمًا وَتَوْقِيْرًا لِلنَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنَ الْحَرَمِ الشَّرِيْفِ

''اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر کی پیش نظر پشت نہیں کی یہاں تک کہ حرم شریف سے باہر چلی گئی۔''

اور یہ سب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ میرا خیال ہے یہ ہرنی اس ہرنی کی نسل سے ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمایا تھا۔

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(فائدہ از مترجم)

اس واقعہ سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو بات بات پر اہل ایمان پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں، اگر سلام پڑھتے ہوئے ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں تو بھی شرک، حتیٰ کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اس طرح ادب و محبت کا اظہار کیا جائے تو بھی فتوے، بلکہ وہاں تو زور آزمائی سے روکا جاتا ہے:

الامان الحفیظ

جس مسلمان میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور محبت نہیں اس سے تو ہزار درجے یہ جانور ہرنی افضل ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۲۱:

حمرہ پرندے کے جب کسی نے بچے اٹھا لئے تو اس نے دستگیرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ چاہی

بے اصل و بے ثبات ہوں بحر کرم مدد
پروردہ کنار سراب و حباب ہوں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرنے والے حمرہ پرندے پر کرم نوازی:

ہمیں ابو الفضل جعفر بن ابوالحسن مقری نے خبر دی، انہیں احمد بن محمد بن احمد حافظ نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ قاسم بن فضل نے خبر دی، انہیں ابوسعید محمد بن یوسف اصم نے بیان کیا، انہیں احمد بن عبدالجبار عطاری نے بیان کیا، انہیں ابو معاویہ نے ابواسحاق شیبانی سے بیان کیا وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم نے ایک جگہ پر قیام کیا، وہاں چیونٹیوں کی بستی تھی، ہم نے انہیں جلا دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم آگ کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، کیونکہ آگ کے ساتھ عذاب دینا بس اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

فرماتے ہیں:

ہمارا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا جس میں حمرہ پرندے کے دو بچے تھے ہم نے ان کو پکڑ لیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ تُعَرِّضُ

”تو وہ حمرہ پرندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آکر اپنی پریشانی کا اظہار کرنے لگا۔“

آس ہے کوئی نہ پاس ہے ایک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس کو اس کے بچوں کے بارے کس نے تکلیف دی ہے۔ ہم نے عرض کی:

ہم نے

فرمایا:

اس کے بچے اسی جگہ رکھ دو پس ہم نے وہ بچے اسی جگہ رکھ دیئے۔[1]

اسی مضمون کی ایک اور حدیث مبارکہ:

ہمیں ابو المعالی عبدالرحمٰن بن علی قرشی نے خبر دی، انہیں مبارک بن علی نے خبر دی، انہیں ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد نے خبر دی، انہیں ان کے جد امجد ابو بکر احمد بن حسین نے خبر دی، انہیں ابو بکر محمد بن حسن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے خبر دی، انہیں یونس بن حبیب نے خبر دی، انہیں ابو داؤد نے بیان کیا، انہیں مسعودی نے بیان کیا ،وہ حسن بن سعید سے وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تھے، ایک صحابی درختوں کی جھاڑی میں داخل ہوئے اور وہاں سے حمرہ پرندے کے انڈے نکال لائے۔

فَجَاءَتْ تَرَفُّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى اَصْحَابِهِ

''پس اس پرندے کی مادہ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے اوپر اڑنے لگی۔''

---

[1] اسے امام ابو داؤد نے سنن ۳/ ۲۹۰ میں حدیث نمبر ۲۶۶۸ کے تحت روایت کیا، یونہی حدیث نمبر ۲۲۱۶ کے تحت بھی ذکر کیا ہے، لیکن اس میں الفاظ حدیث کے اندر تقدیم وتاخیر

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

تم میں سے کسی نے اسے کوئی تکلیف دی ہے کیا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی نے عرض کی:

میں نے اس کے انڈے اٹھا لیے تھے۔

آپ نے اس پرندے پر رحمت فرماتے ہوئے فرمایا:

رُدُّوْہُ رُدُّوْہُ

وہ واپس رکھ دو، وہ واپس رکھ دو۔

اس حدیث مبارکہ کو امام بیہقی نے بھی اپنی دلائل النبوۃ میں اسی طرح روایت فرمایا ہے۔[1]

اور انہوں نے اسے اَصم [2] کی حدیث سے بھی ذکر فرمایا ہے اور اس میں **وَهِيَ تُعَرِّضُ** کے الفاظ ہیں، فرمایا کہ میری کتاب میں یہی الفاظ ہیں اور ان کے علاوہ محدثین نے ''تُفَرِّشُ'' کے الفاظ روایت کئے ہیں۔ ان کا مطلب ہے کہ وہ مادہ پرندہ زمیں کے ساتھ ساتھ اڑ رہی تھی، محدثین کی ایک جماعت نے یہ لفظ اسی طرح ذکر فرمایا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ **تُقَوِّضُ** قاف اور واو کے ساتھ ہے، اس کا معنی ہے کہ وہ آ جا رہی تھی، اسے کہیں قرار نہ تھا، یہی لفظ ہروی نے اپنی غریب میں ذکر فرمایا ہے۔

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] ۶/۳۲
[2] ۶/۳۳

باب نمبر ۲۲

کھجور کے تنے کا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں آہ وزاری کرنا اور غمگین ہونا

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

استن حنانہ فراق محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس شدت سے رویا کہ پھٹ گیا:

ہمیں عبداللہ بن حسن شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں ابو القاسم یحییٰ بن فضلان شافعی نے خبر دی، انہیں عمر بن احمد بن منصور نے خبر دی، انہیں ابوالحسن علی بن احمد مؤذن نے خبر دی، انہیں ابوبکر احمد بن حسن حیری اور ابوذکریا مزکی نے خبر دی، انہیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے خبر دی، انہیں ربیع بن سلیمان نے خبر دی، انہیں شافعی نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن محمد نے خبر دی، نہیں عبداللہ بن محمد بن عقل نے خبر دی، وہ طفیل بن ابی بن کعب سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی کی چھت چھپر کی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، آپ کے صحابہ میں سے ایک غلام نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم آپ کیلئے ممبر تیار کر دیں تا کہ آپ جمعہ کے دن اس پر رونق افروز ہوا کریں اور اس پر جلوہ فرما ہو کر لوگوں کو اپنا خطبہ دیا کریں؟

آپ نے فرمایا:

ہاں (بنا لو)

تو انہوں نے آپ کیلئے تین زینوں والا ممبر تیار کر دیا، وہ ممبر تیار کر کے جب اس جگہ رکھا گیا جہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھوایا تھا پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے کا ارادہ فرمایا اور اس تنے کے پاس سے گزرے جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے تو:

خَارَ حَتّٰى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ

''وہ اس شدت سے رویا کہ پھٹ گیا۔''

لحت فلاح الفلاح رحب مراح المراح
عد یعود الہنا تم پہ کروڑوں درود
دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پس اس تنے کی آہ و بکا سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممبر سے اتر کر اس پر اپنا دست رحمت پھیرا پھر ممبر پر تشریف لے گئے۔

پھر جب مسجد شہید کی گئی تو وہ تنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا۔ وہ ان کے پاس ان کے گھر میں ہی رہا، یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گیا، اسے دیمک کھا گئی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔[1]

یہ کھجور کے تنے والی حدیث متواتر کی طرح ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کثیر التعداد صحابہ اور ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے۔

جن میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں امام بخاری نے انہیں کے طریق سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

(مزید برآں) حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت سہل بن سعد، حضرت ابو سعید خدری، حضرت بریدہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت مطلب بن ابو وداعہ رضی اللہ عنہم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ

---

[1] اسے امام شافعی نے اپنی مسند ص ۶۵ پر اور ابن ماجہ نے اپنی سنن ۱/ ۴۵۴ حدیث نمبر ۱۴۱۴ کے تحت نقل فرمایا۔

''وہ تنا بچے کی طرح چیخ چیخ کر رونے لگا۔''

فَضَمَّهُ إِلَيْهِ يَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّنُ

''تو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے گلے لگا لیا، وہ تنا اس بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جس کو چپ کروایا جاتا ہے۔''

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کیلئے جب منبر رکھا گیا تو:

سَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ

''ہم نے اس تنے کی ایسی آواز سنی جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ:

جب آپ کیلئے ممبر تیار کیا گیا اور آپ اس کی جانب تشریف لے گئے تو

فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ

''وہ تنا بلند آواز میں رو پڑا، پس آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اسپر اپنا دست رحمت پھیرا۔''

بعض روایات میں ہے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ أَلْتَزِمْهُ لَمْ يَزَلْ هٰكَذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحَزُّنًا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

''(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے اپنے سینے سے نہ لگاتا تو یہ اسی طرح قیامت تک مجھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

جدائی میں روتا رہتا۔[1]

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ساری امت کے لئے دعوت وفکر اور پیغام عشق:

حضرت امام حسن بصری جب یہ حدیث بیان کرتے تو بہت روتے۔[2] اور فرمایا کرتے:

اے اللہ کے بندو! ایک لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کیلئے روتی ہے تو تم زیادہ حقدار ہو کہ آپ کی ملاقات و زیارت کیلئے سراپائے اشتیاق بن جاؤ۔

ان کی وِلا میں ایسا گما دے خدا ہمیں
ڈھونڈا کریں پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت صالح شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو اپنے دو شعروں میں نظم فرمایا ہے:

وہ فرماتے ہیں

---

[1] اس بارے امام حافظ محمد بن ابو بکر عبداللہ قیسی المعروف ابن ناصر دمشقی کے مجموعہ رسائل، رسالہ نمبر ۹ ''عرف العنبر فی وصف المنبر'' کو ملاحظہ کیا جائے۔

[2] امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل ٦/ ٦٨ میں امام شافعی کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ اللہ نے کسی نبی کو وہ معجزات عطا نہیں کئے جو اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا کئے، جب آپ کیلئے ممبر تیار کیا یا تو آپ کھجور کے جس تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے وہ آپ کی جدائی میں رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس کی آواز بھی سنی گئی یہ بہت بڑا معجزاہ ہے۔

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبیؐ
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

وَحَنَّ اِلَيْهِ الْجِذْعُ شَوْقًا وَرِقَّةً
وَرَجَّعَ صَوْتًا كَالْعِشَارِ مُرَدَّدَا

''اور نبی کریم کے شوق اور محبت میں کھجور کا تنا رو پڑا، اور وہ دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح پلٹ پلٹ کر شدت سے رونے کی آوازیں نکال رہا تھا۔

فَبَادَرَهُ ضَمًّا فَقَرَّ لِوَقْتِهِ
لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْ دَهْرِهِ مَا تَعَوَّدَا

''آقا علیہ السلام نے جلدی سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تو وہ فوراً پر سکون ہو گیا، ہر انسان اپنی زندگی میں اسی سے سکون پاتا ہے جس کا وہ عادی ہو۔''

اپنے دل کا ہے انہی سے آرام سونپے ہیں اپنے انہی کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کی جدائی میں تنے کا رونا اور آپ پر پتھروں کا سلام پڑھنا، یہ آپ کے علاوہ کسی نبی کیلئے ثابت نہیں۔ یہ تمام احادیث جو ہم نے ذکر کی ہیں وہ آپ کی نبوت کے دلائل اور آپ کے روشن معجزات کا بیان کر رہی ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ و ذریتہ وسلم تسلیما

باب نمبر ۲۳:

ان حضرات کا تذکرہ جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکات سے مالا مال ہوئے اور انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا اور اتباع سنت کی وجہ سے سوائے بقدر ضرورت کے مخلوق سے سوال ترک کر دیا

ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

امام محمد بن جریر محمد بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی اور محمد بن ہارون رویانی ائمہ حدیث کا حدیث نبوی کی برکت سے مالا مال ہونا:

حافظ ابن سمعانی فرماتے ہیں، ایک سفر نے امام محمد بن جریر طبری، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، امام محمد بن نصر مرزدی اور امام محمد بن ہارون رویانی کو مصر میں جمع کر دیا، ان کے پاس جو رقم تھی وہ ختم ہوگئی، کھانے کو بھی کوئی چیز نہ تھی، حالات بہت پریشان کن ہو گئے، جس جگہ یہ حضرات رہائش پذیر تھے وہاں پر ایک رات جمع ہوئے، سب نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے درمیان قرعہ اندازی کی جائے، جس کا نام نکلے وہ اپنے دوستوں کیلئے جا کر لوگوں سے کھانا مانگ کر لائے۔

تو وہ قرعہ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے نام نکل آیا، انہوں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے تھوڑا ٹائم دو تا کہ میں وضو کر کے نماز استخارہ ادا کرلوں۔

ابن سمعانی فرماتے ہیں:

ابن خزیمہ نماز میں مشغول ہو گئے اور ان کے ساتھی چراغ کے نیچے بیٹھ گئے، اتنے میں والئ مصر کے ایک خادم نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا، انہوں نے دروازہ کھولا تو وہ اپنی سواری سے اترا، اور پوچھا تم میں سے محمد بن نصر کون ہے؟

اسے بتایا گیا کہ وہ ہے۔

اس نے ایک تھیلی نکالی جس میں پچاس دینار تھے، اس نے وہ تھیلی ان کے حوالے کی۔

پھر اس نے پوچھا:

تم میں سے محمد بن جریر پر کون ہے؟

انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا،
اس نے پچاس دینار انہیں بھی دیئے۔
پھر اس نے پوچھا:
تم میں سے محمد بن ہارون کون ہے؟
اسے بتایا گیا کہ یہ ہیں
اس نے اتنے دینار ہی ان کو دیئے
پھر کہا
محمد بن خزیمہ کون ہیں؟
اسے بتایا گیا کہ وہ جو نماز پڑھ رہے ہیں۔
جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے پچاس دینار کی تھیلی ان کے حوالے بھی کی۔
پھر کہنے لگا کہ امیر کہہ رہا تھا کہ:

فَرَاٰی فِی النَّوْمِ خَیَالًا اَوْ طَیْفًا قَالَ لَهٗ اِنَّ الْمَحَامِدَ طَوَوْا

''اس نے ابھی ابھی خواب میں دیکھا کہ کوئی شخصیت اسے کہہ رہی تھی کہ یہاں پر کچھ ''محمد'' نامی علماء بھوکے ہیں (ان کی خبر گیری کرو) اس لئے اس نے یہ تھیلیاں تمہاری طرف بھیجی ہیں اور اس نے تمہیں قسم دے کر یہ پیغام بھیجا ہے کہ یہ رقم ختم ہو جائے تو میری طرف پیغام بھیج دینا میں مزید بھجوا دوں گا۔[1]

---

[1] یہ واقعہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ۲ / ۱۶۴ مین، امام تاج الدین سبکی نے اپنی سند کے ساتھ اپنی ''طبقات ۲ /۲۵۱ میں اور یاقوت حموی نے معجم الادباء ۵ /۲۴۶ میں امام ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ ۱۱ /۱۰۹ میں اور امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۱۴ / ۲۷۰، ۵۰۸ پر نقل فرمایا

بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

امام حسن بن سفیان نسوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی علماء کا تحصیل علم کیلئے مشقتیں برداشت کرنا اور حدیث نبوی کی برکت سے مالا مال ہونا:

حافظ ابن سمعانی نے یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ:

طلباء حدیث کی ایک جماعت امام زاہد حسن بن سفیان نسوی کے پاس حاضر ہوئی تو امام نسوی نے انہیں فرمایا:

میں جانتا ہوں کہ تم لوگ اہل فضیلت اور مالدار لوگوں کی اولادیں ہو اور حصول علم اور استفادۂ حدیث کی خاطر تم نے اپنے وطن گھر اور اپنے دوستوں کو چھوڑا، لیکن تمہارے دل میں یہ خیال نہ آ پائے کہ تم نے یہ جو مشقت اٹھائی ہے اس کی وجہ سے تم نے علم کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ جو تم نے تکلیف اور مشقت برداشت کی ہے اس کے ساتھ تو تم نے علم کے فرائض میں سے بس ایک فرض ادا کیا ہے۔ میں تمہیں مشقت اور جدو جہد کا تھوڑا سا حصہ بتاتا ہوں جو میں نے طلب علم کے دوران برداشت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تم کو یہ بھی بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح علم کی برکت اور خالص الاعتقادی کی بدولت مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے تنگ حالی اور تنگدلی دور فرما دی۔

سنو! میں ابھی اپنی جوانی کے آغاز میں ہی تھا کہ میں نے طلب علم خصوصاً طلب حدیث کیلئے اپنے وطن سے کوچ کر لیا تھا۔ ہم دین کے طالب علم اور حدیث پاک کا شوق رکھنے والے نو افراد تھے جو سفر کرتے کرتے مغرب کے

آخر تک جا پہنچے اور مصر میں داخل ہو گئے۔

ہم ایک ایسے استاد سے استفادہ کرتے تھے جو اپنے وقت کے بطور مرتبے کے سب سے بڑے عالم تھے اور حدیث کی سب سے زیادہ روایت کرنے والے تھے اور ان کی سند سب سے بلند اور ان کی روایت سب سے زیادہ صحیح تھی۔

وہ ہر روز ہمیں چند حدیثیں لکھواتے تھے حتیٰ کہ ان کے پاس پڑھتے پڑھتے کافی عرصہ گزر گیا اور ہمارے پاس جو خرچہ تھا وہ بھی کم پڑھ گیا، ہمارے پاس جو سامان تھا بامر مجبوری ہم نے وہ بھی بیچ دیا، یہاں تک کہ پھر ہم تین دِن اور تین راتیں بھوکے رہے۔ ہماری بری حالت ہوگئی۔

چوتھے دِن جب صبح اٹھے تو ہماری حالت یہ تھی کہ بھوک اور اعضاء کی کمزوری کی وجہ سے ہم میں سے کوئی بھی حرکت تک کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، حتیٰ کہ ہم اپنی عزت داؤ پر لگانے اور دستِ سوال دراز کرنے پر مجبور ہو گئے۔ حالانکہ ہمارے ضمیر اس کی اجازت نہیں دے رہے تو اور نہ ہی ہمارے دل اس بات کو اچھا محسوس کر رہے تھے اور ہم میں سے ہر ایک خودداری کی وجہ سے اسے برا جان رہا تھا، لیکن ضروریات سوال کرنے پہ مجبور کر رہی تھیں۔

ہم نے باہم مشورے سے اس پر اتفاق کیا کہ اپنے درمیان قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکل آیا وہ اپنے دیگر ساتھیوں کیلئے مانگ کر لائے گا۔

جب قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ میرے نام پر نکل آیا (یہ دیکھ کر) میں بہت حیرت زدہ ہوا، حالت یہ تھی کہ میرا ضمیر سوال کرنے اور اس ذلت کو اٹھانے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔

پس میں نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر پورے اخلاص اور اعتقاد کے ساتھ دوطویل رکعت نماز ادا کی اور رب تعالیٰ سے اس کے اسماء عظیم اور کلمات رفعیہ کے واسطہ سے دعا مانگنے لگا کہ:

اے ہمارے رب! اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرما اور غیب سے مدد فرما:

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا
ہے تجھی پہ بھروسہ تجھی سے دعا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ابھی میں نماز سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ مسجد میں ایک نوجوان داخل ہوا جو خوبصورت چہرے والا، بہترین لباس والا اور اعلیٰ قسم کی خوشبو لگائے ہوئے تھا۔ اس کے پیچھے ایک خادم تھا جس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا۔

اس نے پوچھا:

تم میں سے حسن بن سفیان کون ہے؟

میں نے سجدے سے سر اٹھا کر کہا:

میں حسن بن سفیان ہوں، آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟

اس نے کہا:

امیر ''ابن طولون'' آپ کو سلام کہہ رہا تھا اور تمہاری خبر گیری سے غفلت برتنے اور تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر معذرت کر رہا تھا۔

فی الحال اس نے تمہارے نان ونفقہ کیلئے یہ رقم بھجوائی ہے، وہ کل خود تمہاری زیارت کو حاضر ہوگا اور معذرت کرے گا۔

پھر اس نے ہم میں سے ہر ایک کے آگے سو سو دینار کی تھیلی رکھ دی۔

اس کے اس حسن سلوک سے ہمیں بہت تعجب اور حیرانگی ہوئی ہم نے اس نوجوان سے پوچھا یہ قصہ کیا ہے؟

اس نے کہا میں امیر کے خاص خادموں میں سے ہوں، آج صبح میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سلام کرنے کیلئے اس کے پاس حاضر ہوا تو وہ کہنے لگا کہ آج کا دِن میں تنہائی میں گزارنا چاہتا ہوں، تم اپنے اپنے ٹھکانے پر چلے جاؤ، پس ہم واپس آ گئے۔

میں ابھی اچھے طریقے سے بیٹھا بھی نہیں تھا کہ میرے پاس دوڑتا ہوا امیر کا ایک قاصد آیا، وہ مجھے کہنے لگا کہ امیر نے آپ کو فوراً طلب کیا ہے۔ میں اس کے پاس گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گھر میں اکیلا ہی ہے اور درد کی وجہ سے اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔

اس نے مجھ سے پوچھا:

کیا تو حسن بن سفیان اور اس کے ساتھیوں کو جانتا ہے؟

میں نے کہا ''نہیں''

اس نے کہا:

فلاں محلے کی فلاں مسجد میں ابھی جاؤ اور یہ دیناروں کی تھیلیاں ان کے سپرد کر کے آؤ۔ کیونکہ وہ تین دِن سے بھوکے ہیں اور بڑی پریشان حالی میں مبتلا ہیں، انہیں میری معذرت بھی پیش کرنا، اور انہیں بتانا کہ کل صبح میں خود آ کر ان کی زیارت بھی کروں گا اور بالمشافہ معذرت بھی کروں گا۔

میں نے اس سے اس مہربانی کا سبب پوچھا:

تو اس نے بتایا کہ:

میں اس کمرے میں داخل ہوا تا کہ تھوری دیر آرام کر لوں، جب میری

آنکھ لگی تو میں نے خواب میں ایک گھڑسوار دیکھا جو ہوا میں یوں متمکن تھا جیسے کوئی سطح زمین پر چلتا ہے اور اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا، یہ دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا، حتیٰ کہ وہ میرے اس کمرے کے دروازے پر ہی اتر آیا اور اپنے نیزے کے نیچے والا حصہ میرے پہلو پر رکھ کر کہنے لگا:

أَدْرِكِ الْحَسَنَ بْنَ سُفْيَانَ وَأَصْحَابَهُ قُمْ فَأَدْرِكْهُمْ فَإِنَّهُمْ مُنْذُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ جِيَاعٌ فِي الْمَسْجِدِ

''حسن بن سفیان اور ان کے ساتھیوں کی خبر لو، اٹھو ان کی خبر گیری کرو، کیونکہ وہ تین دِن سے مسجد میں بھوکے بیٹھے ہوئے ہیں۔''

میں نے کہا آپ کون ہیں؟

اس نے کہا:

أَنَا رِضْوَانُ خَازِنُ الْجَنَّةِ

''میں رضوان خازن جنت ہوں۔''

اس نے جب سے میرے پہلو میں اپنے نیزے کی نوک لگائی ہے، مجھے اتنا شدید درد ہو رہا ہے کہ میرے لئے حرکت کرنا ممکن نہیں رہا تو جلدی سے یہ مال ان تک پہنچا تا کہ میری یہ تکلیف ختم ہو۔

امام حسن فرماتے ہیں کہ:

یہ سن کر ہمیں بہت تعجب ہوا، پس ہم نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی ضروریات پوری کیں۔ ہمارے دلوں نے اس جگہ پر مزید ٹھہرنا پسند نہ کیا، تا کہ وہ امیر ہم سے مل نہ سکے، اور لوگ ہمارے اسرار پر آگاہ نہ ہو جائیں (کیونکہ) اس طرح لوگوں کی نظر میں ہماری قدر ومنزلت بڑھے گی اس طرح یہ

نمود و نمائش کا سلسلہ چل نکلے گا، چنانچہ اسی رات ہم مصر سے چل نکلے (اللہ کے فضل سے) ہم میں سے ہر ایک علم و فضل میں یگانۂ روزگار اور نادرِ وقت بنا۔

پس جب صبح ہوئی اور امیر ابن طولون ہماری ملاقات کیلئے مسجد میں آیا تو ہم سے اس کی ملاقات نہ ہوسکی۔ اس نے حکم دے دیا کہ یہ پورا محلہ خرید کر اس کو مسجد اور اس میں قیام کرنے والے مسافروں، اصحاب فضیلت اور دین کے طلباء کیلئے وقف کر دیا جائے اور ان کے اخراجات کا انتظام کیا جائے تاکہ ان کے معاملات میں کوئی خلل واقع نہ ہو جیسا کہ ہمیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

وَذٰلِكَ قُوَّةُ الدِّيْنِ وَصَفْوَةُ الْاِعْتِقَادِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى

''یہ سب دین کی قوت ہے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاف عقیدے کا نتیجہ ہے۔''[1]

کیوں تاجدار و خواب مین دیکھی کبھی یہ شئ
جو آج جھولیوں میں گدایان در کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

دین کے طلباء اور دین سے وابستگان کیلئے صاحب کتاب کا خوبصورت پیغام:

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) دین کے طلباء اور حدیث لکھنے والوں کیلئے مناسب یہ ہے کہ جن ائمہ کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کی زندگانیوں سے اپنے

---

[1] اس واقعہ کو امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء ۱۴/۱۶۱ میں روایت کیا ہے۔ اس میں انہوں نے امیر کا نام طولون بیان کیا ہے اور حافظ نے اسے محل نظر قرار دیا ہے اور درست بات یہی ہے کہ اس کا نام ابن طولون ہے۔

لئے تسلی کا سامان حاصل کریں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر کر کے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچنا:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر کر کے امام دارالہجرت حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچنا اور ان کے حضرت امام مالک کے ذخیرۂ علم و عرفان میں شریک ہونا، ہمارے مقصد کو سمجھنے کیلئے کافی ہے اور یہ سب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہی کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس گروہ (علماء محدثین) سے راضی ہو جنہوں نے طلب حدیث کیلئے سفر کئے، اپنے وطن چھوڑے، اور اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کی جدائی برداشت کی، اس کی خاطر مسافرت کی شفقت اٹھائی۔ اپنے ماں باپ اور اولادوں کو وحشت میں ڈالا اور گھر کی خوشحال زندگی پر جنگلوں اور بیانوں کے سفر طے کرنے کو ترجیح دی اور حوصلہ شکن فقر کو نعمت جانا اور روکھی سوکھی روٹی اور پھٹے پرانے کپڑوں پر قناعت کی، بستروں اور تکیوں کی جگہ کچی اینٹوں اور پتھروں کو اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی اطاعت کے کام پر لگا دیا جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔[1]

علماء محدثین کی عظمت وجلالت:

ہمیں شیخ امام زاہد ابوالعباس احمد بن محمد لواتی المعروف ''ابن تاقیت'' نے مجھے اپنی کتاب کے الفاظ لکھوا کر بیان کیا، انہیں شیخ زاہد ابوالحسین یحییٰ بن محمد نے

---

[1] مزید استفادے کیلئے علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمۃ اللہ کی کتاب ''صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم والتحصیل'' ملاحظہ ہوں

ان کے سامنے کئی بار پڑھ کے سنانے کے ساتھ بیان کیا۔ انہوں نے یہ حدیث شیخ زاہد ابوبکر یحییٰ بن محمد بن رزاق اور قاضی ابوالقاسم خلف بن عبدالملک اور قاضی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدالرحمٰن زہری ائمہ کے سامنے پڑھ کر سنائی، انہیں ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن عتاب نے بیان کیا انہیں ابوعمر نمری نے بیان کیا۔

(اس کی ایک یہ سند بھی ہے) ہمیں بیان کیا ابوالعباس نے انہوں نے یہ حدیث شیخ اجل ابوالحسین کو پڑھ کے سنائی، انہوں نے شیخ حسین ابومروان عبدالرحمٰن بن محمد بن مروان کو پڑھ کے سنائی، انہوں نے ابوعلی حسین بن محمد بن علی غسانی کو پڑھ کر سنائی، انہوں نے ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر نمری کو پڑھ کر سنائی، انہیں خلف بن قاسم نے بیان کیا، انہیں بکیر بن حسن رازی ابوالقاسم نے مصر میں بیان کیا، انہیں اسحاق بن ابراہیم بغدادی نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن عبدالصمد بن خداش موصلی نے بیان کیا، انہیں جراح بن ملیح نے بکر بن زرعہ خولانی سے بیان کیا، وہ ابوعینیہ خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین میں درخت پیدا فرماتا رہے گا، جنہیں وہ اپنی اطاعت کے کاموں میں لگا دے گا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ:

ان درختوں سے مراد ''محدثین'' ہیں۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ہشام بن عمار عن جراح بن ملیح سے روایت فرمایا ہے۔[1]

یہ ابوعنبہ خولانی وہ صحابی ہیں جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا، یہ فقط اپنی کنیت

---

[1] مقدمہ حدیث نمبر ۸

سے مشہور ہیں، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے دور جاہلیت میں خون کی قیمت کھائی (اور کلمہ پڑھنے کے بعد) دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ''عبداللہ ہے یہ نام مجھے حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے۔

اور ان کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ کامیاب رہے گا جو کوئی انہیں نیچا دکھانے کی کوشش کرے گا انہیں کچھ نقصان نہیں دے سکے۔ [1] ایک اور روایت میں ہے۔

یہ گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ [2]

یہ لوگ اللہ کی زمین میں اس کے اوتاد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں آپ کے خلفاء ہیں۔

جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ میرے خلفاء پر رحم فرمائے۔

ہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟

فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَرْوَوْنَ اَحَادِیْثِی وَسُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ

''وہ لوگ جو میری احادیث اور سنت روایت کرتے ہیں اور

---

[1] اسے امام ترمذی نے ''الجامع الصحیح ۴/ ۴۲۰ حدیث نمبر ۲۱۹۲ میں روایت فرمایا۔

[2] اسے خطیب بغدادی نے ''شرف اہل الحدیث'' ص ۲۵ پر روایت کیا۔

لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں۔[1]

ہمیں دو بزرگوں ابو محمد عبدالوہاب بن ظافر ثعرمی اور ابوالفضل جعفر بن ابوالحسن مقری نے خبر دی اور الفاظ انہیں کے ہیں۔ انہیں ابو طاہر احمد بن محمد حافظ نے خبر دی۔ انہیں ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار نے خبر دی۔ انہیں کہا گیا کہ تمہیں ابوالہسن علی بن احمد بن علی نے خبر دی۔ انہیں قاضی ابوعبداللہ احمد بن اسحاق نے خبر دی، انہیں قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں ابوحصین محمد بن حسین وداعی نے خبر دی، انہیں احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ نے بیانکیا، انہیں ابن ابو فدیک نے بیان کیا، انہیں ہشام بن سعید نے زید بن اسلم سے بیان کیا، وہ عطاء بن یسار سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے...... اس کے بعد یہ حدیث پاک بیان کی۔[2]

طلباء حدیث کو صحابہ کرام خوش آمدید کہتے:

حضرت ابوالسعید خدری رضی اللہ عنہ جب حدیث کے طلباء کو دیکھتے تو فرماتے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو خوش آمدید۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ:

---

[1] اسے امام طبرانی نے معجم اوسط ۶ / ۳۹۵، حدیث نمبر ۵۸۴۲ میں روایت فرمایا یہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے جس میں خلفاء نا'' کے لفظ ہیں۔

[2] اسے رامھر مزی نے ''المحدث الفاضل ص ۱۶۳ پر روایت کیا ہے اور خطیب بعدادی نے شرف اہل الحدیث ص ۳۰ پر۔

''میرے بعد عنقریب تمہارے پاس میری حدیث کے بارے تم سے درخواست کرنے کچھ لوگ آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان پر مہربانی کرنا اور انہیں احادیث بیان کرنا۔[1]

محدثین کی منظوم مدح سرائی:

ہمارے بعض علماءِ سلف جب محدثین کو دیکھتے تو کہا کرتے:

اَهْلًا وَّ سَهْلًا بِالَّذِيْنَ اُحِبُّهُمْ
وَ اَوُدُّهُمْ فِي اللهِ ذِي الْاٰلَآءِ

''خوش آمدید ان لوگوں کو جن سے میں محبت کرتا ہوں اور جملہ نعمتیں عطا کرنے والے رب کی رضا کیلئے میں ان سے پیار کرتا ہوں۔''

اَهْلًا بِقَوْمٍ صَالِحِيْنَ ذَوِي تُقًى
عِزِّ الْوُجُوْهِ وَزَيْنِ كُلِّ مَلَاءٍ

''میں نیک اور متقی لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو معزز چہروں والے اور گروہ کی زینت ہیں۔''

يَا طَالِبِي عِلْمِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
مَا اَنْتُمْ وَسِوَاكُمْ بِسِوَاءٍ

''اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے طلبگارو، تمہارے اغیار تمہارے برابر نہیں ہیں۔''

ان کے بارے کسی سیدزادے نے فرمایا تھا:

يَا سَادَةً لَهُمْ بِالْمُصْطَفٰى نَسَبٌ

---

[1] اس حدیث کو امام ترمذی نے ''......سنن'' کتاب العلم ۵ / ۳۰ پر روایت کیا۔

رِفْقًا بِقَوْمٍ لَهُمْ بِالْمُصْطَفٰی نَسَبٌ

''اے حضرات سادات کرام! تمہارے لئے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ ہے۔ سوتم ان لوگوں پر مہربانیاں فرماؤ جن کا مصطفٰی کریم ﷺ سے حسبی رشتہ ہے۔

اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمْ اَهْلُ النَّبِيِّ وَاِنْ
لَمْ يَصْحَبُوْا نَفْسَهٗ اَنْفَاسَهٗ صَحِبُوْا

''محدثین ہی نبی ﷺ والے ہیں اگرچہ انہیں آپ ﷺ کی صحبت میسر نہ آئی انہیں آپ ﷺ کی احادیث کی صحبت تو ملی ہے۔''

سب سے بلند رتبہ محدثین کا ہے:

ہارون الرشید نے یحییٰ بن اکثم سے پوچھا، سب سے بلند رتبہ کس شخص کا ہے؟

اس نے کہا:

اے امیرالمومنین! آپ کا۔

ہارون نے پوچھا، کیا تو مجھ سے بلند رتبے والے کو جانتا ہے؟ اس نے کہا:

''نہیں''

ہارون نے کہا:

لیکن میں جانتا ہوں، یہ وہ شخص ہے جو کسی محفل میں بیٹھ کر کہتا ہے۔

حَدَّثَنِيْ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ

''فلاں نے مجھے فلاں سے حدیث بیان کی اور اس نے

سرکار علیہ السلام سے روایت کی۔''

اس نے کہا:

اے امیر المومنین! ایسا شخص آپ سے افضل کیسے ہوسکتا ہے، جب کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں (یعنی ان کی اولاد سے ہیں) اور مسلمانوں کے ولی عہد ہیں؟

ہارون نے کہا:

ہاں تیرا بھلا نہ ہو یہ مجھ سے افضل ہے۔

لَاَنَّ اِسْمَہٗ مَقْرُوْنٌ بِاسْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَمُوْتُ اَبَدًا
نَحْنُ نَمُوْتُ وَنَفْنٰی وَالْعُلَمَاءُ بَاقُوْنَ مَابَقِیَ الدَّھْرُ

''اس لئے کہ اس کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ کبھی نہیں مرے گا اور ہم مر جائیں گے اور ختم ہو جائیں گے اور علماء رہتی دنیا تک باقی رہیں گے (یعنی ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا)''

جن کے قدموں کا دھون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

محدثین کو دیکھنا گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنا ہے: فرمانِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب محدثین میں سے کسی فرد کو دیکھتے تو فرماتے کہ گویا کہ مجھے کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگئی[1]۔

---

[1] بحوالہ سابق ص ۴۶ نمبر ۹۰

محدثین کی شان میں ہبۃ اللہ بن حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ:

عَلَيْكَ بِأَصْحَابِ الْحَدِيْثِ فَإِنَّهُمْ
عَلٰى مَنْهَجٍ لِلدِّيْنِ مَازَالَ مَعْلَمَا

''اے لوگو! تم پر لازم ہے کہ تم محدثین کا دامن تھام لو، کیونکہ یہ دین کے ایک ایسے رستے پر ہیں جو ہمیشہ سے جانا جاتا ہے۔''

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِي الْحَدِيْثِ وَاَهْلِهِ
اِذَا مَا دَجَى اللَّيْلُ الْبَهِيْمُ وَاَظْلَمَا

''جس وقت سیاہ رات چھا جائے اور تاریک ہو جائے تو روشنی فقط حدیث اور محدثین میں ہی ملے گی۔''

وَاَعْلٰى الْبَرَايَا مَنْ اِلَى السُّنَنِ اعْتَزٰى
وَاَغْوٰى الْبَرَايَا مَنْ اِلَى الْبِدَعِ انْتَمٰى

''مخلوق میں سب سے بلند وہ ہے جو سنتوں کی جانب منسوب ہو، اور ساری دنیا سے بڑا گمراہ وہ ہے جو بدعتوں سے وابستہ ہو۔''

وَمَنْ تَرَكَ الْآثَارَ ضُلِّلَ سَعْيُهُ
وَهَلْ يُتْرَكُ الْآثَارُ مَنْ كَانَ مُسْلِمَا

''اور جس نے سنتوں کو چھوڑ دیا اس کی سب کوشش رائگاں گئی اور جو مسلمان ہو وہ بھلا سنتوں کو چھوڑ سکتا ہے؟''

اس عنوان پر ابو طاہر سلفی کے اشعار:

ابو الفضل ہمدانی اور ابو الحسن حارثی کہتے ہیں کہ ابو طاہر سلفی نے ہمیں یہ اشعار سنائے۔

دِيْنُ الرَّسُوْلِ وَشَرْعُهُ اَخْبَارُهُ
وَاَجَلُّ عِلْمٍ يُقْتَطٰى آثَارُهُ

''رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اور آپ کی شریعت آپ کی سنتیں ہیں اور انتہائی معزز ہے وہ علم جس میں آپ کی سنتوں کی پیروی کی جاتی ہے۔''

مَنْ كَانَ مُشْتَغِلًا بِهَا وَبِنَشْرِهَا
بَيْنَ الْبَرِيَّةِ لَا عَفَتْ آثَارُهُ

''جو کوئی سنتوں کے حصول اور ان کی اشاعت میں مشغول ہوا، مخلوق میں اس کے اپنے آثار بھی انمٹ ہو گئے۔''

حدیث اور مؤرخین کی عظمت پر مشتمل ابو منصور فتح بن محمد کے اشعار:

یہ اشعار ہمیں علی بن خضر مالکی نے سنائے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو منصور فتح بن محمد نے اپنے یہ اشعار سنائے۔

حَدِيْثُ الرَّسُوْلِ اُنْسِي وَرَوْضَتِيْ
وَمَعْدِنُ لَذَّاتِي وَرَاحِي وَرَاحَتِيْ

''حدیث رسول میرا اُنس اور میرا باغ ہے اور میری لذتوں، چین اور سکون کا مرکز ہے۔''

وَحِصْنِي الَّذِيْ آوِي اِلَيْهِ وَجُنَّتِيْ
وَحِرْزِيْ مِنْ كُلِّ الْخُطُوْبِ وَعُدَّتِي

''یہ میرا وہ قلعہ، ڈھال اور ہتھیار ہے جس کی تمام مصیبتوں کے وقت میں پناہ لیتا ہوں۔''

وَعَوْنِيْ عَلٰى مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَارْتَضٰى
ضَلَالَاتِ اَهْوَاءٍ لَهَا الْخَلْقُ زَلَّتِ

''اور یہ میری مدد گار ہے ہر اس کے مقابلے میں جو حق کی مخالفت کرے۔اور اپنی نفسانی خواہشات کو پسند کرے جن کے سبب مخلوق گمراہ ہو۔''

تَمَسُّكِیْ بِالْكِتَابِ وَبَآيَاتِهِ
وَعِصْمَتِیْ فِیْ كُلِّ حَالٍ وَمُعْتَمَدِیْ

''میرا تمسک ان سے ہے اور قرآنی آیات سے ہر حال میں میرا یہ اعتماد ہیں اور مجھے بچانے والی ہیں۔

اس حوالے سے ابوالحسن علی بن مفضل مقدسی کے اشعار:

یہ اشعار ہمیں حافظ ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری نے سنائے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حافظ ابوالحسن علی بن مفضل مقدسی نے اپنے یہ اشعار سنائے:

لِكُلِّ امْرِئٍ كَافِيْهِ رَاحَةُ قَلْبِهِ
فَيَأْنُسُ اِنْسَانٌ لِصُحْبَةِ اِنْسَانِ

''ہر انسان کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جس میں اس کے دل کی راحت ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے ہر انسان اپنے محبوب انسان کی صحبت سے سکون حاصل کرتا ہے۔''

وَمَا رَاحَتِیْ اِلَّا حَدِيْثُ مُحَمَّدٍ
وَاَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِيْنَ بِاِحْسَانِ

''اور میرا سکون فقط نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے صحابہ اور ان کے نقش قدم پر احسان کے ساتھ چلنے والوں کی حدیث ہے۔''

اس بارے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے خوبصورت اشعار:

(مصنف فرماتے ہیں) اور دمیاط کی سرحد پر حافظ منذری کے تقاضے پر

میں نے درج ذیل اشعار کہے تھے:

جَلِیْسِی وَمَحْبُوْبِیْ حَدِیْثُ مُحَمَّدٍ
وَکُلُّ اِمْرَءٍ یَصْبُوْ اِلٰی مَن یُجَالِسُ

''میرا ہم نشین اور محبوب محمد عربی ﷺ کی حدیث پاک ہے اور ہر آدمی اپنے ہم نشین سے ہی محبت کرتا ہے۔''

وَصَحْبُ النَّبِیِّ اَکْرِمْ بِهٖ وَبِحِزْبِهٖ
عَلٰی مِثْلِ ذَا اَعْنِی اللَّبِیْبِ یُنَافِسُ

''نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کا گروہ کتنا معزز ہے۔ عقلمند آدمی ہی ایسی ہستیوں سے رغبت رکھتا ہے۔''

مُحَمَّدٌ وَاظَبَ دَرْسَ فِقْهٍ وَسُنَّةٍ
فَکُلُّ عِلْمٍ بَعْدَ هٰذَا وَسَاوِسُ

''نبی کریم ﷺ ہمیشہ فقہ اور سنت کا درس دیتے رہے، اس کے بعد سب علوم وسوسے ہیں۔''

محدثین کا گروہ نجات یافتہ ہے:

ہمیں خبر دی شیخ معمر ابوالحسن علی بن ابوعبداللہ نے، انہیں شیخ حافظ معمر بن عبدالواحد اصبہانی نے بیان کیا، انہیں ابوالمحاسن نے خبر دی، انہیں اجازۃً ابومحمد خبازی نے خبر دی، اور انہیں سے سن کر احمد زاہد نے ہمیں خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں عبداللہ بن حسین جوہری نے بیان کیا، انہیں محمد بن عبداللہ بن عبیداللہ بن بن بشر فسوی نے بیان کیا۔

وہ فرماتے ہیں کہ فسا میں ہماری مسجد میں خواب میں مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے دیکھا کہ آپ محراب میں تشریف فرما ہیں

اور آپ کے ہاتھ میں دوات ہے۔ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَنِ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَّةُ مِنَ الثَّلَاثِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً مِنْ أُمَّتِكَ

''یا رسول اللہ! آپ کی امت کے تہتر گروہوں سے نجات یافتہ گروہ کون سا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

اَنْتُمْ يَا اَصْحَابَ الْحَدِيْثِ

''اے محدثین وہ تم ہو۔''

اگر محدثین نہ ہوتے تو ہم اسلام کو نہ پڑھ سکتے:

اسی سند کے ساتھ ہمیں بیان کیا احمد زاہد نے انہیں ابو الحسین عبدالکریم بن احمد خولانی نے مصر میں بیان کیا، انہیں ابوبکر محمد بن احمد فقیہ نے بیان کیا، انہیں محمد بن عمر نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو داؤد طیالسی کو فرماتے ہوئے سنا:

لَوْلَا هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَا نَدْرُسُ الْاِسْلَامَ

''اگر یہ گروہ نہ ہوتا تو ہم اسلام کو نہ پڑھ سکتے۔''

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)

يَعْنِي اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ الَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْاٰثَارَ

''ان کی مراد اس سے وہ محدثین ہیں جو احادیث لکھنے والے ہیں۔''

قابل ذکر لوگ تو بس محدثین ہیں:

اسی سند کے ساتھ ہمیں احمد زاہد نے خبر دی، انہوں نے ابو یعلیٰ عبدالواحد

بن قسیم زاہد سے موصل میں سنا، انہوں نے عبید اللہ بن محمد بن وہب کو فرماتے ہوئے سنا، وہ اپنے باپ سے، وہ ابوبکر مرادی سے اور وہ حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَا النَّاسُ اِلَّا اَهْلُ الْحَدِيْثِ فَاِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ قَدْ كَتَبَ الْحَدِيْثَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَاتَّهِمْهُ

''قابل ذکر لوگ تو بس محدثین ہیں، پس جب تو دیکھے کہ کوئی شخص (پہلے) احادیث لکھا کرتا تھا پھر اس نے لکھنا ترک کر دیا تو اسے متہم ٹھہرا (یعنی اسے درست نہ سمجھنا)''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عظیم محدث حضرت یحییٰ بن معین پر طعن کرنے والے شخص سے اظہار ناراضگی فرمایا:

ہمیں ابو یوسف بن محمود صوفی نے خبر دی، انہیں احمد بن محمد صوفی نے خبر دی، انہیں احمد بن محمد حافظ نے خبر دی، انہیں ابو طاہر محمد بن احمد بن ابو صقر لخمی نے خبر دی، انہیں ابو الحسن محمد بن مفلس نے خبر دی، انہیں حسن بن رشیق نے خبر دی، انہیں ابوعبداللہ محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ہامان نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن احمد بن زہیر بن حرب کو بیان کرتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب سے سنا کہ:

یہاں پر ہمارا ایک ہمسایہ تھا، جس کی کنیت تھی ابونصر زاہد تھی، وہ صاحب فضیلت اور عبادت گزار آدمی تھا۔ ہر طرف سے لوگ اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ جس مسجد میں وہ تھا اسی مسجد میں حضرت یحییٰ بن معین نماز پڑھا کرتے تھے۔ یحییٰ بن معین جب نماز پڑھ لیتے تو آپ کے ارد گرد محدثین اور دیگر لوگ بیٹھ جاتے اور آپ سے رجالِ حدیث کے بارے سوالات کرتے۔

تو آپ فرماتے:

فلاں کذاب ہے اور فلاں کی حدیثیں نہ لکھی جائیں اور فلاں ان شیطانوں میں سے ہے جن کے بارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں شیطان سمندر سے نکلیں گے اور لوگوں کو حدیثیں بیان کریں گے۔[1]

آپ کی یہ گفتگو ابو نصر بھی سنا کرتا اس وجہ سے وہ حضرت یحییٰ بن معین پر طعن کیا کرتے اور ان کے خلاف بدعائیں کیا کرتے، اور لوگوں کو کہتے کہ:

اے لوگو! یہ وہ لوگ ہیں جن کے نام سے ہم بارشیں طلب کرتے ہیں اور یحییٰ بن معین اور یہ لوگ ان پر طعن کرتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں:

ابو نصر یحییٰ بن معین پر بہت زبان درازی کرتے اور طعن وتشنیع سے کام لیتے۔

ابو نصر کا معمول تھا کہ وہ باب خراسان کی طرف سے نکل کر جنگل میں چلے جاتے اور وہاں پر جا کر عبادت کیا کرتے۔ ایک دِن یحییٰ بن معین بھی اسی جنگل کی طرف نکل گئے اور آپ کے ساتھ محدثین کی ایک جماعت تھی، ان کے پاس کوئی کھانے کی چیز تھی جو انہوں نے وہاں بیٹھ کر کھائی۔ وہ ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک آدمی اپنے سر پہ تربوز اٹھائے ہوئے گزرنے لگا، ان میں سے کسی نے اس سے پوچھا کتنے کا دو گے؟

اس نے بتایا اتنے کا دوں گا۔

اس نے اس سے تربوز خریدا اور سب نے مل کر کھایا پھر کھیلنا شروع ہو گئے اور حضرت یحییٰ بن معین بیٹھے خوش ہو رہے تھے۔

---

[1] اسے امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ ٦ / ٥٥٠ میں روایات فرمایا۔

ابو نصر نے انہیں کھیلتے ہوئے دیکھ لیا تھا لیکن انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔

اس نے لوگوں کو کہا:

ان (یحییٰ بن معین وغیرہ) کے کام اپنے قابل اعتراض ہیں اور طعن یہ نیک اور اہل خیر لوگوں پر کرتے ہیں۔

ابو نصر نے جب اپنے اصحاب کی مجلس میں حضرت یحییٰ بن معین اور ان کے ساتھیوں کے اس فعل کا ذکر کیا اور یہ بات حضرت یحییٰ بن معین تک پہنچی تو آپ غمناک ہو گئے۔

پھر ایک بار ابو نصر میرے دادا ابوخثیمہ کے پاس آئے میرے دادا نے اسے خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے، دادا جی نے پھر پوچھا:

ابو نصر کیسے آنا ہوا؟

انہوں نے کہا مجھے آپ سے ایک کام تھا۔ آپ میرے ساتھ چلیں پھر یہ دونوں خلف بن ہشام بزار کے پاس گئے، انہوں نے ان کو مرحبا کہا ابو نصر نے انہیں بھی کہا کہ کوئی کام ہے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔

ابو نصر ان دونوں کو لے کر حضرت یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے ابو نصر نے ان دونوں کو کہا کہ تم دونوں یحییٰ بن معین کے دوستوں میں سے ہو ان سے درخواست کرو کہ جو میں انہیں تکلیف دیا کرتا تھا مجھے معاف کر دیں۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا میں نے وہ آپ کی ہر بات معاف کی۔

(بعدازاں) ابو نصر کہنے لگا، اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے شب گزشتہ کیا دیکھا ہے۔

میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں تشریف فرما ہیں، میں داخل ہوا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ محراب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں۔ میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اکیلے ہی تشریف فرما ہیں اور آپ یعنی یحییٰ بن معین اپنے ہاتھ میں پنکھا لے کر ہوا دے رہے ہو، جب آپ نے مجھے دیکھا تو میری طرف نگاہ کرتے ہوئے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شخص مجھے اذیت دیتا ہے۔

آپ نے میری طرف دیکھا اور اظہار ناراضگی فرمایا اور مجھے فرمایا:

مَالَكَ وَلِيَحْيٰى ؟ اِيَّاكَ وَيَحْيٰى

''تم یحییٰ کو کیوں پریشان کرتا ہے؟ تم یحییٰ سے دور رہو۔''

پس میں گھبرا کر بیدار ہو گیا، میں نے کسی خواب کی تعبیر بتانے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا:

تیرا بھلا نہ ہو! جس آدمی کے بارے تو نے خواب دیکھا ہے وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتا ہے۔

ایک محدث نے کتاب ''مصنف'' نہ سنانے پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں امام عبدالرزاق کی شکایت کر دی:

اکابر محدثین میں سے ایک محدث نے صنعاء کا سفر کیا تا کہ وہ امام عبدالرزاق سے ان کی کتاب (مصنف) کی سماعت کر سکیں لیکن وہ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے۔

(وہ محدث فرماتے ہیں) میں نے اپنے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے آپ کی جناب میں عرض کیا:

یا رسول اللہ! میں ایک عرصے سے عبدالرزاق کے در پر بیٹھا ہوا ہوں،

لیکن یہ مجھے اپنی کتاب کی روایت نہیں کر رہے آپ نے فرمایا:

تم میرے شہر مدینہ جاؤ اور قعنبی سے مؤطا کتاب کی سماعت کرو، اور ملک شام جاؤ اور وہاں سے سفیان ثوری کی کتاب محمد بن یوسف فریابی سے سماعت کرلو پھر بصرہ جا کر ابن نعمان عازم سے حماد بن زید کی کتاب کی سماعت کرلو۔

فرماتے:

صبح صبح میں امام عبدالرزاق کو ملا اور انکو یہ خواب سنایا تو انہوں نے فرمایا:

آپ نے نبی کریم ﷺ کے حضور میری شکائت کر دی؟

آپ صبر وتحمل کے ساتھ میرے پاس روکیں تا کہ میں آپ کو اپنی کتاب پڑھ کے سنا دوں۔

ان محدث صاحب نے کہا:

اللہ کی قسم! اب تو میں ایک دِن بھی نہیں رُکوں گا، میں تو نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

(مصنف مصباح الظلام فرماتے ہیں)

احادیث نبویہ کی روایت کرنے والوں کی فضیلت کے حوالے سے خلاصۃً یہ کچھ روایات بیان کی ہیں تا کہ قدیم و جدید محدثین کے طرق پر حدیث شریف کے طلباء کو رغبت دلائی جا سکے۔ اگرچہ حدیث شریف روایت کرنے اور بیان کرنے والوں میں میرا سرمایہ بہت معمولی سا ہے۔

اس گروہ (محدثین) کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ قیامت کے دِن یہ سب لوگوں سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہوں گے۔

قیامت کے دِن محدثین سب لوگوں سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی قربت میں ہوں گے:

ہمیں امام حافظ ابو الحسین یحییٰ بن علی مصری نے خبر دی، انہیں دو شیوخ بھائیوں امین ابو البرکات حسن شافعی اور فقیہ ابو منصور عبدالرحمٰن شافعی بن محمد بن حسن بن ہبۃ نے یہ حدیث انہیں پڑھ کر سنائی۔ اور ان دونوں کو خبر دی ابو عبدالرحمٰن بن ابو الحسن بن محمد دارانی نے اس انداز سے کہ ۵۵۶ھ میں ان کے سامنے پڑھی گئی اور یہ دونوں بھائی سن رہے تھے۔ انہیں ابو الفرج سہل بن بشر بن احمد اسفراینی نے خبر دی، انہیں ابوالحسن محمد بن حسین نیشا پوری نے مصر میں پڑھ کر سنائی تو میں سن رہا تھا۔ انہیں قاضی ابو طاہر محمد بن احمد بن عبداللہ ذہلی نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن ہارون نے بیان کیا، انہیں ابو کریب نے بیان کیا، انہیں خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن یعقوب زمعی نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن کیسان نے خبر دی، وہ عبداللہ بن شداد بن ہاد سے وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قیامت والے دِن سب لوگوں میں میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔

حافظ ابو الحسین فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو الہیثم خالد بن مخلد قطوانی کوفی نے موسیٰ بن یعقوب زمعی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

لیکن محمد بن خالد بن عثمہ بصری نے یحییٰ بن علی مصری کی مخالفت کی ہے کیونکہ انہوں نے اس حدیث کو موسیٰ بن یعقوب سے وہ عبداللہ بن کیسان سے وہ عبداللہ بن شداد سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تو اس طرح محمد بن خالد نے اپنی سند سے ''شداد بن ہاد'' کو ساقط کر دیا ہے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے بروایت ابو محمد موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن

وہب بن زمعہ زمعی اسدی مدنی، وہ ابو عمر عبداللہ بن کیسان قریشی مکی سے روایت کرتے ہیں۔

اس کو امام ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی ''جامع میں لکھتے ہیں'' میں ابوبکر محمد بن بشار بندار سے روایت کیا، وہ محمد بن خالد بن عثمہ بصری سے اور وہ موسیٰ بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اس حدیث پاک میں محدثین کے لئے خوبصورت بشارت اور فضیلت ظاہرہ ہے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ جب بھی حدیث پاک پڑتے ہیں یا لکھتے ہیں اور جب بھی آپ کا نام اقدس کا ذکر آتا ہے تو یہ قولاً فعلاً نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو اس طرح وہ سب لوگوں سے زیادہ آپ پہ درود شریف پڑھنے والے ہوئے اور یہ عمل خیر اس گروہ کے علاوہ کسی اور طبقہ علم کے لئے نہیں جانا گیا۔

یہ حافظ ابوالحسین کے الفاظ ہیں اور حافظ ابونعیم نے اسے معناً ذکر کیا ہے۔

شافعی، مالک، احمد، امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
کاملان طریقت پہ کامل درود
حاملان شریعت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک انتہائی اہم نوٹ از مترجم کہ ''اہلحدیث'' کوئی مسلک نہیں بلکہ یہ ایک علمی منصب ہے:

اس سارے باب کو بغور پڑھا جائے تو ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ ''اہل

حدیث'' کوئی مسلک نہیں بلکہ ایک علمی منصب ہے۔ جو فقط ان لوگوں کیلئے استعمال ہوتا جن کی زندگانیاں حدیث پڑھتے، پڑھاتے، لکھتے لکھاتے گزر جاتی ہیں جنہیں ''محدثین'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مگر اسے شومئ قسمت کہیں یا کیا؟ کہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت انگریز نے امت مسلمہ میں انتشار و افتراق کی آگ بڑھکانے کے لئے پاک و ہند میں اولاً غیر مقلد اک ''وہابی'' فرقہ پیدا کیا پھر جب لوگ ان کے نظریات سے واقف ہوئے اور ان پر طعن و تشنیع کرنے لگے اور برملا نفرت کا اظہار کرنے لگے تو اس فرقہ کے حامل لوگوں نے انگریز حکومت سے درخواست کر کے اپنے لئے ''اہل حدیث'' کا لفظ لے لیا (ملاحظہ ہو چھٹی گورنر بنام گورنمنٹ پنجاب مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۹ کوڈ نمبر ۱۷۵۸، بحوالہ رسائل ثنائیہ ص ۱۰۲ مکتبہ ربانیہ)

پھر اس مقدس اصطلاح اور خوبصورت لفظ کے ساتھ ایسی زیادتی و ظلم ہونے لگا کہ اس فرقے کا ہر فرد اپنے لئے استعمال کرنے لگا، اب حال یہ ہے کہ ان کے ہر ریڑی بان اور ایرے غیرے، نتھو خیر سمیت سبھی اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ اور طرف تماشہ یہ ہے کہ وہ عوام الناس کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کیلئے کتب حدیث و سیرت وغیرہ سے یہ لفظ دکھا کر بتاتے ہیں دیکھیں جی اہلحدیث کی یہ شان۔ وہ شان ہے...... ہمارا نام تو کتب حدیث وغیرہ میں بھی آیا...... وغیرہ...... وغیرہ۔

حالانکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ جہاں پر بھی ''اہل حدیث'' یا ''اصحاب الحدیث'' کی اصطلاح استعمال ہو اس سے فقط گروہ محدثین و ائمہ دین مراد ہوتے ہیں نہ کہ ہر کس و ناقص۔

جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے ہیں ''قال اہل الحدیث'' ''وقال

''اصحاب الحدیث'' یعنی محدثین فرماتے ہیں۔ یونہی باب مذکور میں امام احمد بن حنبل کا فرمان! ''ہم اصحاب الحدیث'' یعنی وہ محدثین ہیں۔

بلکہ ''اللھم ارحم خلفائی'' حدیث کی شرح بذات خود زبان نبوت سے گزری جس میں یہ صراحت ہے کہ:

الذین یروون احادیثی و سنتی و یعلمونہا الناس

یعنی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو میری احادیث اور سنتیں روایت کرتے ہیں اور لوگوں کو سکھاتے ہیں۔

بلکہ ہمارے دور کے غیر مقلدین نے اس پر بھی بڑی شدو مد کی ہے کہ تہتر فرقوں میں سے نجات یافتہ فرقہ ہم ہیں، کیونکہ اس کی نبی ﷺ نے خود وضاحت کی ہے کہ:

''انتم اصحاب الحدیث''

اے اہلحدیث وہ جنتی گروہ تم ہو (جیسا کہ یہ حدیث پاک یہاں پر بھی گزری)

اس طرح کے دیگر بھی بہت سے اقوال ہیں۔

تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ وہ نجات یافتہ جماعت فقط وہی ہے جیسے مسلک حق ''اہلسنت و جماعت'' کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ امام غزالی نقل فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے بہتر گروہ ہوئے اور میری امت کے تہتر (۷۳) گروہ ہوں گے جن مین سے ایک جنتی ہوگا، صحابہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا گروہ ہوگا؟

آپ نے فرمایا:

اَھْلُ السَّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ

''اہل سنت و جماعت۔''

(احیاء العلوم ج ۳،ص ۳۰۸، مکتبہ رشیدیہ)

ائمہ حدیث و طبقہ محدثین کیلئے چونکہ ایک خاص شرافت اور فضیلت ہے اس لئے کبھی تخصیص کے ساتھ ان کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اہل الفقہ یعنی فقہاء، اہل التفسیر یعنی مفسرین اہلسنت کے طبقات علم ہیں، بالکل اسی طرح اہل الحدیث یعنی محدثین بھی اہلسنّت کے ایک علمی طبقے کا نام ہے۔

مستقل طور پر یہ کوئی الگ مسلک نہیں ہے۔

اس پر دلیل ملاحظہ ہو:

زندوں کی طرف سے کسی نیکی کی سعی کرنے سے مُردوں کو کچھ نفع ہوتا ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں غیر مقلدین کے مسلم امام ابن قیم کہتے ہیں:

دو امروں کی وجہ سے زندہ لوگوں کی کوشش سے انہیں نفع پہنچتا ہے۔

مُجْمَعٌ عَلَیْہِمَا بَیْنَ اَھْلِ السُّنَّۃِ مِنَ الْفُقَھَاءِ وَاَھْلِ الْحَدِیْثِ وَالتَّفْسِیْرِ

''اور ان دونوں باتوں پر اہلسنّت کے فقہاء، محدثین اور مفسرین کا اتفاق ہے۔''

(کتاب الروح ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الغد الجدید)

مقام غور ہے کہ ابن قیم نے عنوان ''اہلسنّت'' کے بعد ''من'' بیانیہ لا کر اور ''الفقہاء'' اور ''اہل الحدیث'' کے مابین

واوحرف عطف استعمال کر کے واشگاف انداز میں وضاحت کر
دی کہ ''اہل حدیث'' مستقل طور پر کوئی مسلک نہیں بلکہ فقہاء و
مفسرین کی طرح یہ ایک علمی طبقے یعنی محدثین کا نام ہے۔''

مترجم فیضی کی ایک کتاب ہے ''حقانیت اہلسنّت'' جس میں کثیر براہین و دلائل سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نجات یافتہ اور جنتی جماعت فقط اہل سنت کی ہے مزید برآں اغیار کی طرف سے اٹھنے والے اشکالات و سوالات کے دندان شکن جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

قارئین کرام! دعا فرمائیں کہ وہ کتاب چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہو۔

باب نمبر ۲۴:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کی فضیلت

ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام
الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا:

صحیح مسلم میں موجود ہے اور امام مسلم اس کو روایت کرنے میں منفرد ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔[1]

جس کسی نے اذان سن کر اس کا جواب دیا اور مجھ پر درود پڑھا اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

جب تم موذن کو سنو تو تم بھی اس کی مثل کہو (یعنی اذان کا جواب دو) پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو اور یہ (وسیلہ) جنت میں ایک مقام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے فقط ایک بندے کے لئے ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ تو جس نے میرے لئے ''وسیلہ'' کا سوال کیا اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث اور یہ بھی امام مسلم نے اپنی صحیح[2]

---

[1] باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱/۳۰۶، حدیث نمبر ۷۰

[2] باب استحباب القول مثل قول المؤذن ۱/۲۸۸، حدیث نمبر ۳۸۴،

میں اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن[1] میں روایت کی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمارے درود پڑھنے کا مطلب:

ہمارے شیخ ابومحمد عبدالعزیز بن عبدالسلام فرماتے ہیں:

ہماری جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم آپ کیلئے سفارش کرتے ہیں کیونکہ ہمارے جیسا شخص آپ جیسی عظیم المرتبت ہستی کی سفارش نہیں کرسکتا لیکن رب تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ جس ذات نے ہم پر بے شمار احسانات کئے ہم بھی (اپنے تائیں) انہیں اچھا بدلہ دینے کی کوشش کریں، لیکن جب ہم آپ کے احسانات کا بدلہ دینے سے عاجز ہوئے تو ہم نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے تاکہ آپ پر نازل ہونے والی رحمتیں ان احسانات اور مہربانیوں کا بدلہ بن جائیں جو آپ نے ہم پر کیں، کیونکہ جو احسان آپ نے ہم پر فرمائے ہیں ان سے بڑے احسان تو (اللہ کے سوا) کسی کے نہیں ہو سکتے۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک بار درود پاک پڑھنے والے پر بیس (۲۰) انعامات:

امام نسائی اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر

[1] کتاب الصلوٰۃ ''باب مایقول اذا سمع المؤذن ۱ / ۴۰۰، حدیث نمبر ۵۲۴

اپنی دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف فرما دے گا۔[1]

اسی مضمون کی ایک اور حدیث مبارکہ:

امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ کی یہ حدیث مبارکہ بھی نقل کی جو حضرت عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دِن نبی کریم ﷺ تشریف لائے درانحالیکہ آپ کے رخ زیبا پر خوشی نمایاں دیکھی جا رہی تھی، آپ سے عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم آپ کے چہرہ انور پر ایسی خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں کہ جو اس سے پہلے ہم نے نہیں دیکھے۔

فرمایا

''ہاں'' میرے پاس ایک فرشتہ آیا تھا، اس نے کہا:

اے محمد ﷺ! کیا آپ اس بات سے راضی نہیں ہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے تو میں اس پر دس بار رحمت نازل فرماؤں، آپ کا کوئی امتی آپ کی بارگاہ میں ایک بار سلام عرض کرے تو میں اس پر دس بار سلامتی نازل فرماؤں؟

تو میں نے کہا:

کیوں نہیں۔[2]

پس اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہمارے آقا محمد ﷺ کو ایسی جزاء عطا فرمائے جس کے وہ اہل ہیں، کیونکہ آپ رب تعالیٰ کے ذکر کا سبب ہیں اور آپ پر درود وسلام پڑھنا ہم پر اللہ عزوجل کے ہم پر سلامتی، اس کی رحمت اور احسان کا

---

[1] سنن کبریٰ ۱/ ۳۸۵، حدیث نمبر ۱۲۲۰

[2] بحوالہ سابق ۱/ ۳۸۵، حدیث نمبر ۱۲۰۵

سبب ہے۔

آپ پر درود و سلام پڑھنے کی فضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرمایا کرتے:

ٹھنڈا پانی آگ کو ویسے نہیں بجھاتا جیسے نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا گناہوں کو مٹاتا ہے اور آپ پر سلام پڑھنا غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے۔[1]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا، قیامت کو آپ کی نظر کرم اور قیامت کی ہولناکیوں سے خلاصی پانے کا سبب ہے:

اور بعض روایات میں ہے کہ:

(آپ نے فرمایا) قیامت کے روز ہمارے پاس بہت سارے لوگ ایسے آئیں گے کہ جن کو ہم ان کے کثرت درود سے پہنچانیں گے۔[2]

ایک دوسری روایت میں ہے:

قیامت کے روز اس کی ہولناکیوں اور اس کے مقامات سے تم میں سے زیادہ نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا۔[3]

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

---

[1] اسے امام اصبہانی نے ترغیب وترہیب ۲/۶۸۸ حدیث نمبر ۱۶۵۶ میں اور خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' ۷/۱۱۶۱ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے لیکن اس میں یہ لفظ زائد ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دلوں کے خونوں سے افضل ہے یا یہ فرمایا کہ! اللہ کے رستے میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

[2] اسے حضرت قاضی عیاض نے شفا ۲/۶۷ میں ذکر فرمایا۔

[3] الفردوس لدیلمی ۵/۲۷۷ ترغیب وترہیب للاصفہانی ۲/۶۸۹، حدیث نمبر ۱۴۶۰

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں ''رضا''
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

درود وسلام کی فضیلت پر حضرت ابو سعد محمد بن ہیثم سلمی رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار قصیدہ:

ہمیں امام حافظ ابو الحسین یحییٰ بن علی مصری نے ابو سعد محمد بن ہیثم سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشعار سنائے جو انہوں نے اپنی کتاب ''وسیلۃ الراغبین وتحفۃ الطالبین فی الاحادیث الاربعین الواردۃ فی الصلوٰۃ علی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' میں نقل فرمائے ہیں:

اَمَّا الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ فَیَسِیْرَۃٌ
مَرْضِیَّۃٌ تُمْحٰی بِھَا الْاٰثَامُ

''نبی پر درود پڑھنا بہت آسان اور پسندیدہ ہے اور اس کی وجہ سے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

وَبِھَا یَنَالُ الْمَرْءُ عِزَّ شَفَاعَۃٍ
یُبْنٰی بِھَا الْاِعْزَازُ وَالْاِکْرَامُ

''اور اسی کے سبب انسان شفاعت کی عزت حاصل کر لیتا ہے اور اس کے سبب انسان عزت اور اکرام کا حقدار بن جاتا ہے۔''

کُنْ لِلصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ مُلَازِمًا
فَصَلَاتُہٗ لَنَا جُنَّۃٌ وَسَلَامُ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہمیشہ درود پاک پڑھا کرو کیونکہ آپ پر

درود پاک پڑھنا ہمارے لئے (دنیا وعقبیٰ کے مصائب کیلئے)
ڈھال اور سلامتی ہے۔''

ابوحفص عمر بن عبداللہ بن بزان کے اشعار:

یونہی حافظ ابوالحسین نے بھی ہمیں یہ اشعار سنائے، وہ کہتے ہیں کہ انہیں
ابوحفص عمر بن عبداللہ بن بزان نے مکہ پاک میں اپنے یہ اشعار سنائے:

اَیَا مَنْ اَتٰی ذَنْبًا وَقَارَفَ زِلَّۃً
وَمَنْ یَرْتَجِیْ مِنْ رَبِّہِ الْفَضْلَ وَالْقُرْبَا

''اے وہ شخص جو گناہ اور لغزش کا ارتکاب کر بیٹھا اور اے وہ
شخص جو رب تعالیٰ سے اس کے فضل اور قربت کی امید رکھتا
ہے۔''

تَعَاھَدْ صَلٰوۃَ اللہِ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ
عَلٰی خَیْرِ مَبْعُوْثٍ وَاَکْرَمِ مَنْ نُبَّا

''تو رب کی بارگاہ میں دعا کر کہ وہ اکرم الانبیاء وافضل الرسل
پر ہر گھڑی رحمت نازل فرمائے۔''

فَیَکْفِیْکَ ھَمًّا اَیَّ ھَمٍّ تَخَافُہٗ
فَیَکْفِیْکَ ذَنْبًا جِئْتَ اَعْظِمْ بِہٖ ذَنْبًا

''تو جس قسم کے بھی غم میں مبتلا ہو (اس سے نجات کیلئے)
درود کافی ہوگا اور تو جتنے بھی بڑے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا ہو
(اس کی مغفرت کے لئے) درود پڑھنا کافی ہوگا۔''

وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ یَفْعَلْ فَاِنَّ دُعَاءَہٗ
یَجِدْ قَبْلَ اَنْ یَرْقٰی اِلٰی رَبِّہٖ حُجُبًا

''اور جو کوئی آپ پر درود پاک نہیں پڑھتا اس کی دعا رب تعالیٰ

تک پہنچنے سے پہلے ہی پردہ حائل ہو جاتا ہے (یعنی قبول نہیں ہوتی)

حافظ ابوالحسین کے اشعار:

حافظ ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہمیں اپنے درج ذیل اشعار سنائے:

اَلَا اَیُّھَا الرَّاجِ الْمَثُوْبَةَ وَالْاَجْرَ
وَتَكْفِيْرَ ذَنْبٍ سَالِفٍ اَنْقَضَ الظَّھْرَ

''اے اجر و ثواب کی امید رکھنے والے اور کمر توڑ کر گزرے گناہ کی مغفرت کے طلبگار۔''

عَلَیْكَ بِاِكْثَارِ الصَّلٰوةِ مَوَاظَبًا
عَلٰى اَحْمَدَ الْھَادِیْ تَعَادِی شَفِیْعِ الْوَرَا طُرًّا

''تجھ پر لازم ہے کہ احمد مجتبیٰ سراپائے ہدایت مخلوق کے شفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ کثرت سے درود بھیجا کر''

وَاَفْضَلِ خَلْقِ اللهِ مِنْ نَسْلِ آدَمِ
وَاَزْكَاھُمْ فَرْعًا وَاَشْرَفِھِمْ نَجْرًا

''جو نسل آدم میں تمام مخلوق سے افضل ہیں اور اپنی فرع (اولاد) کے اعتبار سے پاکیزہ ترین ہیں اور اپنی اصل (ابا و اجداد) کے اعتبار سے سب سے معزز ہیں۔''

فَقَدْ صَحَّ اَنَّ اللهَ جَلَّ جَلَالُهٗ
يُصَلِّ عَلٰى مَنْ قَالَھَا مَرَّةً عَشْرًا

''اور یہ بات حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص آپ پر ایک بار درود پڑھتا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔''

فَصَلَّى عَلَیْهِ اللهُ مَا جَنَّتِ الدُّجٰى

وَاطَّلَعَتِ الْاَفْلَاكُ فِيْ اُفُقِهَا فَجْرًا

''اور جب تک اندھیرے مخلوق پر چھائے رہیں گے اور افلاک
اپنے افق پر فجر طلوع کرتے رہیں گے اللہ عزوجل آپ پر درود
پاک بھیجتا رہے گا۔''

اور بندہ فقیر محمد بن یوسف قرشی سکری نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کے فضائل سنے تو فی البدیع یہ شعر کہا:

صَلَاةُ الْمُصَلِّيْ نَفْعُهَا عَائِدٌ لَهٗ
وَيَكْفِيْهِ اَنْ يُجْزٰى بِوَاحِدٍ عَشْرًا

''درود پڑھنے والے کے درود پڑھنے کا اسی کو فائدہ ہے اور
اسے یہ بات کافی ہے کہ اس کے ایک بار درود پڑھنے کی وجہ
سے اس پر دس بار رحمت نازل فرمائی جاتی ہے۔''

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۲۵:

ان حضرات کا تذکرہ جن کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت درود کی وجہ سے گناہ معاف کئے گئے

فرحت جان مومن پہ بے حد درود
غیظ قلب ضلالت پہ لاکھوں سلام
رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

درود پاک کی برکت سے بعد الوصال حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر نواشات:

علماء کرام کی ایک کثیر تعداد ہے جن کو خواب میں بہترین حالت میں دیکھا گیا ان سے (اس کا سبب) پوچھا گیا؟

توانہوں نے فرمایا یہ اس درود پاک کی کثرت کی برکت ہے جو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا کرتے تھے۔

ان میں سے حضرت امام ابوعبداللہ شافعی رضی اللہ عنہ بھی ہیں، آپ سے یہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھا گیا تو آپ سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا معاملہ فرمایا؟

آپ نے فرمایا:

رب تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور میری مغفرت فرمادی ہے اور مجھ کو جنت کے دروازے تک دلہن کی طرح سجا کر لایا گیا اور مجھ پر پھول یوں نچھاور کئے گئے جیسے دلہن پر کئے جاتے ہیں (خواب دیکھنے والا کہتا ہے) میں نے آپ سے پوچھا:

آپ کو یہ مقام کیسے ملا؟

توکسی کہنے والے نے کہا کہ انہوں نے جو اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں درود پاک لکھا تھا اس کی بدولت (وہ یہ درود پاک ہے):

وَصَلَّى اللّٰهُ وَعَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَمَا غَفَلَ عَنْهُ الْغَافِلُوْنَ

''خواب دیکھنے والے کا بیان ہے کہ صبح اٹھ کر جب میں نے

''الرسالہ'' کتاب دیکھی تو اس میں یہ درود پاک اسی طرح لکھا ہوا تھا۔''

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

کثرت درود پاک کی وجہ سے حافظ ابو العباس احمد بن منصور کو عزتوں کے تاج پہنائے گئے:

حضرت ابوالعباس احمد بن منصور حافظ کو خواب میں دیکھا گیا اس حالت میں کہ وہ ایک حلہ زیب تن کئے ہوئے ہیں اور ان کے سر پر جواہرات سے مرصع ایک تاج رکھا ہوا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا رب تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا آپ نے فرمایا:

اس نے مجھے بخش دیا ہے مجھ کو عزت سے نوازا، تاج پہنایا اور جنت میں داخل فرما دیا ہے۔

پوچھا گیا یہ سب کس سبب سے ہوا؟

آپ نے فرمایا:

بِكَثْرَتِي صَلَاتِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

''میرے کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کی بدولت۔''[1]

---

[1] ایسے امام بیہقی نے ''اعلام بفضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲/۹۷ میں اور ابن بشکوال نے ''القربۃ الی رب العالمین بالصلوٰۃ علی محمد سید المرسلین ۱/۷ میں، امام سخاوی نے ''القول البدیع'' ص ۲۵۴ میں روایت کیا۔

نامِ اقدس کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لکھنے کی وجہ سے رب تعالیٰ کی کرم نوازی:

حضرت خلف یعنی صاحب خلقان فرماتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیثیں تلاش کیا کرتا تھا وہ فوت ہو گیا تو میں نے اسے اپنے خواب میں دیکھا کہ وہ سبز چادروں میں ملبوس ہے اور ٹہل رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا؟

کیا تو وہی نہیں ہے جو میرے ساتھ احادیث تلاش کیا کرتا تھا، یہ کیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟

اس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ احادیث لکھا کرتا تھا، میری نظر سے جب بھی کوئی ایسی حدیث گزرتی جس میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا تھا تو میں اس کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لکھ دیا کرتا تھا رب تعالیٰ نے اسی کے بدلے میں مجھے یہ عزت عطا فرمائی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔[1]

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھوم مچی وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اسی طرح کے دو اور واقعات:

عبداللہ قواریری فرماتے ہیں ہمارا ایک ہمسایہ تھا جو کاتب تھا، میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا رب تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

وہ کہنے لگا:

---

[1] اسے بھی امام نمری نے کتاب مذکور ورقہ ۹۲ پر اور ابن بشکوال نے بھی کتاب مذکور میں ۹۷/۱ پر اور خطیب بغدادی نے ''شرف اہل الحدیث ص ۱۱۰ اور علامہ سخاوی نے القول البدیع ص ۶۲ میں نقل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔

میں نے پوچھا کس سبب سے؟

اس نے کہا:

(میرا معمول تھا کہ) میں جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھتا تھا ساتھ یہ بھی لکھتا ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔[1]

حسن بن رشیق کو ان کے وصال کے بہترین حالت میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا آپ کو یہ عزت کس سبب سے ملی ہے؟

انہوں نے فرمایا:

بِكَثْرَتِيْ صَلَاتِيْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

''میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے کی وجہ سے۔''[2]

درود پاک کی بدولت آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شیخ شبلی پر کرم نوازی:

مروی ہے کہ حضرت ابوبکر بن مجاہد مقری کے پاس ان کی مسجد میں حضرت ابوبکر شبلی تشریف لائے تو ابن مجاہد نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا (یہ دیکھ کر) ابن مجاہد کے اصحاب (شاگرد) آپس میں اور ان کے حوالے سے چہ مگوئیاں کرنے لگے (ان کے جانے کے بعد) شاگردوں نے عرض کیا:

آپ علی بن عیسیٰ (جیسے بڑے آدمی) کیلئے تو کھڑے نہ ہوئے تھے اور

---

[1] اسے بھی ابن بشکوال کے حوالہ سابق میں واقعہ ۹۷ میں اور امام زین الدین آثاری نے شفاء السقام میں اور علامہ سخاوی نے القول البدیع ص ۴۶۵ میں روایت کیا۔

[2] امام نمیری حوالہ سابق کے ساتھ الورقہ ۹۸ / ب، میں امام ابن بشوال نے بھی حوالہ رقہ ۸ / أ میں اور امام زین الدین الاثاری نے ''فاء آثاری'' ص ۳۴ اور علامہ سخاوی نے القول البدیع ص ۴۶۸ میں روایت کیا۔

شبلی کیلئے کھڑے ہو گئے؟

(چونکہ شیخ شبلی مجذوب طبع درویش تھے، انہیں یوں قابل عزت نہ جانا تھا یہ سوال اس لئے کیا گیا)

آپ نے فرمایا:

جس شخص کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شفقتاً تعظیم فرمائیں کیا میں اس کیلئے کھڑا نہ ہوں؟

مجھے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھے فرمایا:

اے ابوبکر! کل تیرے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا جب وہ تیرے پاس آئے تو اس کی عزت کرنا۔

ابن مجاہد فرماتے ہیں کہ اس (واقعہ کے) دو راتوں کے بعد مجھے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھر زیارت ہوئی آپ نے مجھے فرمایا:

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تجھے عزتوں سے نوازے جیسے تو نے اس جنتی آدمی کی عزت کی ہے۔

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شبلی آپ کی اس کرم نوازی کا کیسے حقدار بنا؟

آپ نے فرمایا:

هٰذَا الرَّجُلُ يُصَلِّيْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ يَذْكُرُنِيْ فِيْ اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ يَقْرَءُ ''لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ الاية ذٰلِكَ مُنْذُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً اَفَلَا اُكْرِمُ مَنْ يَفْعَلُ هٰذَا؟

''یہ آدمی اسی (۸۰) برس سے پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور ہر

نماز کے بعد میرا ذکر کرتا ہے اور مجھ پر درود پڑھتا ہے اور اس آیت پاک کی تلاوت کرتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (توبہ:۱۲۸)

جو یہ عمل کرے کیا ہم اس پر کرم نوازی نہ فرمائیں؟''[1]

فائدہ مہمہ از مترجم:

طائفہ نجدیہ کے مسلّم امام ابن قیم اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں اس واقعہ کو الفاظ مختلفہ کے ساتھ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یہ ہر نماز کے بعد آخر تک یہ آیت پڑھتا ہے ''لقد جاءکم رسول من انفسکم'' (توبہ ۱۲۸ء) پھر اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

یہ ہر فرض نماز پڑھنے کے بعد یہ آیت تلاوت کرتا ہے ''لقد جاء کم رسول من انفسکم'' آخر سورۃ تک (توبہ) اور تین بار یہ درود پڑھتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ

''(ص ۲۵۲، ۲۵۳، مطبوعہ بیروت)

یونہی تبلیغی جماعت کی نصابی کتاب فضائل اعمال کے باب فضائل درود میں مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ یہ روایت علامہ

---

[1] اسے امام ابو العباس اقلیشی نے ''نوادر الاثار المختصہ بفضل الصلوٰۃ علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۵۲ پر اور امام زین الدین آثاری نے شفاء السقام ص ۴۰ پر اقلیشی سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا۔

سخاوی سے نقل کرتے ہوئے لکھا:

کہ آپ نے فرمایا:

''جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لقد جاء کم رسول من انفسکم'' پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، پڑھتا ہے۔

(ملاحظہ ہو فضائل درود شریف ص ۱۷۶)

قارئین کرام:

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ''یا'' کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا نا صرف جائز ہے بلکہ نداء مذکور امت کے سلف صالحین کے وظائف میں شامل رہی ہے۔ پھر اس پر ہونے والی نوازشات و انعامات آپ نے ملاحظہ کر ہی لئے ہیں جیسا کہ اس کو اغیار کے بڑے بھی تسلیم کر گئے ہیں۔ مگر اللہ ہدایت دے ہمارے زمانے کے دیابنہ طائفہ کو جو ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' وغیرہ کلمات سے پکارنے کو شرک کہتے ہیں اور اس کے قائلین و عاملین پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے نہیں تھکتے۔

نعرہ کیجئے ''یا رسول اللہ'' کا
مفلسوں سامان دولت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
''یا رسول اللہ'' کی کثرت کیجئے۔

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

بلند آواز سے درود پاک پڑھنے کی وجہ سے سب اہل مجلس کی

مغفرت کر دی گئی:

اک ''مشطاح'' نامی صوفی تھے جنہیں ان کے وصال کے بعد دیکھا گیا وہ اپنی زندگی میں مزاح کیا کرتے تھے، ان سے پوچھا گیا آپ کے ساتھ اللہ عزوجل نے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا: مجھے بخش دیا گیا ہے، ان سے پوچھا گیا کس نیکی کی وجہ سے؟ انہوں نے کہا میں نے کسی محدث کو کہا کہ مجھے کوئی حدیث مسند لکھوائیں (پس دوران املاء) ان محدث صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا۔

فَصَلَّيْتُ اَنَا وَرَفَعْتُ صَوْتِي فَصَلَّى اَهْلُ الْمَجْلِسِ عَلَيْهِ فَغُفِرَ لَنَا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ

تو میں نے بلند آواز سے درود پاک پڑھا پس ساری مجلس نے ہی میرے ساتھ مل کر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا، ہماری مغفرت اسی دِن کر دی گئی تھی۔[1]

درود پڑھنے والے کے چہرے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پھیر کر اسے منور کر دیا:

ہمیں عبدالواحد کے حوالے سے روایت پہنچی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حج کرنے گیا تو میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جو اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے فقط نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک ہی پڑھتا میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا: تو اس نے کہا میں تجھے بتاتا ہوں کچھ برس قبل میں اپنے والد کے ساتھ

---

[1] اسے امام نمیری نے کتاب مذکور میں ورقہ ۹۸ /ب میں اور امام ابن بشکوال نے بھی کتاب مذکور میں ورقہ ۸ /ب میں روایت کیا ہے۔ نیز امام سخاوی نے ''القول البدیع'' ص ۲۵۴ پر ذکر کیا ہے۔

حج کرنے گیا، واپسی پر ایک جگہ ہم نے دوپہر کو آرام کیا، میں سویا ہوا تھا کہ کسی آنے والے نے آکر کہا اٹھ! اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو دائمی نیند سلا دیا ہے اور اس کا چہرا سیاہ کر دیا ہے۔ میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہوا اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ واقعی فوت ہو چکے تھے اور ان کا چہرا بھی سیاہ ہو چکا تھا، میرے دل میں بہت رعب سا طاری ہو گیا، میں اسی پریشانی میں مبتلا تھا کہ مجھ پہ پھر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ چار سیاہ فام افراد لوہے کے گرز لئے میرے باپ کے پاس کھڑے ہیں، ان میں سے ایک سر کی جانب تھا ایک ان کے قدموں کی طرف اور ایک دائیں اور ایک بائیں۔

اسی اثنا میں دو سبز چادروں میں ملبوس خوبصورت ترین چہرے والی ہستی تشریف لاتی ہے۔ انہوں نے ان کو فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ۔ پھر انہوں نے میرے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔

فَمَسَحَ وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ

''اور انکے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔''

پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

کھڑا ہو جا اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کا چہرا سفید کر دیا ہے۔

میں نے عرض کیا:

میرے والدین آپ پر فدا ہوں، آپ کون ہیں؟

فرمایا:

میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں:

جو نہ بھولا ہم فقیروں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پس میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ سفید ہو چکا تھا، میں نے ان کے غسل، کفن کا انتظام کیا اور انہیں دفن کر دیا۔[1]

جس کے ہر خط میں موج نور کرم
اس کف بہر ہمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ایک فرشتے کی ڈیوٹی ہے وہ درود پاک پڑھنے والوں کے چہروں پر ہاتھ پھیر کر روشن کر دیتا ہے:

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج میں سے ایک شخص کو دکھا جو کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ رہا تھا۔ میں نے اسے کہا یہ رب تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس سے دعا مانگنے کا مقام ہے (اور آپ ہیں کہ فقط درود پاک ہی پڑھے جا رہے ہیں)

اس نے کہا:

میں آپ کو اس کی وجہ بتاتا ہوں، میں اپنے گھر میں تھا کہ میرا اک بھائی تھا جو فوت ہو گیا اور اس کا چہرا سیاہ ہو گیا اور گھر میں اندھیرا تھا پس ہمارے پاس ایک آدمی آیا جس کا چہرا چراغ کی طرح چمک رہا تھا۔

فَمَسَحَ وَجْهَ اَخِيْ بِيَدِهٖ فَصَارَ كَالْقَمَرِ

''اس نے میرے بھائی کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ چاند کی طرح روشن ہو گیا۔''

---

[1] اسے امام ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ 'المنامات'' ص ۸۴، حدیث نمبر ۱۱۸ میں، اور ابن بشکوال نے کتاب مذکور ورقہ ۱۱۱ / ب میں اور علامہ سخاوی نے ''القول البدیع'' ص ۴۴۵ پر روایت کیا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا:

آپ کون ہیں؟

اس نے کہا:

اَنَا مَلَكٌ مُؤَكَّلٌ بِمَنْ يُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ اَفْعَلُ بِهٖ هٰكَذَا

''میں فرشتہ ہوں اور میری یہ ڈیوٹی ہے میں محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے چہروں کو اسی طرح منور کرتا ہوں۔''

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں کہ جس شخص کا ابھی ذکر ہوا کہ اس کا چہرا سیاہ ہو گیا تھا (پھر روشن کر دیا گیا وہ اس لئے ہوا کہ) وہ کثرت سے نبی کریم ﷺ پر درود پاک بھیجا کرتا تھا۔

درود شریف کی وجہ سے نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا:

روایت کیا گیا ہے کہ قیامت کے دِن ایک بندے کو دوزخ میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا اس کے اعمال تولے جائیں گے تو اس کی برائیوں کا پلڑا بھاری نکلے گا، پھر پوروں کے برابر پرچیاں نکالی جائیں گی جن میں وہ درود پاک ہو گا جو وہ نبی ﷺ پر پڑھا کرتا تھا، ان کو اس کے نیکیوں والے پلڑے رکھا جائے گا تو وہ بھاری ہو جایئے گا۔

درود پاک نے پل صراط سے گزار دیا:

امام طبرانی نے معجم کبیر میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

گزشتہ شب ہم نے اک عجیب منظر دیکھا، ہم نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا جو پل صراط پر کبھی گھسیٹ کر چل رہا ہے اور کبھی اپنے گھٹنوں کے بل، اس کے پاس وہ درود آتا ہے جو وہ مجھ پر پڑھا کرتا تھا:

فَاَقَامَتْهُ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَمَضٰى عَلَى الصِّرَاطِ۔

(الحدیث بطولہ)

اس درود نے اسے اس کے قدموں پر کھڑا کر دیا اور وہ پل صراط گزر گیا۔

یہ حدیث کافی طویل ہے۔

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

درود پاک نے قبر کے سوالات میں آسانی پیدا کر دی:

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرا ایک دوست تھا وہ فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کی حالت بارے دریافت کیا:

اس نے کہا:

اے شبلی! مجھ پر بڑے ہولناک احوال گزرے ہیں، وہ یہ کہ قبر میں سوالات کے وقت میں حواس باختہ ہو گیا (اور جواب دینے کی سکت نہ رہی) میں نے اپنے دل میں کہا، یہ مصیبت مجھ پر کہاں سے آ پڑی، کیا میرا وصال اسلام پر نہیں ہوا؟

پس آواز دی گئی کہ یہ دنیا میں تیری زبان کے بے کار رہنے کی سزا ہے۔

جب دو فرشتے میری طرف بڑھنے لگے تو میرے اور ان کے مابین ایک

خوبصورت اور بہترین خوشبو والا شخص حائل ہو گیا اس نے مجھے جوابات یاد دلائے تو میں نے بیان کر دیئے۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟

تو اس نے کہا:

اَنَا شَخَصٌ خُلِقْتُ بِكَثْرَةِ صَلَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ
وَاُمِرْتُ اَنْ اَنْصُرَكَ فِي كُلِّ كَرْبٍ

''تو جو کثرت سے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا کرتا تھا مجھے اس کے بدلے میں پیدا گیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت میں تیری مدد کروں۔[1]

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

درود پاک پڑھنے کی برکت سے ہاتھ کٹنے کی مصیبت ٹل گئی:

روایت کی گئی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی، اور ایک شخص کے بارے گواہی دی کہ اس نے اونٹ چوری کیا ہے (یہ سن کر) وہ اونٹ چلا اٹھا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹنا۔

اس سے پوچھا گیا کہ تم نے اس مصیبت سے کس سبب سے نجات پائی؟

اس نے عرض کیا

صَلَاتِي عَلَيْكَ كُلَّ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ

''یا رسول اللہ! اس وجہ سے کہ میں ہر روز آپ پر سو بار درود

---

[1] اسے علامہ سخاوی نے ''القول البدیع'' ص ۲۶۰ میں روایت کیا اور اس کی نسبت ابن بشکوال کی طرف کی

پڑھتا ہوں۔''

محبوب ﷺ نے فرمایا:

تم دنیا وآخرت کے عذاب سے نجات پاؤ گے۔[1]

درود پاک کی برکت سے مغفرت کا پروانہ مل گیا:

ابوحفص کاغذی کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا گیا، بہت بڑے سردار تھے، ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک فرمایا؟

انہوں نے کہا:

اس نے مجھ پر رحم فرمایا، مجھے بخش دیا اور مجھے جنت میں داخل فرمایا دیا ہے۔

پوچھا گیا کس سبب سے؟

انہوں نے کہا جب رب تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرشتوں کو (میرے حساب کا) حکم دیا تو انہوں نے میرے گناہ بھی گنے اور مصطفیٰ کریم ﷺ پر میرا پڑھا ہوا درود پاک بھی شمار کیا، پس درود پاک زیادہ نکلا۔

اللہ عزوجل نے انہیں فرمایا:

حَسْبُكُمْ يَا مَلَائِكَتِي لَا تُحَاسِبُوْهُ وَاذْهَبُوْا بِهٖ إِلَى الْجَنَّةِ

''اے میرے فرشتو تمہیں یہی کافی ہے تم اس کا حساب نہ لو، اسے جنت میں لے جاؤ۔''[2]

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

---

[1] بحوالہ سابق ص ۴۴۸، منسوب بہ ابن بشکوال

[2] اسے امام زید الدین نے شفاء السقام ص ۱۴۰ پر نقل فرمایا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ہر جمعہ کو ہزار بار درود پڑھنے کی وجہ سے نجات کا پروانہ مل گیا:

ہمیں خلاد بن کثیر بن مسلم کے بارے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب ان کے نزع کا وقت آیا تو ان کے اہل خانہ نے ان کے سر کے پاس ایک رقعہ موجود پایا جس میں یہ لکھا ہوا تھا:

هٰذِهٖ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ

''یہ خلاد کے لئے آگ سے نجات کا پروانہ ہے۔''

ان کے گھر والوں سے پوچھا گیا کہ یہ ایسا کونسا عمل کرتا تھا، انہوں نے کہا یہ ہر جمعہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک ہزار بار درود پاک پڑھا کرتا تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ [1]

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب منکر دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

جمعۃ المبارک کے دِن ہزار بار درود پاک پڑھنے کی فضیلت:

اس بارے حدیث پاک مروی ہے کہا:

جو شخص مجھ پر جمعہ کے دِن ایک ہزار بار درود پاک پڑھے گا، اسے موت نہیں آئے گی جب تک کہ وہ اپنا جنت میں ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔[2]

---

[1] بحوالہ سابق ص ۴،

[2] اسے ابن بشکوال نے ''القربۃ'' ورقہ ۵/ا میں رایت کیا اور متقی ہندی نے کنز العمال ۵۰۵/۱ حدیث نمبر ۲۲۳۳ میں ابو الشیخ سے روایت کیا اور یہ الفاظ نقل کئے ''جب تک کہ اسے جنت کی بشارت نہ مل جائے، علامہ سخاوت نے اسے القول البدیع'' ص ۲۳۷ پر ذکر فرمایا ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثرت سے درود پڑھنے والے غلام کے منہ کو چوما:

محمد بن سعید بن مطرف بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا کہ ہر رات جب سونے کیلئے اپنے بستر پر جانے لگوں تو ایک عدد معین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھتا ایک رات میں نے اس عدد معین کی تکمیل کی تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، میں اپنے کمرے میں مقیم تھا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے کمرے کے دروازے سے میرے پاس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔

فَاضَاءَتْ نُوْرًا

''آپ کی تشریف آوری سے کمرہ جگمگا اٹھا۔''

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص

کھیعص ان کا چہرا نور کا

پھر آپ میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا:

ہم پر کثرت سے درود پاک پڑھنے والے اپنا یہ منہ قریب کرو تا کہ ہم اسے بوسہ دیں، مجھ کو شرم محسوس ہوئی کہ میں آپ کے رخ اقدس پر بوسہ دوں، میں نے اپنا چہرا پھیر لیا،

فَقَبَّلَنِیْ ﷺ فِیْ خَدِّیْ

''تو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسہ دیا۔''

میں گھبرا کر اٹھ گیا، میرے قریب میری بیوی سوئی ہوئی تھی وہ بھی بیدار ہو گئی۔

وَاِذَا الْبَیْتُ یَفُوْحُ مِسْکًا مِنْ رَائِحَتِهٖ

''تو پورے گھر میں آپ کی خوشبو مبارک کے بلے اٹھ رہے

تھے۔''

آپ نے جو میرے رخسار پر بوسہ دیا تھا اس کی وجہ سے آٹھ دِن تک میرے رخسار سے کستوری کی خوشبو آتی رہی۔ میری بیوی روز میرے رخسار سے وہ خوشبو محسوس کرتی تھی۔

عنبر زمیں عبیر ہوا مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تیری رہگزر کی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہاتھ کی سوجن جاتی رہی:

میں نے شیخ صالح عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن احمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

میں حمام میں گر گیا تھا اس وجہ سے میرے ہاتھ پر چوٹ آ گئی جس کی وجہ سے میرا ہاتھ سوجھ گیا، ایک رات میں درد کی حالت میں ہی سو گیا تو خواب میں مجھے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (میری حالت پر کرم فرمایئے)''

آپ نے فرمایا:

اے میرے بیٹے! تیرے درود پڑھنے نے ہمیں پریشان کر دیا تھا
(یعنی اس درود پاک کی بدولت ہم تجھ پر کرم نوازی فرمانے آئے ہیں)

شیخ صالح فرماتے ہیں کہ میں جب صبح بیدار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے وہ سوجھن اور درد ختم ہو چکا تھا۔

نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اغثنی

اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر ۲۶:

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے کے آداب

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری جانب وسیلہ کیا ہو
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

توسل کے آداب میں سے یہ ہے کہ خشوع وخضوع کا پیکر بن جائے اور آپ علیہ السلام کی یوں تعظیم وتوقیر بجالائے جیسے رب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور اپنے دل میں یہ تصور باندھے کہ میں آپ کی بارگاہ میں یوں حاضر ہوں جیسا کہ آپ کی ظاہری زندگی میں آپ کے حضور حاضر ہوں اور سلف صالحین وائمہ اخیار کے طریقے پر اپنے پر سکینہ ووقار کو لازم پکڑے۔

ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کرام وائمہ دین کے ادب کا عالم:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور آپ اس قدر جھک جاتے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والوں پر گراں گزرتا۔

اس بارے آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

جو میں نے دیکھا ہے وہ اگر تم دیکھ لیتے تو کبھی بھی میری اس حالت کا انکار نہ کرتے جو تم نے دیکھی ہے۔

میں سید القراء محمد بن منکدر کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا، ان سے ہم جب بھی کسی حدیث کے بارے پوچھتے وہ اتنا روتے کہ ہمیں ان پر ترس آنے لگتا۔

میں امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کرتا جو بہت زیادہ خوش مزاج اور عموماً مسکراتے رہتے تھے۔ لیکن جب کبھی ان کے پاس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہوتا تو ان کا رنگ بدل جاتا، میں نے انہیں نہیں دیکھا کہ انہوں نے کبھی بے وضو آپ کا ذکر کیا ہو۔

اور عبدالرحمٰن بن قاسم جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ خیر کیا کرتے تو

ہم ان کے چہرے کی طرف دیکھتے یوں لگتا جیسے ان کا خون ہی نچوڑ لیا گیا ہو اور ان کے منہ میں ان کی زبان خشک ہو جاتی، یہ سب رسول اللہ کی محبت کی وجہ سے ہوتا۔

میں عامر بن عبداللہ بن زبیر کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا، جب ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو آپ اتنا زیادہ روتے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو جاتے، میں نے زہری کو دیکھا ہے جو کہ لوگوں میں گھل مل کے رہنے والے تھے جب ان کے سامنے نبی پاک کا ذکر کیا جاتا تو آپ اتنا روتے کہ گویا نہ وہ تجھے پہچانتے ہوں اور نہ تو انہیں پہچانتا ہو۔

اور میں صفوان بن سلیم کے پاس حاضر ہوا کرتا جو کہ بہت زیادہ عبادت گزار تھے، جب ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر ہوتا تو آپ اتنا زیادہ روتے کہ لوگ اٹھ کر چلے جاتے اور آپ کو تنہا چھوڑ جاتے۔[1]

اسی حوالے سے میں (مصنف نے) درج ذیل اشعار لکھیں ہیں اور یہ اشعار ظن اور تخمینے سے نہیں بلکہ اپنے عقیدے اور عرفان کے ساتھ دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار سے کہے ہیں۔

فَمَا لِابْنِ نُعْمَانَ وَلَا لِجُدُوْدِهٖ
لِعُدَّةِ يَوْمِ الْحَشْرِ اِلَّا الْمُوَحَّدُ

'قیامت کے دِن مجھ ابن نعمان (حضرت مصنف) اور میرے آباء اجداد کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کا کرم کام آئے گا۔

وَحُبُّ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى اَكْرَمِ الْوَرٰى
حَبِيْبٌ خَلِيْلٌ لِلْاِلٰهِ مُحَمَّدُ

---

[1] اسے قاضی عیاض نے الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ ۴۱/۲ میں بیان کیا ہے۔

''اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کام آئے گی جو ساری مخلوق سے افضل نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اور خلیل ہیں۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اے اللہ تو نے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود کے کے ساتھ خاص فرمایا ہے اور یوم مشہود (قیامت) آپ کو تمام انبیاء پر سبقت کی فضیلت عطا فرمائی ہے (اس کے صدقے سے) ہمیں آپ کی سنت پر موت عطا فرما، اور ہمیں آپ کے حوض کوثر سے دور کئے جانے والوں میں نہ کرنا اور تو ہمیں اپنے عزت اور ہمیشگی والے قرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دائمی قرب عطا فرما۔ اور (اے الٰہی) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما جب تک آپ کا ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کرتے رہیں آپ کی یاد سے غافل غفلت میں مبتلا رہیں۔

اے سب جہانوں کے مالک تو آپ پر بہت بہت بہت زیادہ سلام بھیج جو تیرے دوام کے ساتھ ہمیشہ رہنے والا ہو۔

تکمیل ترجمہ: ۳ مئی ۲۰۱۷ بروز بدھ دِن ۱۲:۱۲

فَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَحْمَةِ الِّلْعٰلَمِيْنَ

❁❁❁

مصنف کی دیگر کتب

الحج القاطعہ فی ردالبراہین الواضحہ معروف بہ منکرین ـــــــــــ (مطبوعہ)
بعداز نماز جنازہ کا رد بلیغ

سراپائے مصطفیٰ از کلام رضا ـــــــــــ (مطبوعہ)

امیر کاذباں مرزائے قادیاں ـــــــــــ (مطبوعہ)

مسلمانوں اور مرزائیوں میں فرق ـــــــــــ (مطبوعہ)

صنعتِ تجنیس اور اعلیٰ حضرت کی قادر الکلامی ـــــــــــ (مطبوعہ)

آیت ختم نبوت و ردّ مرزائیت ـــــــــــ (مطبوعہ)

فیض بخشش (نعتیہ دیوان) ـــــــــــ (زیر طبع)

الفرقان فی ردفتنہ قادیان (مجلد) ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

معیارِ نبوت و ردِ مرزائیت ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

علامہ اقبال اور ردِ مرزائیت ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

حقانیت اہلسنّت ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

صحابیات رسول کی علمی وفقہی خدمات ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

فیض نور اردو ترجمہ درِ منثور (تاریخ مدینہ) ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

شرفِ صحابیت اردو ترجمہ تحقیق منیف الرتبہ ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

البیان المقبول فی نسب الرسول ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

الدقائق فی الحدائق معروف بہ ''حدائق بخشش بحرِ بلاغت'' ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

مقالاتِ عالیہ در مدح امیر معاویہ ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

بسم اللہ شریف کی تفسیر ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)

مقالاتِ فیضیہ ـــــــــــ (غیر مطبوعہ)